For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

عمران سیریز

عجیب ہنگامے

مکمّل ناول

ایچ اِقبال

خیام پبلشرز
چوک اُردو بازار ○ لاھور -۲

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

5

○☆○

ادھر کچھ دنوں سے کوئی کیس ہاتھ نہیں لگا تھا لہٰذا عمران کو بیکاری بڑی شدت سے کھلنے لگی تھی.... وہ کچھ نہ کچھ کرتے رہنے کا قائل تھا! ویسے یہ اور بات ہے کہ اس "کچھ نہ کچھ" میں اونگھنا بھی شامل ہو! یہ بھی نہیں تو وہ فلیٹ کی پچکاری اٹھا کر مکھیاں مارنا شروع کر دیتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس طرح بھی بیکاری کی بوریت ختم ہو جاتی ہے.... گویا اونگھنا اور مکھیاں مارنا بھی اس کی دانست میں "کام" تھا لیکن آج کل نہ تو اس کا اونگھنے میں دل لگ رہا تھا اور نہ مکھی مار مہم ہی سے دلچسپی رہ گئی تھی لہٰذا اس نے "جولیا چھیڑ" مہم کا آغاز کر دیا تھا.... دن میں چار چار، چھ چھ مرتبہ اسے فون پر بور کرتا! وہ اسے باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ جوان لڑکیوں کا یوں اکیلے رہنا مناسب نہیں ہے۔

جولیا کسی نہ کسی طرح یہ سب کچھ برداشت کر رہی تھی لیکن جب عمران نے رات کے دو دو تین تین بجے بھی فون کھڑکھڑانا شروع کر دیا تو وہ آپے سے باہر ہو گئی.... لیکن کرتی کیا.... بس یہی سوچا کہ ایکسٹو سے

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

شکایت کرے۔

عمران نے بحیثیت ایکسٹو اس کا فون موصول کیا۔

"جناب! یہ عمران.... وہ غصے کی زیادتی کی بنا پر جملہ بھی پورا نہ کر سکی۔

"کیا ہوا عمران کو۔"

"وہ.... وہ مجھے.... بہت پریشان کرنے لگا ہے.... دن میں تو فون پر بور کرتا ہی تھا اب رات کو بھی دو دو تین تین بجے جگا دیتا ہے اور مجھے اس خیال سے ریسیور اٹھانا ہی پڑتا ہے کہ کہیں آپ نے کال نہ کیا ہو.... لیکن پھر اس کی آواز سنائی دیتی ہے اور پھر غصے کی وجہ سے مجھے رات بھر نیند نہیں آتی۔"

"یہ تمہارا نجی معاملہ ہے! اس قسم کے معاملات کو تم لوگ خود ہی نپٹانے کی کوشش کیا کرو۔" عمران نے بحیثیت ایکسٹو نرم لہجے میں کہا تھا اور سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

ظاہر ہے کہ اس ناکامی پر جولیا بلبلا کر رہ گئی ہو گی کیونکہ اس کی دانست میں عمران سے بچاؤ کا ایک ذریعہ ایکسٹو ہی ہو سکتا تھا....

بہرحال دوسرے دن سے عمران نے ٹیلیفون پر لعنت بھیجی اور جولیا کے گھر پہنچ کر اسے بور کرنا شروع کر دیا.... اب وہ جوان جہان لڑکیوں کے اکیلے رہنے کے نقصانات گنوانے کے بجائے صرف نقل کرنے پر اکتفا کرتا تھا.... جو الفاظ جولیا کے منہ سے نکلتے وہ انہیں دہرا دیتا.... وہ سر کھجاتی تو وہ

بھی سر کھجاتا.... وہ غصے میں ہونٹ چباتی تو وہ بھی ایسا کرتا.... وہ پیر پٹخ کر کھڑی ہوتی تو وہ بھی پیر پٹخ کر کھڑا ہو جاتا۔ جولیا روہانسی ہو جاتی تو وہ بھی منہ بسورنے لگتا۔ غرضیکہ اس نے جولیا کو اس حد تک عاجز کر دیا تھا کہ جولیا کے لئے بس موت کی دعا مانگنے کی کسر رہ گئی تھی۔ ممکن ہے آج کل اس کے ستارے ہی گردش میں ہوں ورنہ کیا ضروری تھا کہ بازار میں بھی عمران سے مڈبھیڑ ہو جاتی۔ وہ شاپنگ کے لئے گئی تھی اور عمران سامنے سے آتا نظر آگیا تھا.... وہ جلدی سے دوسری طرف مڑ گئی تھی اور اس نے اتنی تیزی سے چلنا شروع کر دیا تھا کہ اس پر دوڑنے کا گمان کیا جا سکتا تھا.... راہگیروں نے اسے حیرت سے دیکھا لیکن جولیا اس وقت اتنی بوکھلائی ہوئی تھی کہ اسے کسی کا بھی خیال نہیں تھا.... وہ کپڑوں کی ایک دوکان میں داخل ہو گئی.... اتنی تیزی سے چلنے کی بنا پر اس کا سانس پھول گیا تھا۔ چہرے سے گھبراہٹ بھی آشکار تھی۔

"تشریف رکھئے محترمہ"۔ ایک سیلزمین نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کچھ گھبرائی ہوئی ہیں۔"

اسی وقت عمران بھی دوکان میں داخل ہوتا نظر آیا اور جولیا سر سے پیر تک آگ ہو گئی.... عمران اس کے قریب پہنچ گیا اور چونکہ جولیا ہانپ رہی تھی لہٰذا وہ اس سے بھی زیادہ کروفر کے ساتھ ہانپنے لگا۔

"ہاں۔" جولیا نے سیلزمین سے کہا۔ "ایک پاگل کتا میرے پیچھے لگ گیا ہے۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"یہاں میری مرغی تو نہیں آئی۔" عمران نے سیلز مین سے کہا۔ "وہ گھر سے بھاگ نکلی ہے اور میں اس کی تلاش میں ہوں۔"

سیلز مین نے ان دونوں کو بڑی حیرت سے دیکھا۔

"مجھے دو اسکرٹ کا کپڑا خریدنا ہے۔" جولیا اس سے بولی۔

"مجھے دو اسکرٹ.... نن.... نہیں.... دو سوٹوں کے لئے کپڑا خریدنا ہے۔" عمران بھی پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔

"تشریف رکھئے!" سیلز مین کے ہونٹوں پر دبی دبی سی مسکراہٹ تھی۔ نہ جانے وہ کیا سمجھا تھا۔

جولیا بیٹھ گئی اور عمران کے انداز سے ایسا معلوم ہوا جیسے وہ جولیا کی گود میں بیٹھ جانا چاہتا ہو لیکن پھر وہ گڑبڑا کر دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

دوکان میں کئی سیلز مین تھے جن میں سے ایک عمران کو کپڑا دکھانے لگا اور دوسرا جولیا کو۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں کپڑا خرید کر دوکان سے باہر نکلے! جولیا ایک طرف چل پڑی! عمران اس کے ساتھ چلنے لگا.... جولیا کا داہنا پیر اٹھتا تو عمران کا بھی داہنا ہی اٹھتا.... جولیا غصے میں اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے چبا رہی تھی لہٰذا عمران کے لئے بھی گویا ایسا کرنا لازم۔

وہ دس منٹ تک چلتے رہے! جولیا خاموش رہی تھی لہٰذا عمران نے بھی زبان نہیں ہلائی.... وہ تو آج کل بس "نقل" پر آمادہ تھا۔

جولیا ایک ٹیلرنگ شاپ میں داخل ہوئی اور عمران داخل ہوتے

ہوتے ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ دوکان کی تمام کارکن عورتیں تھیں! مرد ایک بھی نہیں تھا اور یہاں صرف عورتوں ہی کے کپڑے سلتے تھے۔

عمران اگر اس دوکان میں داخل ہوتا تو ممکن تھا کہ اس پر اونچی ایڑیوں کی بارش ہو جاتی.... خیر اس کی تو کوئی بات نہ تھی! عمران کی عزت ایسی "گئی گزری" بھی نہ تھی کہ دو چار جوتوں میں چلی جاتی لیکن یہ ایک طرح سے جولیا کی فتح ہوتی.... غالباً" وہ جان بوجھ کر اس دوکان میں اسی لئے داخل ہوئی ہو گی کہ اگر عمران بھی یہاں داخل ہو کر اپنی حرکتیں جاری رکھے تو اس کی شامت آجائے۔

لیکن یہ بھی ناممکن تھا کہ عمران فٹ پاتھ پر ہی کھڑا رہتا۔ یہ بھی اس کی شکست ہی ہوتی.... لیکن قدرت کو شاید اس کی شکست منظور نہیں تھی کیونکہ دوسرے ہی لمحے میں عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

سڑک کے اس پار "گرینڈ ٹیلرز" کا بورڈ دکھائی دے رہا تھا اور وہاں مردانے کپڑے سلتے تھے.... عمران اپنے سوٹ سلنے کے لئے وہاں دے سکتا تھا اور اس طرح اس کا "مشن" جاری رہتا.... یعنی جولیا کی نقل.... یہ ضروری تھوڑی تھا کہ کپڑا اسی درزی کو دیا جاتا جسے جولیا دے رہی تھی.... کم از کم عمران نے اسی انداز میں سوچ کر خود کو مطمئن کر لیا اور لپک کر سڑک پار کی.... اس کے ساتھ ہی ایک اور آدمی بھی دوکان میں داخل ہو رہا تھا.... اس پر نظر پڑتے ہی عمران نے محسوس کیا کہ وہ اس آدمی کو کہیں دیکھ چکا ہے۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اس آدمی کی ظاہری حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ گرینڈ ٹیلرز جیسی مہنگی دوکان میں کپڑے سلوا سکتا لیکن اس کے ہاتھ میں کپڑے کا پیکٹ موجود تھا۔

عمران کو اپنے ذہن پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہ پڑی اور اسے یاد آگیا کہ اس نے اس آدمی کو کہاں دیکھا تھا۔

یہ انڈونیشیا کے سفیر کا ملازم تھا اور عمران نے اسے سفیر کی رہائش گاہ ہی میں دیکھا تھا.... یہ چند ہی دن پہلے کی بات تھی.... انڈونیشی سفیر نے اپنے ملک کی سالگرہ کے موقع پر اپنی رہائش گاہ پر ایک جشن برپا کیا تھا.... اس جشن میں عمران کے ملک کے وزیر خارجہ بھی موجود تھے.... ان کے خلاف غیر ملکی ریشہ دوانیاں ہوتی ہی رہتی تھیں اور عمران کی دانست میں انڈونیشی سفیر کی رہائش گاہ کوئی محفوظ جگہ نہیں تھی لہٰذا اس نے سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اس جشن میں شرکت ضروری سمجھی تھی تاکہ اگر وہاں وزیر خارجہ کے سلسلے میں کوئی گڑبڑ ہو تو وہ صورت حال کو سنبھال سکے.... وہ وہاں محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کے ساتھ ایک عام آدمی کی حیثیت سے گیا تھا.... اس کا خیال تھا کہ ایسے ماحول میں سازش کرنے والے عموماً کسی ملازم ہی کو اپنا آلہ کار بناتے ہیں۔ لہٰذا اس نے ملازمین پر خاص طور پر نظر رکھی تھی.... ایک ایک ملازم کا چہرہ اپنے ذہن میں نقش کر لیا تھا اس لئے جب ان میں سے ایک چہرہ اس وقت اس کے سامنے آیا تو اسے پہچاننے میں دیر نہیں لگی....

دوکان کا ایک آدمی عمران کی طرف متوجہ ہو گیا اور دوسرا انڈونیشی

سفیر کے ملازم کی طرف۔

اور پھر ایک دوسری تعجب خیز بات عمران کی نظروں میں آئی....

انڈونیشی سفیر کے ملازم نے بہت ہی مدھم لہجے میں "ڈی ایل" کہا تھا لیکن چونکہ عمران کی توجہ اسی کی طرف تھی اس لئے اس نے سن لیا۔

ملازم کے منہ سے یہ الفاظ سن کر ناپ لینے والا ایک لمحے کے لئے چونکا تھا لیکن پھر اس نے خاموشی سے اس کا ناپ لینا شروع کر دیا تھا۔

ملازم ناپ لینے کے بعد دوکان کے کارکن نے رسید بنا کر اسے دی اور اب بھی کپڑے کا پیکٹ کھول کر نہیں دیکھا۔

ملازم دوکان سے نکل گیا۔

ادھر عمران کا ناپ لینے والے نے اب اس کی رسید بنانا شروع کی اور عمران نے بے چینی سے پہلو بدلا.... وہ اس وقت انڈونیشی سفیر کے ملازم پر نظر رکھنا چاہتا تھا لیکن ابھی اس کی رسید بن رہی تھی۔ بہرحال اس نے کنکھیوں سے یہ تو دیکھ ہی لیا کہ ملازم دوکان سے نکل کر بائیں جانب گیا تھا۔

پھر اپنی رسید لینے کے بعد عمران بڑے اطمینان کے ساتھ دوکان سے نکلا مگر باہر آتے ہی اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ اس وقت اسے نہ تو جولیا یاد رہی تھی اور نہ اپنے "مشن" کے ادھورے رہ جانے کا خیال تھا۔

ملازم ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا! عمران نے اسے جلد ہی ڈھونڈ لیا اور اب وہ مناسب فاصلے سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد انڈونیشی سفیر کا ملازم جنرل پوسٹ آفس میں داخل

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہوتا نظر آیا.... اس نے ایک لفافہ خریدا اور پھر عمران نے دیکھا کہ وہ گرینڈ ٹیلرز سے ملنے والی رسید کو اس لفافے میں رکھ رہا ہے.... پھر لفافہ بند کر دیا گیا اور ٹکٹ خرید کر اس پر چپکائے گئے.... پھر وہ اس کھڑکی پر جا کر رکا جس پر موٹے حرفوں میں "رجسٹری" لکھا ہوا تھا.... وہیں کھڑے ہو کر اس نے لفافے پر پتہ لکھنا شروع کیا.... اس وقت عمران اس کے قریب سے گزرا۔ ایک سرسری نظر لفافے پر ڈالی لیکن سرسری ہی سی نظر میں اس نے دو باتیں نوٹ کر لیں۔ "بمبینو ہوٹل" اور "گریشم روڈ"۔

جسٹری کرانے کے بعد سفیر کا ملازم پوسٹ آفس سے نکلا.... اور تعاقب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

یہ بھی ایک حیرت انگیز ہی بات تھی کہ اس آدمی نے اپنے کپڑوں کی رسید کسی دوسرے کو بھیجی تھی.... عمران کا ذہن الجھ کر رہ گیا۔ سبھی کچھ حیرت انگیز تھا.... سفیر کے ملازم جیسے لوگ گرینڈ ٹیلرز میں کپڑے نہیں سلوا سکتے تھے لیکن وہ وہاں گیا تھا اور پھر انگریزی کے دو حروف تہجی.... ڈی۔ ایل.... انہیں سن کر ناپ لینے والا چونک پڑا تھا.... پھر اس نے ملازم کا لایا ہوا کپڑے کا پیکٹ کھول کر نہیں دیکھا تھا.... آخر کیوں؟

عمران کی دانست میں اس "کیوں" کا جواب اسی وقت مل سکتا تھا جب "ڈی۔ ایل" کا پس منظر سامنے آجائے۔

تعاقب جاری رہا.... اس تعاقب کے محرک یہ سوالات تو تھے ہی لیکن عمران یہ بھی جاننا چاہتا تھا کہ وہ آدمی جا کہاں رہا ہے.... دراصل

ذہن میں یہ خیال بھی ابھرا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ آدمی کوئی اور ہو.... انڈونیشی سفیر کے ملازم سے حیرت انگیز طور پر مشابہت رکھتا ہو۔

لیکن تھوڑی ہی دیر بعد یہ خیال باطل ہو گیا۔

وہ آدمی انڈونیشی سفیر کی کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔

عمران پلٹا اور تیزی سے چلتا ہوا دوسری سڑک پر آیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس سڑک کے موڑ پر ایک ٹیلیفون بوتھ ہے۔

وہاں سے اس نے بلیک زیرو کو رنگ کیا اور رابطہ قائم ہو جانے پر اس کے سلام کا جواب دے کر بولا۔

"دیکھو.... جنرل پوسٹ آفس کی کھڑکی نمبر تین سے گیارہ بج کر دس منٹ پر ایک رجسٹری کرائی گئی ہے.... پتے میں بمبینو ہوٹل گریشم روڈ کا حوالہ ہے.... میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ رجسٹری کس نام کی گئی ہے اور اس پر فرام ایڈریس کیا لکھا گیا ہے! میں یہ سب باتیں جلد از جلد معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"بہتر ہے.... میں ایک گھنٹے کے اندر اندر آپ کو اطلاع دینے کی کوشش کروں گا! کیا آپ گھر ہی سے بول رہے ہیں؟"

"نہیں، لیکن اب سیدھا گھر ہی جاؤں گا! تم مجھے فون پر اطلاع دے سکتے ہو۔"

"بہت بہتر۔"

عمران ریسیور ہک سے لٹکا کر باہر نکل آیا۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

پتہ چلا تھا کہ وہ رجسٹری لوکل تھی اور شاہنواز نام کے ایک آدمی کو روانہ کی گئی تھی جو بمبینو ہوٹل' گریشم روڈ کے ایک کمرے میں مقیم تھا۔

فرام ایڈریس ایک ایسے محلے کے مکان کا تھا جہاں غریبوں اور جفاکش مزدوروں کی آبادی تھی....

عمران نے اس مکان کے سلسلے میں چھان بین کی تو پتہ چلا کہ وہ ایک غریب پان فروش اپنی بیوی اور گیارہ بچوں کے ساتھ رہائش پزیر تھا.... عمران کا خیال تھا کہ وہ غریب خاندان کسی طرح بھی اس معاملے سے متعلق ثابت نہیں ہو سکتا تھا! غالباً" سفیر کے ملازم نے اپنا نام پتہ خطرناک سمجھتے ہوئے ایک ایسا پتہ لکھ دیا تھا جس پر اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔

ویسے فرام ایڈریس میں جو نام لکھا گیا تھا وہ بھی اس پان فروش کا نہ تھا۔

عمران نے اسی دن انڈونیشی سفیر کے ملازم کا نام اور پتہ بھی لگا لیا.... اس کا نام سعید خان تھا....

اسی دن شام کو عمران بحیثیت ایکسٹو جولیا کو ہدایت کر رہا تھا کہ وہ سعید خان کے ماضی کے بارے میں چھان بین کروائے....

جولیا نے جواب دیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں تنویر کو مقرر کرے گی۔

اسی رات کو عمران ممین ہوٹل پہنچا.... اس ہوٹل کی عمارت زیادہ بڑی نہ تھی.... اوپر کی ایک منزل پر سولہ کمرے تھے جنہیں کرائے پر دیا جاتا تھا اور نیچے ڈائننگ ہال تھا۔

کاؤنٹر پر جو آدمی نظر آیا اس کے بارے میں عمران نے پہلی ہی نظر میں کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی.... وہ چالیس بیالیس سال کا ایک بھاری بھرکم آدمی تھا.... باریک ترشی ہوئی مونچھیں تلوار نما تھیں.... چھوٹی چھوٹی چمکیلی آنکھوں سے بدنیتی آشکار تھی۔ چہرے پر زخم کا نشان بھی تھا جس کے بارے میں اندازے سے کہا جا سکتا تھا کہ وہ چاقو سے آیا ہو گا۔

عمران نے پتہ چلایا کہ وہی اس ہوٹل کا مالک تھا! عمران نے یہ بات ہوٹل کے ایک ویٹر ہی سے معلوم کی تھی!

دوسرے دن عمران نے شاہنواز کے درشن بھی کر لئے.... وہ ہوٹل کی اوپری منزل پر پہنچا تھا اور اس نے اس دروازے پر دستک دی تھی جس کے کمرے میں شاہنواز مقیم تھا۔

دروازہ کھلنے پر جو شکل نظر آئی تھی اسے دیکھ کر یہ کہنا مشکل ہی ہوتا کہ وہ آدمی کسی قسم کے جرم سے ملوث ہو گا.... چہرے سے ذہانت اور شرافت ٹپکتی تھی! وہ اٹھائیس تیس سال کا ایک خوبرو آدمی تھا۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"مجھے مسٹر عاقل سے ملنا ہے۔" عمران کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"کیا آپ ہی عاقل ہیں۔"

"جی نہیں.... میرا نام شاہنواز ہے۔" بڑے مہذب لہجے میں جواب دیا گیا تھا۔ "یہاں مسٹر عاقل نہیں رہتے۔"

"لیکن مجھے یہی بتایا گیا تھا کہ وہ ریٹو ہوٹل کے اسی نمبر کے کمرے میں مقیم ہیں۔"

"یہ تو بمبینو ہوٹل ہے جناب.... ریٹو ہوٹل تو آگے ہے۔"

"اوہ! معاف کیجئے گا! میں بھی کتنا احمق ہوں کہ ہوٹل کا نام ٹھیک سے پڑھے بغیر یہاں آگیا۔ ایک بار پھر تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں! کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔" شاہنواز نے مسکرا کر کہا تھا۔

اس طرح عمران شاہنواز کو دیکھ سکا۔ لیکن دیکھ لینے کے بعد اس کی الجھن اور بڑھ گئی کیونکہ وہ کوشش کے باوجود شاہنواز کے بارے میں کوئی خراب رائے قائم کرنے میں ناکام رہا تھا۔

پھر جب پوسٹ مین ہوٹل میں داخل ہوا اس وقت عمران ہوٹل ہی میں تھا.... چند خطوط کے ساتھ وہ رجسٹرڈ لفافہ بھی بمبینو کے مالک ہی نے وصول کیا اور دستخط کر دیئے۔ کیونکہ وہ رجسٹری اس کے ہوٹل کی معرفت تھی اس لئے وہ اسے چھڑانے کا مجاز تھا! پھر عمران نے یہ بھی دیکھا کہ ایک ویٹر کے ذریعے وہ رجسٹرڈ لفافہ شاہنواز کو بھجوا دیا گیا تھا۔

اس کے بعد تین چار دن گزر گئے.... عمران اس دوران میں گرینڈ ٹیلرز کی نگرانی بھی کرتا رہا لیکن اسے کوئی اور خاص بات نہ معلوم ہو سکی! ویسے اسے حالات کے غیر معمولی ہونے کا یقین اتنا زیادہ تھا کہ وہ انہیں فراموش کر کے گھر بیٹھ رہنا کسی طرح بھی گوارہ نہ کرتا.... آخر پانچویں رات وہ اچانک یہ فیصلہ کر بیٹھا کہ شاہنواز کو اغوا کر لینا چاہیئے.... اس سے بہت کچھ معلوم ہونے کی توقع کی جا سکتی تھی۔

اس نے یہ فیصلہ اس وقت کیا جب شاہنواز کا تعاقب کر رہا تھا! آج ہی سے اس نے اس کی باقاعدہ نگرانی شروع کی تھی کیونکہ چار دن تک گرینڈ ٹیلرز کی نگرانی کرنے سے تو کوئی فائدہ ہوا ہی نہ تھا.... اس نے سوچا ممکن ہے شاہنواز کی نگرانی سے بھی کوئی فائدہ نہ پہنچے لہٰذا اس کا اغوا ہی کچھ کام آسکتا تھا۔

شاہنواز نے رات کا کھانا کھانے کے بعد بمبینو ہوٹل سے ایک ٹیکسی کی تھی اور صدر بازار میں آکر اترا تھا! ٹیکسی رخصت کر دی تھی اور پھر ایک جنرل اسٹور میں داخل ہوا تھا۔

اس کی ٹیکسی کے رکنے پر عمران نے اپنی گاڑی کچھ فاصلے ہی پر روک لی تھی لیکن ٹیکسی کے چلے جانے کے بعد گاڑی کو آگے بڑھا لایا تھا اور پھر اس نے ٹھیک اس جنرل سٹور کے سامنے رک کر انجن بند کر دیا۔

شاہنواز اس جنرل اسٹور سے شیونگ کا سامان خرید رہا تھا! عمران بھی اس کے برابر جا کھڑا ہوا! وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ شاہنواز اسے پہچانتا ہے یا نہیں۔

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

چند ہی دن پہلے عمران نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلوا کر اس سے مسٹر عاقل کے بارے میں پوچھا تھا لیکن یہ بات یقینی نہیں تھی کہ شاہنواز کو اس کی یاد رہ گئی ہو۔

شاہنواز نے اس پر ایک نظر ڈالی اور پھر سیلزمین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ گویا اس نے عمران کو نہیں پہچانا تھا۔

عمران سیلزمین سے بولا۔ ”شربت فل فلوس کی ایک شیشی دے دیجیے۔“

”شربت فل فلوس۔“ سیلزمین نے حیرت سے کہا۔

”جی ہاں۔“ عمران چہرے سے نرا گاؤ دکھائی دے رہا تھا۔

”میں نے اس نام کے کسی شربت کا نام آج تک نہیں سنا.... ویسے یہ نہ تو کوئی میڈیکل اسٹور ہے اور نہ کسی عطار کی دوکان۔“

”ہائیں۔“ عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ ”یہ عطار کی دوکان نہیں ہے؟“

”کیا آپ یہی سمجھ کر اندر آئے ہیں؟“ دوکاندار اسے گھورنے لگا! شاہنواز بھی عمران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اس کو پاگل سمجھ رہا ہو۔

”میں یہ سمجھ کر نہیں آیا ہوں۔“ عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

”میں نے ایک آدمی سے کسی عطار کا پتہ پوچھا تھا.... اس نے مجھے آپ کی دوکان کے بارے میں بتایا۔“

”یقیناً“ کسی نے آپ کو بے وقوف بنایا ہے۔“ شاہنواز مسکرا کر عمران سے بولا۔ ”ورنہ یہ تو ایک جنرل سٹور ہے۔“

”کسی شہر میں اجنبی ہونا بھی مصیبت ہے۔“ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”لوگ چڑیا گھر سے چھوٹا ہوا سمجھنے لگتے ہیں.... خیر ہو گا۔ آپ کے یہاں کیا بکتا ہے۔“

”یہ میری دوکان نہیں ہے جناب۔“

”اوہ.... ہاں.... معاف کیجیے گا۔“ عمران نے گڑبڑائے ہوئے انداز میں کہا اور پھر سیلزمین سے بولا۔ ”آپ کیا بیچتے ہیں۔“

”جو کچھ آپ کو نظر آ رہا ہے۔“ سیلزمین نے منہ بنا کر کہا۔

”اچھا اچھا۔“ عمران نے سرہلا کر کہا اور پھر اس کی قمیض کا کالر ہاتھ میں ٹٹولتا ہوا بولا۔ ”یہ قمیض کتنے کی ہے۔“

”آپ کا دماغ تو درست ہے۔“ سیلزمین نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

”کیوں؟“ عمران نے پلکیں جھپکائیں۔ ”آپ ہی نے تو کہا تھا کہ جو کچھ نظر آ رہا ہے وہی آپ بیچتے ہیں.... مجھے آپ کی قمیض بھی نظر آ رہی ہے لہٰذا.... بتائیے اس کی قیمت۔“

شاہنواز بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ دوکان سے تشریف لے جائیے۔“ سیلزمین نے بگڑ کر کہا اور پھر شاہنواز سے بولا۔ ”کیا میں یہ ساری چیزیں پیک کر دوں جو آپ نے پسند کی ہیں۔“

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"جی ہاں۔" شاہنواز نے کہا۔

"یہاں کی تو اماں حوا ہی نرالی ہیں۔" عمران منہ بنا کر بولا۔

"باوا آدم نرالا ہوتا ہے جناب۔" شاہنواز مسکرایا۔

"ہو گا..... ہو گا....." عمران نے بیزاری سے کہا اور زیرلب کچھ بڑبڑاتا ہوا دوکان سے باہر آگیا! پھر فٹ پاتھ پر رک کر اس طرح دیکھنے لگا جیسے سوچ رہا ہو کہ کدھر جانا چاہئے لیکن وہ شاہنواز کی طرف سے غافل نہیں تھا۔

تین چار منٹ بعد شاہنواز دوکان سے نکلا! عمران سامنے ہی کھڑا تھا اس لئے اس کی نظریں اس پر پڑنا ہی چاہئے تھیں.... وہ عمران کے قریب آکر رکا.... عمران نے چونکتے ہوئے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پھر احمقانہ انداز میں مسکرا کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ شریف آدمی ہیں۔"

"کیا آپ اپنے اس جملے کی وضاحت کریں گے۔"

"مم..... میں..... دراصل بات یہ ہے..... یہاں مجھے کوئی شریف آدمی نظر نہیں آیا..... اجنبی ہوں اس لئے قدم قدم پر بے وقوف بناتے ہیں! پتہ پوچھتا ہوں میونسپل کارپوریشن کا تو مجھے ایسے راستے پر لگا دیا جاتا ہے کہ قبرستان پہنچ جاتا ہوں..... اس وقت عطار کا پتہ پوچھا تھا تو..... ہا!" عمران نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ کر ٹھنڈی سانس لی اور بے حد مغموم نظر آنے لگا! اس وقت اس کے چہرے پر حماقتوں کے بادل لہرا رہے تھے۔

"یہ واقعی بڑی بری بات ہے! لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔"

"ہے نا!" عمران خوش ہو جانے والے انداز میں بولا۔ "لیکن میں جانتا ہوں کہ لوگ میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں۔"

"کیوں کرتے ہیں۔" شاہنواز نے مسکراتے ہوئے پوچھا....

وہ بڑی شدت سے عمران میں دلچسپی لینے لگا تھا.... دلچسپی کا سبب عمران کی احمقانہ باتیں ہی ہوں گی۔

"یہ ایک راز کی بات ہے کہ لوگ مجھے بے وقوف کیوں بناتے ہیں۔" عمران نے مضحکہ خیز سنجیدگی سے کہا اور پھر بولا۔ "لیکن آپ شریف آدمی ہیں! میں آپ کو ضرور بتاؤں گا۔ مگر کسی سے کہئے گا نہیں.... کان ادھر لائیے۔" عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر آگے جھک کر رازدارانہ انداز میں بولا۔ "دراصل میں شکل سے چغد قسم کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

عمران نے یہ اتنی سنجیدگی سے کہہ دیا تھا کہ ایک مرتبہ شاہنواز کا منہ کھلا اور پھر بند ہو گیا.... ہونٹ پھیلے اور پھر سکڑ گئے.... شاید اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا کہ عمران کی اس "ٹریجڈی" پر ہمدردی کا اظہار کرے یا قہقہے لگانا شروع کر دے۔

"کسی سے کہئے گا نہیں۔" عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اپنا سمجھ کر بتا دیا ہے۔"

"بہتر ہے"۔ شاہنواز ہنس پڑا۔

"کیا آپ مجھے بریملے روڈ تک پہنچا سکتے ہیں۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر بولا۔ "دراصل میں اب کسی اور آدمی سے پتہ پوچھنے کی

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہمت نہیں کر سکتا.... اگر آپ مجھے بر یطلے روڈ تک پہنچا دیں تو آپ کا مفرور ہوں گا۔"

"مفرور!" شاہنواز نے حیرت سے کہا اور پھر ہنس کر بولا۔ "شاید آپ مشکور کہنا چاہتے تھے۔"

"وہی.... وہی...." عمران نے جھینپتے ہوئے انداز میں کہا۔ "دراصل میری اردو اچھی نہیں ہے! غلط ملط بول جاتا ہوں.... ہاں تو کیا آپ مجھے بر یطلے روڈ تک پہنچا دیں گے۔ میں وہیں اپنے ایک دوست کے گھر مقیم ہوں لیکن راستہ یاد نہیں رہا۔"

"چلیے.... میں آپ کو پہنچا دوں گا! کیا ٹیکسی کر لیں۔"

"نہیں.... اس کار میں چلیں گے۔" عمران نے اشارے سے کہا۔

"یہ میں نے اپنے ایک دوست سے جار حتا" لے لی ہے۔

"آپ پھر غلط بول گئے.... آپ کو عاریتا" کہنا چاہئے تھا۔"

"جی ہاں.... جی ہاں.... ہاہاہا...." عمران احمقوں کی طرح ہنسنے لگا اور پھر آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔ "تشریف رکھیے.... معاف کیجئے گا! میں غلط تو نہیں بولا گیا؟ تشریف ہی کہتے ہیں نا۔"

"جی ہاں۔" شاہنواز کہتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور انجن اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔

"راستہ بتاتے رہئے گا۔"

"ابھی تو سیدھے چلئے.... ایک سڑک چھوڑ کر دوسرا چوراہا آنے پر

دائیں جانب موڑ لیجئے گا۔"

"بڑا برا زمانہ آگیا ہے۔" چند لمحے کی خاموشی کے بعد عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

کار فراٹے بھر رہی تھی۔

"آنے والا دور اس سے بھی برا ہو گا۔" شاہنواز نے کہا۔

"میں اس دور کے آنے سے پہلے ہی خودکشی کر لوں گا۔" عمران منہ بنا کر بولا۔ "موجودہ مہنگائی تو کمر توڑے ڈال رہی ہے.... آنے والے دور کی مہنگائی تو گردن ہی توڑ کر ڈال دے گی۔"

"ہاں.... یہ ناممکن نہیں۔" شاہنواز نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک بات اور بھی ممکن ہے۔"

"وہ کیا۔"

"آج کے دور میں تو میونسپل کارپوریشن کا پتہ پوچھا جائے تو لوگ قبرستان کا پتہ بتا دیتے ہیں.... آنے والے دور میں قبرستان کا پتہ ہی بتانے پر اکتفا نہ کیا جائے گا بلکہ کوشش اس بات کی کی جائے گی کہ پتہ پوچھنے والے کو قبرستان لے جا کر دفن ہی کر دیا جائے۔"

شاہنواز ہنسنے لگا....

کار تیزی سے سڑکوں پر دوڑ رہی تھی! شاہنواز راستے کے بارے میں ہدایات دیتا جا رہا تھا۔

اچانک عمران بولا۔ "میری دادی جان کہا کرتی تھیں کہ آدمی دنیا میں

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کچھ بھی کرے لیکن کسی اجنبی دیس میں قدم نہ رکھے۔"

"معاف کیجئے گا! مجھے آپ کی دادی جان سے اختلاف ہے۔"

"کیوں؟" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "میری دادی جان ٹھیک ہی کہا کرتی تھیں.... میں اپنی مثال سامنے رکھ کر ایسا سمجھنے پر مجبور ہوں۔

"مجبوری ہی انسان کو اجنبی دیسوں میں بھی لے جاتی ہے.... مجبوری!" شاہنواز نے ٹھنڈی سانس لی۔ "مجبوری تو آدمی سے بہت کچھ کرواتی ہے۔"

عمران نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا! وہ خاموش ہو کر کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

"اب کدھر موڑوں!" عمران نے اچانک پوچھا۔

"آں.... ہاں.... میں آپ کو خواہ مخواہ گھسیٹے لئے جا رہا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں! کسی کے کام آنا انسانی فریضہ ہے اور پھر میں اس وقت مصروف بھی نہیں تھا۔"

"مصروف کسے کہتے ہیں۔" عمران نے سادگی سے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ مجھے اس وقت کوئی کام نہیں تھا۔" شاہنواز نے ہنس کر جواب دیا۔ "آپ کی اردو واقعی بہت کمزور ہے لیکن مصروف تو ایسا لفظ ہے جو روزمرہ کے استعمال میں آتا ہے.... بس اسی سڑک پر بائیں جانب موڑ لیجئے.... ہاں.... ٹھیک ہے.... لیجئے.... ہم بر بیلے روڈ پہنچ گئے۔"

"اب اتنا اور بتا دیجئے کہ ریکس اسٹریٹ کدھر ہے۔" عمران نے کہا۔

"دراصل میں جہاں مقیم ہوں وہ عمارت ریکس اسٹریٹ کے اختتام پر ہے لیکن مجھے اس سڑک کا نام یاد نہیں رہا۔"

"اگلا موڑ ریکس اسٹریٹ کا ہے۔"

عمران نے کار ادھر ہی موڑی اور پھر طویل سانس لے کر بولا۔

"ٹھیک.... اب مجھے راستہ یاد آ گیا۔"

"تو پھر اب مجھے اجازت دیجئے!"

"واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے.... ابھی آپ نے کہا تھا کہ آپ وہ نہیں ہیں.... وہ.... کیا کہتے ہیں.... مصروف.... مصروف.... میں آپ کو چائے پلائے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔"

"ارے نہیں.... اس کی کیا ضرورت ہے.... آپ کو خواہ مخواہ تکلیف ہو گی۔"

"نہیں.... چائے تو ملازم بنائے گا.... مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی! میں تو آپ کے ساتھ بیٹھا رہوں گا۔" عمران نے سادگی سے کہا۔

"پھر بھی.... کیا ضروری ہے کہ...."

"بہت ضروری ہے۔" عمران نے سرہلا کر اس کی بات کاٹ دی۔

گاڑی اب ریکس اسٹریٹ کو عبور کر کے دوسری سڑک پر پہنچ گئی تھی.... اسی سڑک پر سیکرٹ سروس والوں کا ہیڈ کوارٹر تھا! دانش منزل۔

عمران نے اس کے پھاٹک پر گاڑی روک کر ہارن دیا! پھاٹک بند تھا۔

"آپ خواہ مخواہ تکلیف کر رہے ہیں۔" شاہنواز پھر بولا۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"ہارن بجانا تکلیف ہے۔" عمران نے حیرت سے کہا۔

"میرا مطلب یہ نہیں تھا" شاہنواز ہنسنے لگا۔ "خیر صاحب.... اگر آپ بضد ہیں تو پی لوں گا.... ورنہ اس وقت چائے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔"

"چائے ایک ہمہ گیر ضرورت ہے۔" عمران نے محققانہ انداز میں کہا۔ "اگر چائے نہ ہوتی تو میزبانوں کے لئے مصیبت ہو جاتی! اب تو یہ ہے کہ مہمانوں کو چائے پر ٹرخایا جاتا ہے خواہ کھانے ہی کا وقت کیوں نہ ہو۔"

شاہنواز پھر ہنسنے لگا.... اسی وقت پھاٹک کے دوسری طرف قدموں کی آہٹ ہوئی اور کسی نے بلند آواز میں پوچھا۔

"کون ہے؟"

"علی عمران۔"

"اوہ!" آواز میں حیرت تھی۔

پھر پھاٹک کھول دیا گیا۔ عمران نے گاڑی بڑھائی اور اسے پورچ میں لئے چلا گیا۔

پھاٹک کھولنے والا اسد تھا.... جب وہ پورچ میں آیا تو عمران اور شاہنواز گاڑی سے اتر آئے تھے۔

پھر ایک منٹ بعد ہی وہ عمارت کے اندر تھے.... ڈرائنگ روم میں پہنچ کر عمران نے اسد سے کہا۔

"اس آدمی کو لیجا کر ساؤنڈ پروف کمرے میں بند کر دو۔"

"کیا مطلب" شاہنواز اچھل پڑا۔

عمران اس کے قریب ہی کھڑا تھا.... اگر شاہنواز ریوالور نکالنے کی کوشش کرتا تو عمران کو اس پر ٹوٹ پڑنے میں ذرا بھی دقت نہ ہوتی۔

اسد بھی عمران کی بات پر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

"کیا تم نے سنا نہیں۔" عمران منہ بنا کر اس سے بولا۔

"یہ.... یہ کیا.... بکواس ہے۔" شاہنواز کی آواز کانپ گئی۔

"یہ بکواس نہیں ہے پیارے!" عمران نے بائیں آنکھ دبا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "اسے حکمت عملی کہتے ہیں ورنہ یہ شہر میرے لئے اجنبی نہیں ہے.... اسی کی سڑکوں پر گلی ڈنڈا کھیل کر تو میں جوان ہوا ہوں لہٰذا اب تمہیں اپنے بارے میں سب کچھ بتانا پڑے گا۔"

شاہنواز اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا.... وہ بے حد خائف نظر آنے لگا تھا مگر اس نے ریوالور نکالنے کی کوشش نہیں کی.... ممکن ہے اس کے پاس ریوالور موجود ہی نہ ہو۔

عمران نے ایک بار پھر اسد کو للکارا۔ "یار! کیا اونگھ رہے ہو۔"

"چلو"۔ اسد نے شاہنواز کو اندرونی دروازے کی طرف دھکا دیا۔

جب وہ دونوں ڈرائنگ روم سے چلے گئے تو عمران باہر نکلا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

پندرہ منٹ بعد وہ اپنے فلیٹ سے دانش منزل فون کر رہا تھا.... رابطہ قائم ہو جانے پر اس نے اسد کو لائن پر بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"کیوں اسد! عمران نے قیدی کو دانش منزل پہنچا دیا؟"

"جی ہاں جناب لیکن وہ مجھ سے کچھ کہے بغیر ہی چلے گئے۔"

"اسے کچھ نہیں معلوم تھا! تمہیں کیا بتاتا۔" عمران نے کہا اور پھر بولا۔ "قیدی سے معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ اس کا گروپ ہمارے شہر میں کس قسم کے جرائم کر رہا ہے اور خود وہ اپنے گروہ کے لئے کیا کرتا تھا۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"اس کی حفاظت کا پورا خیال رکھنا! وہ نکل نہ بھاگے۔" عمران نے کہا اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

○☆○

پھر پانچ دن اور گزر گئے لیکن شاہنواز سے کوئی خاص بات معلوم نہ ہو سکی.... اس نے اسد کی پوچھ گچھ شروع ہونے پر ایک سوال کیا تھا۔

"کیا تم نے میرے ساتھی ضیغم کو بھی قید کیا ہے؟"

"کون ضیغم!" اسد نے پوچھا تھا۔

لیکن پھر شاہنواز نے اس کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔ عمران نے بحیثیت ایکسٹو اسد کی رپورٹ وصول کی تھی اور پھر بمبینو ہوٹل میں تحقیق کرنے پر پتہ چلا تھا کہ وہاں ضیغم نام کا ایک آدمی بھی رہائش پذیر ہے۔

پھر عمران نے ضیغم کی نگرانی کا حکم جاری کیا تھا اور جولیا نے یہ ڈیوٹی سارجنٹ نعمانی کے ذمے لگا دی تھی۔

ادھر عمران نے پھر گرینڈ ٹیلرز کی نگرانی شروع کر دی تھی لیکن اس سے کچھ حاصل نہیں ہونا تھا نہ ہوا۔ انڈونیشی سفیر کے ملازم سعید خان کی شکل بھی وہاں دوبارہ نہ دکھائی دی۔

اور آج عمران بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ شاہنواز کا اغوا کر کے

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اس سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے... شاہنواز کی گمشدگی ان لوگوں کے لئے تشویش کن ثابت ہوئی ہو گی اور وہ لوگ ہوشیار بھی ہو گئے ہوں گے۔ ممکن ہے انہوں نے وقتی طور پر اپنی سرگرمیاں ترک ہی کر دی ہوں۔ ایسی صورت میں نہ تو ضیغم کی نگرانی سودمند ثابت ہو سکتی تھی اور نہ گرینڈ ٹیلرز کی نگرانی سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اس دن عمران شام تک اپنے فلیٹ میں بیٹھا اونگھتا رہا.... یہ بھی اس کے غور و فکر کا ایک انداز تھا.... اونگھتے ہوئے میں اسے بعض اوقات بڑی دور کی سوجھ جاتی تھی۔

اندھیرا پھیل چکا تھا جب اس نے اونگھتے اونگھتے چونک کر اپنے پرائیویٹ ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور گرینڈ ٹیلرز کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ یہ نمبر گرینڈ ٹیلرز سے حاصل کردہ کپڑوں کی رسید پر تھے اور عمران نے انہیں ذہن نشین کر لیا تھا۔

دوسری طرف گھنٹی بجی! ریسیور اٹھایا گیا اور پھر آواز آئی۔

"ہیلو! گرینڈ ٹیلرز۔"

"میں تم لوگوں سے پانچ ہزار روپے فی ہفتے کا مطالبہ کرتا ہوں۔"

"کیا مطلب۔" تحیر زدہ لہجے میں کہا گیا۔ "آپ کون صاحب بول رہے ہیں۔"

"میں کالا چور بولا رہا ہوں۔" عمران نے کرخت آواز میں کہا۔ "اگر تم لوگوں کو اپنا گندہ کاروبار جاری رکھنا ہے تو میرا مطالبہ منظور کر لو ورنہ میں پولیس کو تمہارے پیچھے لگا دوں گا۔"

چند لمحے کے لئے دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو۔" عمران غرایا۔

"پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب.... ہم کوئی گندہ کاروبار نہیں کرتے جس کے لئے پولیس کا خوف رہے۔"

"بکومت.... میں تم لوگوں سے اچھی طرح واقف ہوں اور تمہاری حرکات بھی میرے علم میں ہیں.... اب میں تمہیں کل صبح فون کروں گا۔ مجھے بتا دینا کہ میرا مطالبہ منظور ہے یا نہیں۔"

"لیکن...."

جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی عمران نے ریسیور رکھ دیا.... اس کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ ناچ رہی تھی.... وہ اپنی جیب سے چیونگم کا نیا پیکٹ نکال کر اس کا کاغذ پھاڑنے لگا۔

اس وقت اس نے ایک اندھی چال چلی تھی جو کامیاب بھی ہو سکتی تھی اور ناکام بھی۔ اس نے اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا غیر ضروری سمجھا تھا.... اسے تو جو وقت پر سوجھ جاتی تھی وہی کر گزرتا تھا اور پھر بعد میں اس بات کی کوشش کرتا تھا کہ اس کی حرکت کے نتائج اس کی مخالفت میں نہ جا سکیں....

ابھی تو اسے یہی نہیں معلوم تھا کہ یہ چکر کیا ہے! وہ قطعی طور پر اندھیرے میں تھا لیکن شاید حالات ہی کی بناء پر اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ یہ کوئی لمبا چکر ہے.... چھٹی حس ہی کی بنا پر اسے یہ شبہ بھی ہو رہا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

تھا کہ بمبینو ہوٹل کا مالک بھی اس چکر سے الگ نہیں ہو گا۔

رات کا کھانا کھانے کے بعد عمران نے اپنے نجی ٹیلیفون پر جولیا کے نمبر ڈائل کئے.... گزشتہ دس دن سے اسکو بور کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

"ہیلو"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"کون بول رہا ہے۔" عمران نے آواز بدل کر پوچھا۔ اگر اپنی آواز میں پوچھتا تو جولیا بغیر تاخیر ریسیور رکھ دیتی۔

"جولیا نافٹر واٹر۔" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"کیا تمہارا تعلق کوکا کولا کمپنی سے ہے؟"

"کیا بکواس ہے کون ہو تم؟" جولیا غرائی۔

"مناسب ہو گا کہ تم اپنا نام پھپھوندی بیگم رکھ لو۔"

"شٹ اپ۔"

"نہیں یہ کوئی اچھا نام نہیں.... شتابہ جبیں رکھ لو تو زیادہ بہتر ہو گا۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔

دوسری طرف سے فوراً ہی کوئی جواب نہ ملا۔

"ہیلو!" عمران نے کہا۔ "کیا لیٹرین چلی گئیں۔"

"خدا تمہیں غارت کرے!" جولیا دانت پیستی ہوئی بولی۔ "اب آواز بدل کر بور کرو گے۔"

"آہم" عمران نے مسکرا کر سامنے والی دیوار کو آنکھ ماری اور پھر اپنی

اصلی آواز میں بولا۔ "تم پہچان گئیں۔"

"آخر تم کیا چاہتے ہو۔" جولیا نے رو دینے والے انداز میں کہا۔ "کیا میں اس شہر کو چھوڑ کر چلی جاؤں۔"

"نہ.... ایسا نہ کرنا۔" عمران نے دردناک لہجے میں کہا۔ "میرا دل ٹوٹ جائے گا.... معدہ ٹوٹ جائے گا.... پھیپھڑہ ٹوٹ جائے گا.... گردہ ٹوٹ جائے گا۔"

"اور تمہارا سر بھی ٹوٹ جائے گا اگر کسی دن میرے ہاتھ کوئی پتھر لگ گیا۔" جولیا دانت پیستی ہوئی بولی۔

"ہاں... سر بھی ٹوٹ جائے گا۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا اور پھر بولا۔ "اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنا سر تمہارے قدموں میں رکھ کر کوہ طور پر چلا جاؤں اور اس کی چوٹی پر کھڑا ہو کر یہ گانا گاؤں....

میرا سر کیوں توڑا او سجنا

"یا پھر دوسرا گانا کہ...."

لیکن اس سے پہلے کہ عمران دوسرا گانا شروع کرتا اس نے محسوس کیا کہ لائن بے جان ہو چکی ہے۔ دوسری طرف سے جولیا نے ریسیور رکھ دیا تھا۔

عمران نے بھی مسکرا کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

دوسری بار وہ ایک بار پھر گرینڈ ٹیلرز کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"ہیلو.... گرینڈ ٹیلرز۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"پھر! تم لوگوں نے کیا سوچا۔" عمران بولا۔

"کون بول رہا ہے۔"

"وہی.... کالا چور۔"

"جناب میرا خیال ہے کہ آپ کو کسی قسم کی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم کوئی گندہ بزنس نہیں کرتے۔"

"ڈی ایل کے بارے میں کیا خیال ہے۔" عمران بولا۔

دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ اور عمران فاتحانہ انداز میں مسکرایا۔

"ڈی ایل" دوسری طرف سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا گیا۔ "کیا یہ کسی فرم کے نام کا مخفف ہے۔"

"ہاں تم لوگوں کی فرم کے نام کا۔"

"میں پھر کہتا ہوں کہ آپ کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور اگر آپ نے خواہ مخواہ ہم کو دھمکانے کا سلسلہ جاری رکھا تو ہم پولیس کو اطلاع دینے کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔"

جواب میں عمران بڑے ڈرامائی انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر تمسخرانہ انداز میں بولا۔ "تم پولیس کو اطلاع دو گے۔"

"یقیناً۔"

"اچھی بات ہے۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "تم تو خیر پولیس کو کیا اطلاع دو گے لیکن میں ایسی حرکت ضرور کروں گا کہ تمہاری دوکان میں پولیس کی آمدورفت شروع ہو جائے.... یہ مت سمجھنا کہ صرف

تمہاری ہی دوکان میری نظر میں ہے.... میں تم لوگوں کا دوسرا ٹھکانہ بھی جانتا ہوں.... میں ان دونوں مقامات کو پولیس کی نظر میں لاؤں گا.... میرا خیال ہے کہ پھر تم لوگوں کو میرا مطالبہ ماننا ہی پڑے گا۔ فی الحال میں پولیس کو حقیقت سے آگاہ نہیں کرنا چاہتا.... اچھا.... ٹاٹا۔"

عمران نے ریسیور رکھ دیا.... اس کی آنکھوں سے فکرو تردد کا اظہار ہو رہا تھا لیکن یہ کیفیت ایک منٹ سے زیادہ قائم نہ رہی اور وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔ "ابے او سلیمان کے بچے! چائے لا جلدی۔"

"ابھی لایا جناب!" باورچی خانے کی طرف سے آواز آئی۔

اور عمران نے چائے کے انتظار میں اونگھنا شروع کر دیا۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

صفدر مرجانے کی حد تک بور ہو چکا تھا! بھلا کوئی بات بھی ہوا! بس سڑکیں ناپتے پھرو! مگر سڑکیں بھی کہاں.... ان کا محور تو صرف گریشم روڈ اور کلیٹن اسٹریٹ تھا۔ گھوم پھر کر وہیں.... تین گھنٹے ہو چکے تھے! پنڈلیاں درد کرنے لگی تھیں اور اب بھی یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ابھی اور کتنی دیر دھکے کھانا پڑیں گے۔

عمران نے صرف اتنا کہا تھا کہ ایکسٹو کے حکم کے مطابق ایک خاص دوکان تلاش کرنا ہے۔ اس "تلاش" کا آغاز تین بجے ہوا تھا اور اب چھ بج چکے تھے شام کی چائے بھی نصیب نہیں ہو سکی تھی! وہ مسلسل چل رہے تھے! کلیٹن سٹریٹ سے گریشم روڈ اور گریشم روڈ سے کلیٹن سٹریٹ! کبھی کبھی عمران کسی دوکان کے سامنے رک کر شوکیس پر لگی ہوئی خوشنما چیزوں کی طرف دیکھنے لگتا.... آنکھوں میں لالچ کی ایسی چمک پیدا ہو جاتی جیسے ان چیزوں کو چرا کر بھاگ لینے کا ارادہ رکھتا ہو یا اس کے امکان پر غور کر رہا ہو! پھر ٹھنڈی سانس لیتا اور جیبوں میں ہاتھ ڈال کر آگے بڑھ جاتا! یہ انداز کسی ایسے مفلس کا سا ہوتا جو ان بیش قیمت چیزوں کو پسندیدگی کی نظروں سے بس

دیکھ ہی سکتا ہو اور ان کو خریدنے کی استطاعت نہ ہونے کی بنا پر دل مسوس کر رہ جاتا ہو۔

صفدر کا اندازہ تھا کہ عمران نے اسے تاریکی میں رکھا ہے.... تین گھنٹے سے ٹھوکریں کھانے میں مقصد کچھ بھی ہو سکتا تھا لیکن کسی خاص دوکان کی تلاش؟.... ہرگز نہیں.... ویسے صفدر کا اندازہ یہ بھی تھا کہ یہ آوارہ گردی قطعی بے مقصد ہے! کم از کم ابھی تک تو کوئی مقصد سامنے نہیں آیا تھا۔

"عمران صاحب.... خدا کے لئے...." صفدر بڑبڑایا۔

عمران نے رک کر اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر صفدر کی طرف دیکھ کر بولا۔

"معاف کرو! ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں۔"

اور پھر آگے بڑھنے لگا.... انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی فقیر کی صدا سن کر رکا ہو لیکن ٹوٹے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اس کو مایوس کر کے آگے بڑھ گیا ہو....

صفدر نے اپنا اوپری ہونٹ بھینچ لیا لیکن اس مرتبہ وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھا تھا.... آخر کچھ دور جا کر عمران نے پلٹ کر دیکھا اور پھر اس کے قریب آ گیا۔

"کیا بات ہے!" لہجے میں حیرت تھی۔

"کچھ نہیں۔" صفدر غرایا۔

"چلو تو پھر اس ہوٹل میں چل کر چائے پئیں۔" عمران نے ایک

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

طرف اشارہ کیا۔

"چائے" کا نام سن کر صفدر کے رگ وریشے میں زندگی کی ایک ہلکی سی لہر دوڑ گئی! وہ بڑی شدت سے چائے کی خواہش محسوس کر رہا تھا۔ وہ عمران کے ساتھ آگے بڑھا۔

یہ ایک اوسط درجے کا ہوٹل تھا۔۔۔ سولہ سترہ سے زیادہ میزیں نہیں تھیں۔۔۔ آدھی کے قریب تو خالی ہی نظر آئیں۔۔۔ ان میں سے ایک پر عمران اور صفدر جا بیٹھے۔۔۔ چائے کا آرڈر دیا گیا۔

"ذرا اسٹرونگ لانا۔" عمران نے ویٹر سے کہا۔

صفدر نے سگریٹ نکال کر جلائی اور دو تین ہی کش لے کر محسوس کر لیا کہ چائے کے بعد ہی اس کا مزہ آسکتا ہے۔۔۔ اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں بجھا دی اور اکتائے انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

عمران مدھم سروں میں گنگنا رہا تھا۔

۔۔۔۔ میرے دل کو لگا دے تالہ ۔۔۔۔
۔۔۔۔ علی گڑھ والا رے ۔۔۔۔

پھر وہ چونک کر بولا۔ "یار صفدر! یہ دل میں تالہ کس طرح لگتا ہے۔"

"جا کر اسی شاعر سے پوچھئے جس نے یہ گانا لکھا ہے۔"

"یار ایسے گانے سن کر مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں بھی کوئی بلند پایہ شاعر ہوں۔۔۔ ایسے گانے میں بھی لکھ سکتا ہوں۔ مثلاً"۔۔۔ میرا سینہ

مرتبان۔۔۔ اس میں آجا خالہ جان۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں میری جان۔۔۔ اس میں آجا میری جان۔"

صفدر ہنس پڑا! اور عمران نے اسے کئی فی البدیہہ گانے سنائے! اسی دوران میں ویٹر چائے لے آیا۔

"بتاؤ۔ [illegible] نے صفدر سے کہا۔ "اس کے بعد میں تمہیں چند گانے سناؤں گا۔"

صفدر چائے بنانے لگا۔

عمران پھر کچھ گنگنانے لگا! شاید کسی نئے گانے کی تیاری تھی۔ صفدر نے چائے بنا کر ایک پیالی اس کے سامنے رکھ دی! عمران نے کپ اٹھایا! پھر پہلا گھونٹ لیتے ہی ایسا برا سا منہ بنایا جیسے چائے کے دھوکے میں کسی فٹ پاتھی بیچنے والے کا "شربت جان بناؤ" پی گیا ہو۔

"لاحول ولا قوۃ! یہ چائے ہے!" عمران نے کہتے ہوئے پیالی طشتری میں رکھ دی۔

صفدر نے [illegible] پہلے گھونٹ میں بدمزگی محسوس کر لی تھی لیکن اس وقت وہ ایسے موڈ میں تھا کہ چائے کے نام پر گوار کے پتوں کا عرق بھی پی جاتا بشرطیکہ وہ گرم ہوتا لہٰذا اس نے دوسرا گھونٹ بھی لیا اور پھر تیسرا بھی۔

لیکن عمران نے دوبارہ پیالی کو نہیں چھوا اور منہ بنا کے ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا رہا۔

"آپ پی لیجئے جیسی بھی ہے۔" صفدر بولا۔ "غلطی خود آپ کی ہے کسی

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اچھے ہوٹل میں چل کر بیٹھے ہوتے۔"

"یہ سالے بھی تو ایک کپ کے پانچ روپے وصول کرتے ہیں اور پانچ روپے میں ایسی چائے.... میرا خیال ہے کہ چائے کی پتی دوبارہ استعمال کی گئی ہے۔"

"یہ کوئی حیرت انگیز بات تو نہیں! عام طور پر اس قسم کے ہوٹلوں میں ایسا کیا جا رہا ہے۔"

"میں ہوٹل والوں کی مالش کردوں گا۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"مالش؟" صفدر نے حیرت سے کہا۔

"ہاں پھر کیا کہتے ہیں فارسی میں.... دعوے کو۔"

صفدر ہنس پڑا اور پھر بولا۔ "نالش۔"

"ٹھیک ہے! میں ہوٹل والوں پر نالش کر دوں گا۔ عمران نے کہا اور کھا جانے والے انداز میں کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے آدمی کو گھورنے لگا۔

"کیا فائدہ! میرا خیال ہے کہ آپ جھگڑا کرنے کے موڈ میں ہیں۔"

"میں ضرور کروں گا جھگڑا۔"

"بات بڑھانے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔"

"حاصل نہیں ہوتا تو نہ ہو لیکن جیب سے تو نہ جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب میں اس کاؤنٹر والے کو بتاؤں گا۔"

"میں پھر کہتا ہوں کہ بات نہ بڑھایئے گا۔"

"تم کیوں کہتے ہو پھر" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ "تم کہو گے تو کیا تمہیں کام ہو جائے گا.... واہ! یہ اچھی رہی.... اب میں بات بھی نہ بڑھاؤں۔.... اس سے اچھی چائے تو میری پھوپھی اماں بنالیتی تھیں۔"

صفدر چپ ہو گیا لیکن اس نے محسوس کر لیا تھا کہ عمران ضرور کاؤنٹر والے سے جھگڑے گا۔

صفدر نے چائے کا آخری گھونٹ بھی حلق سے اتارا اور پیالی رکھ دی.... اس کے بعد ایک بار پھر عمران کو سمجھانے کی کوشش کی مگر بے سود۔

عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ گیا اور تنتناتا ہوا کاؤنٹر پر پہنچا۔

"یہ تمہارا ہوٹل ہے یا کانجی ہاؤس۔" عمران نے کاؤنٹر پر ہاتھ مارتے ہوئے غصیلی آواز میں کہا۔

"کیوں! کیا ہوا جناب؟"

"یہ تم لوگ چائے بناتے ہو یا شربت اسوس [illegible]۔"

"کیا چائے کے بارے میں کوئی شکایت ہے۔"

"شکایت کا ابا جان قبلہ ہے۔"

"آخر کچھ کہیے تو۔"

"اب کیا سر کے بل کھڑے ہو کر کہوں۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

بیرے نے [illegible] صفدر کو کاؤنٹر کے قریب دیکھ کر دس روپے کا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اعلان کر دیا تھا لیکن عمران نے جیب سے پانچ روپے نکال کر کاؤنٹر پر پٹخ دیے اور بولا۔

"میں نے چائے نہیں پی اس لئے بس پانچ روپے دوں گا۔"

"لیکن آپ نے دو چائے طلب کی تھیں۔"

"ڈو ثائے ٹلب کی تھیں۔" عمران نے ہاتھ نچا کر جلے کٹے انداز میں تتلاتے ہوئے اس کی نقل اتاری اور پھر گرج کر بولا۔ "یہ چائے تھی؟.... ارے اس سے اچھی تو میں بنا سکتا ہوں۔"

قرب وجوار کی چند میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگ اٹھ کر قریب آ گئے اور استفسار کرنے لگے۔

"یہ لوگ چائے کی پتی دوبارہ استعمال کرتے ہیں۔" عمران نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"آپ ہوٹل پر الزام لگا رہے ہیں۔" کاؤنٹر والا تیز لہجے میں بولا۔ "آپ بغیر ثبوت کے ایسا نہیں کہہ سکتے۔"

"میں کہہ سکتا ہوں۔" عمران نے کاؤنٹر پر گھونسہ مارا۔ "دیکھتا ہوں مجھے کون روکتا ہے۔ ارے میں تو ایک بورڈ لے کر ہوٹل کے دروازے پر کھڑا ہو جاؤں گا اور اس بورڈ پر لکھا ہو گا کہ اس ہوٹل میں چائے کی پتی کی بجائے لکڑی کی چھیلن استعمال ہوتی ہے اور یہ کہ اس ہوٹل کا مالک [illegible] ہے۔"

"زبان کو لگام دیجئے!" کاؤنٹر والا گرجا۔

"میں تو تمہیں بھی لگام دے دوں گا۔ یہ رکھو پانچ روپے.... ہاں"۔

"آپ کو دس روپے دینا پڑیں گے۔"

"تمہارا باپ بھی دس روپے نہیں لے سکتا۔"

"تمیز سے بات کیجئے۔"

"تمیز کی دم میں نمدہ۔"

"چھوڑیے صاحب!" ایک آدمی بولا۔ "میں دے دیتا ہوں پانچ روپے۔"

"میں کیا فقیر ہوں۔" عمران اس پر الٹ پڑا۔

اب کاؤنٹر کے قریب کافی بھیڑ ہو چکی تھی۔

"ختم کیجئے عمران صاحب!" صفدر بڑبڑایا۔

"کیوں ختم کروں! واہ.... یہ اچھی کہی تم نے.... میں اس سالے کو ایک پیسہ زیادہ نہیں دوں گا۔"

"تم حد سے بڑھ رہے ہو۔" کاؤنٹر والا گرجا۔

"ابے تیری تو ایسی کی تیسی....." عمران نے کہتے ہوئے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا اور اتنی زور سے جھٹکا دیا کہ قمیض تار تار ہو گئی۔

پھر اچھا خاصہ ہنگامہ ہو گیا! لوگ بیچ بچاؤ کرانے لگے لیکن عمران اچھل اچھل کر کاؤنٹر والے کے سر پر چپتیں نازل کرتا رہا۔

صفدر کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی.... اسے توقع نہیں تھی کہ عمران اس حد تک آگے بڑھ جائے گا۔ معمولی سی بات تھی اور اسے معمولی

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہی پیمانے پر ختم ہو جانا چاہئے تھا لیکن عمران نے ایسی حرکت کی تھی کہ اب اس معاملے کو پولیس تک پہنچنا ہی چاہئے تھا۔

صفدر نے وہاں سے کھسک لینے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔۔۔ شاید اسے عمران کو پہلے ہی سے اس کے بھاگ نکلنے کا خدشہ رہا ہو گا کیونکہ اس نے ایک ہاتھ سے اس کی کلائی پکڑ لی تھی اور وہ بھی اتنی مضبوطی کے ساتھ کہ صفدر کے فرشتے بھی اس گرفت سے نہیں نکل سکتے تھے۔

ویسے صفدر وہاں سے اس لئے نہیں کھسکنا چاہتا تھا کہ عمران کو مصیبت میں چھوڑ کر خود بچ جانا چاہتا تھا۔۔۔ وہاں سے بچ نکلنے کی تحریک تو اس لئے ہوئی تھی کہ اگر یہ بات پولیس تک پہنچ جاتی تو ایکسٹو بھی ان پر اپنا عتاب نازل کرتا۔ اس کا حکم تھا کہ ہمیشہ پولیس سے بچ رہ کر کام کرو کیونکہ کسی چکر میں پھنس جانے کے بعد وہ پولیس سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ ان کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔

لیکن بیچارے صفدر کو کیا معلوم تھا کہ خود ایکسٹو ہی اس وقت اپنے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے درپے ہے۔۔۔ یہ بات صفدر کے ذہن کے تاریک ترین گوشے میں بھی نہیں تھی کہ اس وقت اس کے پراسرار چیف آفیسر ایکسٹو ہی نے اس کی کلائی پکڑ رکھی ہے اور خود ہی ایک ایسا ہنگامہ کھڑا کر رہا ہے جس کی وجہ سے پولیس تک رسائی ہو سکتی تھی۔

دو تین بیروں نے کاؤنٹر والے کی مدد کرنا چاہی تھی مگر عمران نے دو تین ہاتھ انہیں بھی جھاڑ دیئے! لیکن اس دوران میں صفدر کی کلائی پر اس

کی گرفت ایک لمحے کے لئے بھی ڈھیلی نہیں ہوئی تھی

بدقت تمام لوگ بیچ بچاؤ کرانے میں کامیاب ہو سکے۔

ہوٹل کے چند گاہک اس معاملے میں کاؤنٹر والے کے ساتھ ہو گئے اور ان میں سے ایک گرج کر بولا تھا۔

"پولیس کو فون کرو۔"

"پولیس کے ابا کو فون کرو! میں دیکھ لوں گا۔"

"خدا کے لئے عمران صاحب! خاموش رہیے۔" صفدر گھگھیایا۔

کاؤنٹر والا غصے میں بل کھا رہا تھا۔۔۔ لیکن اس نے پولیس کو فون کرنے کے خیال کی تائید نہیں کی اور دور ہی سے عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ نکل جاؤ۔"

"پانچ روپے اور نہیں لو گے۔" عمران مضحکانہ انداز میں بولا۔

"سمجھ لوں گا میں نے خیرات کر دی۔"

"اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا۔" عمران نے قہقہہ لگایا اور صفدر کی کلائی پکڑے پکڑے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"غنڈے معلوم ہوتے ہیں۔" عقب سے کسی کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

صفدر کا خیال تھا کہ عمران پھر پلٹ پڑے گا لیکن عمران نے ایسا نہیں کیا اور وہ ہوٹل سے نکل آئے۔۔۔ عمران نے ایک ٹیکسی کو آواز دے کر روکا اور وہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔ عمران نے اس سڑک کا نام لیا جہاں

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اس کا فلیٹ تھا! ٹیکسی چل پڑی۔

"کیسی رہی!" عمران بائیں آنکھ دبا کر صفدر سے بولا۔

لیکن صفدر منہ پھلائے بیٹھا رہا.... وہ سچ مچ تاؤ کھا گیا تھا۔ عمران نے حرکت ہی ایسی کی تھی۔

پھر عمران بھی کچھ نہ بولا اور ٹیکسی دوڑتی رہی.... عمران کے ہونٹوں پر ایک شریری سی مسکراہٹ تھی....

اب اندھیرا پھیلنے لگا تھا اور سڑکوں پر لگے ہوئے الیکٹرک پول روشن ہو چکے تھے! دوکانوں کی روشنیاں بھی آہستہ آہستہ جلتی چلی جا رہی تھیں۔

"بس مجھے یہیں اتار دیجئے"۔ صفدر نے کارمن اسٹریٹ کے چوراہے کے قریب کہا۔

عمران نے ٹیکسی رکوا دی اور جب صفدر اتر رہا تھا اس سے بولا۔

"گھر پہنچ کر خیریت کا خط بھیج دینا۔"

صفدر نے نیچے اتر کر دروازہ بند کر دیا اور ٹیکسی فراٹے بھرتی ہوئی آگے نکلتی چلی گئی۔

صفدر دوسری ٹیکسی کر کے اپنے گھر پہنچا! تھکن سے جسم چور چور ہو رہا تھا اس لئے اس نے غسل کا ارادہ کیا کہ اس طرح جسم میں کچھ تازگی آجاتی۔

غسل کر ہی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز آئی.... کال ایکس ٹو کی بھی ہو سکتی تھی اس لئے صفدر کوتاہی کیسے کر سکتا! وہ تولیہ لپیٹے ہوئے

غسلخانے سے نکلا۔

مگر ٹیلیفون پر دوسری طرف جولیا تھی۔

"صفدر" وہ کہہ رہی تھی۔ "ایکسٹو کے حکم سے تم ایک آدمی پر نظر رکھنا ہے.... گریشم روڈ پر کوئی بمبینو ہوٹل ہے.... اسی کے مالک پر نظر رکھنی ہو گی۔"

صفدر کے ذہن کو جھٹکا سا لگا کیونکہ جولیا نے اسی ہوٹل کا نام لیا تھا جہاں کچھ ہی دیر پہلے وہ عمران کے ساتھ ایک ناخوشگوار واقعے سے دوچار ہو چکا تھا۔

"کیوں! تم چپ کیوں ہو گئے! جولیا بولی۔

"کچھ نہیں" صفدر نے آہستہ سے کہا۔ "کیا چکر ہے۔"

"چکر کا علم تو مجھے بھی نہیں۔"

"اچھا.... میں دیکھوں گا.... اور کچھ۔"

"نہیں۔" دوسری طرف سے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

صفدر نے کھوئے کھوئے سے انداز میں ریسیور کریڈل پر رکھا اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا غسلخانے کی طرف بڑھا.... اب وہ سمجھ چکا تھا کہ عمران نے بمبینو ہوٹل میں جو ہنگامہ کھڑا کیا تھا وہ بے مقصد نہ رہا ہو گا۔

صفدر اپنے آپ کو لعنت ملامت کرنے اور یہ سوچنے لگا کہ اس نے پہلے ہی کیوں نہ سمجھ لیا کہ عمران کسی خاص چکر میں ہے.... اس کی حماقتیں بھی بے مقصد نہیں ہوتی تھیں۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

لیکن وہ مقصد کیا ہوگا؟ صفدر سوچتا اور نہاتا رہا۔۔۔۔ وہ بمبینو ہوٹل کے مالک کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا۔۔۔ آخر ایکسٹو کو اس میں دلچسپی لینے کی ضرورت کیوں پیش آگئی؟

○☆○

تھوڑی دیر بعد ٹیلیفون کی گھنٹی پھر بجی۔۔۔ اس وقت صفدر کپڑے پہن چکنے کے بعد ٹائی باندھ رہا تھا۔۔۔ اس نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو! صفدر سعید!"

"میں جولیا ہوں۔۔۔ اچھا ہوا تم ابھی اپنے گھر ہی میں ہو۔"

"پانچ منٹ بعد میں جا چکا ہوتا۔۔۔ کیوں۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا بات ہے؟"

"ایکسٹو کے حکم کے مطابق تمہاری ڈیوٹی تبدیل کی جا رہی ہے۔" جولیا نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "بمبینو ہوٹل کے مالک پر نظر رکھنے کے لئے کسی اور کو مقرر کیا جائے گا۔۔۔ تم فوراً" حامد روڈ کے اس چوراہے پر پہنچو جہاں منٹو روڈ کراس ہوتا ہے۔ وہاں عمران تمہارا انتظار کر رہا ہوگا۔۔۔ اپنی کار میں وہاں پہنچنا۔"

"اچھا!" صفدر نے طویل سانس لی۔ "غالباً" ایکسٹو نے باقاعدہ کوئی کھیل شروع کر دیا ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں لیکن تم دیر نہ کرو۔"

"میں جا رہا ہوں۔" صفدر نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اب رات ہو چکی تھی اور سڑکیں بجلی کی رنگ برنگی روشنی میں جگمگا رہی تھیں! صفدر اپنی کار میں حامد روڈ کی طرف جارہا تھا! ذہن میں دو باتیں چکرا رہی تھیں لیکن صفدر یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ ان دونوں میں سے کون سی بات درست ہو گی۔ صفدر کی دانست میں یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عمران نے ایکسٹو کی ایما پر بمبینو ہوٹل میں ہنگامہ کیا ہو اور یہ بات بھی ممکن تھی کہ عمران نے وہ سب کچھ اپنے طور پر کیا ہو۔ بعد میں ایکسٹو کو اس ہنگامے کے پس پردہ مقصد سے آگاہ کیا ہو اور اب ایکسٹو بھی اس میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا ہو۔

صفدر کا خیال تھا کہ وہ عمران سے گفتگو کرنے کے بعد کسی آخری نتیجے تک پہنچ سکے گا.... اس نے اپنی گاڑی اس جگہ روک دی جہاں منٹو روڈ اور حامد روڈ ایک دوسرے کو کراس کرتے تھے۔ گاڑی روک کر اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور عمران کو دیکھ لیا جو لپکتا ہوا اس کے قریب آرہا تھا.... وہ آگے ہی کی سیٹ کا دروازہ کھول کر صفدر کے برابر میں بیٹھ گیا اور زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتا ہوا بولا۔

"سینٹ لارنس کالونی.... ہیولاک روڈ کی طرف سے چلو۔"

صفدر نے گاڑی چلا دی اور پھر ہنس کر بولا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ آپ نے بمبینو ہوٹل میں بلاوجہ ہنگامہ کیا تھا۔"

"ہائیں!" عمران دیدے نچا کر بولا۔ "تو کیا تمہیں اصل وجہ معلوم ہو گئی۔"

"جولیا نے مجھے فون کیا تھا اور...."

"جولیا کو کیا معلوم کہ مجھے بمبینو ہوٹل کے مالک کی لڑکی سے وہ ہو گئی ہے۔"

"آپ کو وہ ہو گئی ہے۔" صفدر ہنس پڑا۔

"ہاں" عمران نے شرما کر سر جھکا لیا اور اپنے ناخن دیکھتا ہوا بولا۔

"کسی سے کہنا مت۔"

"بے وقوف نہ بنائیے عمران صاحب۔"

"اچھا۔" عمران نے سعادت مندانہ انداز میں کہا۔

"بمبینو ہوٹل کے مالک کا کردار کیا ہے؟"

"محبوباؤں کے روایتی باپوں کا سا۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "وہ اپنی لڑکی پر کڑی نظر رکھتا ہے لیکن میں نے بھی تہیہ کرلیا ہے کہ اس کے ہوٹل میں ہنگامے کرتا ہی رہوں گا! یہاں تک کہ اس کا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا اور پھر اس کو اپنی لڑکی سے میری شادی کرنا ہی پڑے گی.... شادی.... اور پھر.... ایک نجومی نے بتایا تھا کہ میرے پندرہ بچے ہوں گے۔"

عمران نے ایک بار پھر شرمائے ہوئے انداز میں سر جھکا لیا۔

"اس کا مطلب ہے آپ بتانا نہیں چاہتے۔" صفدر نے طویل سانس لے کر کہا۔

"ہاں" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "تمہیں تو اپنا سمجھ کر بتا دیا ہے۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

دوسروں سے تو یہی کہتا ہوں کہ ایک آدھ بچہ ہو گا۔"

پھر تھوڑی دیر تک خاموشی رہی! صفدر سمجھ گیا تھا کہ فی الحال عمران کچھ بتانے کے موڈ میں نہیں ہے۔

"آہا.... ہم ہیولاک روڈ پر پہنچ گئے۔" عمران بولا۔ "اگلے چوراہے سے نکل کر بائیں طرف روک لینا.... فٹ پاتھ سے لگا کر۔"

"لیکن آپ تو سینٹ لارنس کالونی چل رہے تھے۔"

"وہیں چلیں گے لیکن اپنا کام بھی نپٹاتا چلوں.... میں نے دو سوٹ دیے تھے سلنے کے لئے! وہ لیتا چلوں! یہیں ہے اس درزی کی دوکان.... بس ٹھیک ہے.... روک دو.... اس سفید گاڑی کے آگے پارک کر دو۔"

صفدر نے بتائے ہوئے مقام پر گاڑی روک دی۔

"آؤ.... تم بھی آؤ! عمران نیچے اترتا ہوا بولا۔

صفدر انجن بند کر کے گاڑی سے اترا۔

"گرینڈ ٹیلرز" کے بورڈ کے نیچے وہ ایک شاندار اور بہت بڑی دوکان تھی.... یہاں کے تمام کارکن اپٹوڈیٹ تھے! ان میں سے ایک نوجوان نے ان کو بڑے شائستہ لہجے میں خوش آمدید کہا۔

پھر دونوں سوٹ لا کر سامنے رکھ دیئے گئے اور عمران انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"کبھی آپ بھی ہمیں اپنی خدمت کا موقع دیجئے جناب۔" نوجوان نے صفدر سے کہا۔

"ضرور.... صفدر اخلاقاً" مسکرایا۔ "ضرورت پڑنے پر میں یہاں آؤں گا۔"

"ارے.... ہائیں.... یہ کیا...." عمران کے لہجے میں تحیرزدگی بھی تھی اور بوکھلاہٹ بھی۔

"کیا ہوا جناب!" نوجوان اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں نے ون پیس پتلونوں کے لئے کہا تھا۔"

"یہ ون پیس ہیں جناب!" نوجوان نے کہا۔ "دیکھئے.... اس میں بیلٹ کی پٹی الگ سے نہیں لگائی گئی ہے اور...."

"خالی اس سے کیا ہوتا ہے۔" عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ "پائنچوں میں تو جوڑ ہے.... یہ دیکھئے سلائی.... صاف معلوم ہوتا ہے کہ کپڑے کے ٹکڑے کئے گئے ہیں۔"

"بغیر ٹکڑے کئے پتلونیں کس طرح سلتی ہیں جناب۔" نوجوان متحیرانہ انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"واہ! جب ٹکڑے ہو گئے تو ون پیس کیا رہا؟.... ون کا مطلب ہوا ایک ٹکڑا۔۔۔ اس ایک ہی ٹکڑے کو کاٹے بغیر اس طرح سیا جائے کہ پتلون تیار ہو جائے۔"

دلیل ایسی تھی کہ صفدر کو ہنسی آ گئی اور نوجوان بھی ایسے ہی انداز میں ہنسنے لگا جیسے عمران کے مذاق سے محظوظ ہوا ہو۔

"دانت کیا نکال رہے ہیں آپ! سنجیدگی سے گفتگو کیجئے۔" عمران بگڑ

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

گیا۔

ظاہر ہے کہ اس کے اس انداز پر نوجوان ہکا بکا رہ گیا ہو گا! خود صفدر کی ہنسی میں بھی بریک لگ گئی۔

"اور.... اور.... ہائیں.... یہ کیا؟" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "رومالی بھی نہیں لگائی۔"

"پتہ نہیں آپ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔" نوجوان کا منہ بن گیا۔

"میں پوچھتا ہوں رومالی کہاں ہے پتلونوں میں۔" عمران گرج کر بولا۔

"کیا افیون کھا کر بیٹھے ہو تم لوگ۔ دونوں ہی پتلونوں میں رومالی لگانا بھول گئے۔"

عمران کی گرجدار آواز نے دوکان کے دوسرے کارکنوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا۔

"کیا اس پتلون میں بھی رومالی ہے جو آپ پہنے ہوئے ہیں۔" نوجوان نے اوپری ہونٹ بھینچ لیا۔

"اس سے تمہیں کیا مطلب.... اس کی سلائی میں نے ایک سو پچاس روپے دی تھی.... وہ ایک اناڑی درزی تھا.... تم لوگ تو اتنی بڑی دوکان لئے بیٹھے ہو.... ایک پتلون کی سلائی تین سو روپے لیتے ہو.... غضب خدا کا.... اب کیا تین سو روپے میں بھی بغیر رومالی کی پتلون سی کر دو گے؟"

صفدر نے بے چینی سے پہلو بدلا.... اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ

اسے اس معاملے میں دخل دینا چاہئے یا نہیں۔

اتنے میں دوکان کے چند کارکن اور دو ایک گاہک بھی ان کے قریب آگئے.... اس وقت عمران غصیلی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"یا تو پتلونوں میں رومالی لگا کر دو یا پھر میرے کپڑے کی قیمت ادا کرو۔"

"کیا آپ مجھے کسی بھی آدمی کی پتلون میں رومالی دکھا سکتے ہیں۔"

"ہاں دکھا سکتا ہوں! میرے ساتھ چی ہوا ہوا چلو! وہاں کے لوگ پتلونوں میں رومالی لگاتے ہیں۔"

"مناسب ہوتا کہ آپ چی ہوا ہوا جا کر ہی پتلونیں سلواتے۔" نوجوان نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اب یہی کرنا پڑے گا۔" عمران کی آواز غصیلی تھی۔ "میرا یہ کپڑا ساڑھے تین سو روپے کا ہے.... اس کی ادائیگی کرو۔"

"پتہ نہیں آپ کس قسم کی باتیں کررہے ہیں۔" ایک گاہک عمران سے بول پڑا۔

"آپ سے مطلب" عمران پھاڑ کھانے والے انداز میں اس کی طرف پلٹا۔ "میں ہر قسم کی باتیں کر سکتا ہوں.... آپ کون ہوتے ہیں بولنے والے۔ آپ کو شرم نہیں آتی بغیر رومالی کی پتلون پہنتے ہوئے پیچھے سے یوں لگتا ہے جیسے.... جیسے.... اے مسٹر۔" عمران پھر نوجوان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "کھڑے منہ کیا تک رہے ہو.... پتلونوں میں رومالی لگا کر دو۔"

Hamedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"پتلونوں میں رومالی نہیں لگتی۔" نوجوان کا ایک ساتھی بول پڑا۔

"لگتی ہے.... لگتی ہے.... لگتی ہے...." عمران گرجا۔

"تب پھر آپ نشے میں معلوم ہوتے ہیں۔"

"بدتمیز!" عمران کا ہاتھ چل گیا۔

"چٹاخ کی آواز سبھی نے سنی اور صفدر کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔

جس کے چانٹا پڑا تھا وہ ہکا بکا رہ گیا۔

"شرابی کہتے ہو! گالیاں دیتے ہو.... اس دوکان کو کھنڈر بنا دوں گا۔"

عمران نے گرجتے ہوئے ایک شوکیس میں ٹھوکر رسید کی اور اس کا شیشہ چھن چھناتا ہوا فرش پر آرہا۔

"ارے ارے.... ہائیں ہائیں۔" کا شور بلند ہوا اور کچھ راہگیر بھی دوکان میں گھس آئے۔

"اب بولو!" عمران گرجا۔ "پتلونوں میں رومالی لگاؤ گے یا نہیں۔"

صفدر نے عافیت اسی میں جانی کہ وہاں سے کھسک لے! وہ بری طرح بوکھلا گیا تھا! دوسرے ہی لمحے میں وہ دوکان سے باہر تھا تیزی سے کار کی طرف لپکا.... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر انجن بھی اسٹارٹ کر دیا! جھنجلاہٹ میں اس نے سوچا تھا کہ عمران کو پٹ ہی جانے دے.... اسی طرح حضرت کا دماغ درست ہو گا۔ لیکن انجن اسٹارٹ کرتے ہی صفدر کو خیال آیا کہ وہ اس وقت ایکسٹو کے ایما پر عمران کے ساتھ ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کا

اس طرح بھاگ نکلنا حکم کی خلاف ورزی سمجھا جائے۔

یہ سوچتے ہوئے صفدر کو بمبینو ہوٹل کا ہنگامہ یاد آیا.... تو پھر یہ دوسرا ہنگامہ بھی کسی خاص مقصد کا حامل ہو سکتا ہے۔

صفدر نے طویل سانس لے کر انجن پھر بند کر دیا۔

دوکان کے اندر اچھا خاصہ ہنگامہ نظر آرہا تھا! لوگوں کی چیخ چیخ کر بولنے کے ساتھ ہی عمران کے گرجنے برسنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

صفدر نے گاڑی سے اترنے کے لئے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ عمران بھیڑ کو چیرتا ہوا باہر نکلتا نظر آیا.... اس نے اپنے دونوں سوٹ بغل میں دبا رکھے تھے.... فٹ پاتھ پر آکر وہ پلٹا اور دوکان کی طرف مکا لہراتا ہوا چیخا....

"دیکھ لوں گا.... دیکھ لوں گا.... عدالت کا دروازہ بند کراؤں گا! نن.... نہیں.... کھٹکھٹاؤں گا.... اپنی پتلونوں میں رومالی لگوا کر رہوں گا! ہاں! ہاں!"

مجمعے سے قہقہے بلند ہوئے! شاید انہوں نے عمران کو پاگل سمجھ لیا تھا.... بات تھی بھی ایسی ہی!

عمران نے جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھتا ہوا بولا۔

"چلو.... ابھی عدالت چلو۔"

صفدر نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی چلا دی.... اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے اور سوچ رہا تھا کہ اگر یہ سب کچھ ایکسٹو کے اشارے

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

پر ہو رہا ہے تو کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ ایکسٹو بھی پاگل ہو گیا ہے۔

ویسے صفدر کو اس بات پر حیرت تھی کہ عمران وہاں سے بچ کیسے نکلا.... کسی نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ گرینڈ ٹیلرز والے اسے پولیس کے حوالے کرنے کی کوشش کرتے! شوکیس ٹوٹنے کا مطلب کم از کم دو تین ہزار کا نقصان تھا لیکن عمران نے بڑی آسانی سے گلوخلاصی کر لی تھی! بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ گلو خلاصی خود بخود ہو گئی تھی۔

"ارے ارے.... ہائیں! کدھر جا رہے ہو۔" عمران بولا۔ "اب ہم سینٹ لارنس کالونی نہیں جائیں گے۔.... پروگرام بدل گیا! وہاں چلو.... ٹپ ٹاپ نائٹ کلب.... وہیں چل کر کھانا کھائیں گے! بھوک اب کافی کھل گئی ہے۔"

صفدر نے گاڑی دوسرے راستے پر موڑ دی اور ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی اور پھر عمران اس کا بازو سہلاتا ہوا بولا۔ "کیا بات ہے پیارے بھائی.... کیا تم بھی کچھ ناراض ہو۔"

"ارے اگر ہنگامہ کرنا تھا تو پہلے سے بتا دیا ہوتا۔" صفدر جھلا کر بولا۔

"مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ کمبخت پتلونوں میں رومالیاں لگانا بھول جائیں گے۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "چی ہوا ہوا کے درزی بہت شریف ہوتے ہیں.... ایک ایک پتلون میں دو دو رومالیاں لگا دیتے ہیں لیکن غضب خدا کا.... یہاں ایک رومالی بھی نہیں.... شرم.... شرم.... افسوس....

قرب قیامت کی دلیل ہے کہ لوگ بغیر رومالی کی پتلونیں پہنے پھریں۔"

"آپ کی تو ساری پتلونیں رومالی دار ہیں۔"

"افسوس.... نہیں...." عمران نے مغموم انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"یہاں کے درزی ہی واہیات ہیں.... اب میں اپنے کپڑے سلنے کے لئے چی ہوا ہوا بھیجا کروں گا۔"

"اور اگر یہ گرینڈ والے آپ کو حوالات بھجوا دیتے تو کیسی رہتی؟"

صفدر ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

"ہاہا.... کیا تمہیں اس بات پر حیرت نہیں کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا"۔ عمران نے الوؤں کی طرح آنکھوں کو گردش دی۔

"یقیناً" صفدر نے پلکیں جھپکائیں۔ "مجھے اس پر حیرت ہے۔"

"اور بمبینو والے معاملے میں؟ وہاں بھی تو میں نے خاصہ ہنگامہ کیا تھا لیکن پولیس تک نوبت نہیں پہنچی تھی۔"

"وہ بھی حیرت انگیز تھا۔"

"پھر.... کیا سمجھے؟"

"سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"مت کرو کوشش.... آنتوں کو پسینہ آجائے گا.... نن.... نہیں.... آنکھوں کو.... اف فوہ.... پھر غلط بول گیا ہوں شاید! اسے کیا کہتے ہیں اسے جس کو پسینہ آجاتا ہے اگر کوئی مشکل کام کیا جائے۔ اہا.... یاد آگیا.... مسواک کو.... نہیں یہ بھی غلط! اسے بتاؤ نا!" صفدر نے سوچا کہ عمران بور کرتا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہی رہے گا لہٰذا وہ منہ بنا کر بولا۔"

"دانتوں کو۔"

"جیو"! عمران نے پرمسرت لہجے میں کہا۔ "یہی تو میں کہوں کہ اس وقت مسواک کیوں یاد آگئی.... ہاں تو دانتوں کو پسینہ آجائے گا۔"

"دانتوں کو پسینہ آجائے گا۔" صفدر نے طویل سانس لے کر کہا۔

"ہاں" عمران نے احمقانہ انداز میں سر ہلایا۔

"تو پھر آپ ہی بتا دیجئے۔"

"کیا بتاؤں؟"

"یہی کہ بمبینو ہوٹل اور گرینڈ ٹیلرز میں ہنگامہ کیوں کیا تھا؟"

بمبینو میں اس لئے کہ وہ لوگ استعمال شدہ پتی کو دوبارہ کام میں نہ لائیں اور گرینڈ میں اس لئے کہ وہ پتلونوں میں رومالی لگانا ہرگز نہ بھولا کریں۔"

"تو آپ نہیں بتانا چاہتے۔" صفدر نے طویل سانس لی۔

"بتا تو دیا۔"

گاڑی ٹپ ٹاپ کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔

○☆○

کھانے کے دوران میں بھی عمران کی بکواس جاری رہی اور صفدر بور ہوتا رہا! عمران اسے پتلون میں رومالی کے فوائد گنوا رہا تھا! پھر نہ جانے کس طرح یہ بات ختم ہوئی تو وہ صفدر کو یہ باور کرانے کی کوشش کرنے لگا کہ محبوبہ "پالنے" سے کہیں زیادہ بہتر یہ ہے کہ آدمی کسی جنڈو خانے کا منشی بن جائے۔

چائے پی چکنے کے بعد عمران کسی تیسرے موضوع پر تقریر جھاڑنے کے لئے اسٹارٹ لے ہی رہا تھا کہ صفدر سچ مچ دونوں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا۔

"خدا کے لئے عمران صاحب! مزید کچھ سننے کی تاب نہیں رہ گئی ہے! میرا دماغ سڑ چکا ہے۔"

"اوہ!" عمران تشویشناک انداز میں اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ تو بہت خطرناک مرض کی علامت ہے! اگر جلد ہی اس کا علاج نہ ہو تو آدمی کاٹنے کے لئے دوڑنے لگتا ہے! تم ابھی جاؤ اپنے گھر اور دو چھٹانک دہی میں آدھی چھٹانک برانڈی ملا کر اپنے سر کی مالش کرو.... اللہ نے چاہا تو شفا ہو گی.... ویسے بہتیرے لوگ اسے شفا بھی کہتے ہیں! یعنی "شین" کے ساتھ زیر

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کے بجائے زہر لگا دیتے ہیں.... جنہیں قابلیت جتانے کا ہیضہ ہوتا ہے وہ شفا کہتے ہیں وقت آخر میں حلق سے "عین" کی آواز نکالتے ہیں اور شفا کو شفاع کردیتے ہیں.... ایسے ہی ایک صاحب سے جو صاحب فراش تھے میں نے کہا تھا کہ خدا آپ کو ہمسائیگی کا حق عطا فرمائے.... اس پر انہوں نے حیرت سے منہ پھاڑ دیا تھا.... اور پھر جب میں نے کہا خدا آپ کو شفاع فرمائے تو ان کا پھٹا ہوا منہ بند ہوا حالانکہ شفعہ کا مطلب "ہمسائیگی کا حق" کے علاوہ کچھ نہیں اور شفا کا مطلب....

"اوہ!" صفدر نے دانت پیستے ہوئے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگالی۔ چہرے سے غصہ' جھلاہٹ اور بے بسی مترشح تھی۔

عمران کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا تھا جس کو اس نے مکمل کرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ اس کی ان "بکواسیات" کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ صفدر کو ساڑھے نو بجے تک الجھائے رہے اور اب ساڑھے نو بج چکے تھے۔

صفدر کو حامد روڈ کے چوراہے پر بلوانے کے ساتھ ہی عمران نے جولیا کو یہ ہدایت بھی کی تھی کہ چوہان اور خاور ٹھیک ساڑھے نو بجے ٹپ ٹاپ پہنچ جائیں اور پھر ان کا کام یہ تھا کہ وہ صفدر کی نگرانی اس طرح کریں کہ خود صفدر کو بھی پتہ نہ چل سکے.... ویسے اس نگرانی کا خاص مقصد چیک کرنا تھا کہ کوئی اور آدمی تو صفدر کی نگرانی نہیں کر رہا ہے.... اگر ایسا ہوتا تو

ان دونوں میں سے کوئی ایک صفدر کی نگرانی کرنے والے کے پیچھے لگ جاتا اور دوسرا بدستور صفدر کے پیچھے لگا رہتا۔

ان دونوں کو یہاں میک اپ میں آنا تھا.... ظاہر ہے کہ میک اپ میں کچھ دیر لگتی.... اسی لئے عمران نے ساڑھے نوبجے کا وقت دیا تھا ورنہ ساڑھے آٹھ کا دیتا کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ گرینڈ ٹیلرز سے "نپٹنے" کے بعد ساڑھے آٹھ تک ٹپ ٹاپ پہنچ جائے گا.... اس کا یہ اندازہ کچھ زیادہ ہی درست ثابت ہوا۔ یعنی وہ ساڑھے آٹھ سے بھی پانچ منٹ پہلے یہاں پہنچ گیا تھا۔ نوبجے تک کھانے سے بھی فارغ ہو گیا اور اس کے بعد صفدر کو الجھائے رکھنے کے لئے اوٹ پٹانگ باتیں جاری رکھی.... یہ وقت گزاری کا ایک بے تکا انداز تھا! صفدر کو الجھائے رکھنے کے لئے اور دس طریقے ہو سکتے تھے لیکن وہ عمران ہی کیا جس کا طریقہ کار احمقانہ نہ ہو۔

وہ چند لمحے شرارت آمیز نظروں سے صفدر کی طرف دیکھتا رہا اور پھر مغموم انداز میں بولا۔

"اگر تم میری باتوں سے بور ہو گئے ہو تو میں اب کچھ نہیں کہوں گا۔ افسوس! تم نے میری باتوں کی قدر نہ کی.... صد افسوس.... مرجاؤ گے تو یاد کرو گے.... ہپ.... مطلب یہ ہے.... خیر.... اگر تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ.... مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔"

"شکریہ" صفدر نے ہونٹ سکوڑ کر کہا اور ایک دم کھڑا ہو گیا۔

"لیکن" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم سیدھے اپنے گھر ہی جاؤ

Hamedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

گے۔"

"کیوں۔"

"اللہ تعالیٰ کو اسی میں خوشی ہو گی۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "وہ اپنے بندوں سے....

عمران کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی صفدر ایک جھٹکے سے مڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جس وقت وہ کرسی سے اٹھا تھا اس وقت عمران نے داخلی دروازے کے قریب کی ایک میز سے دو آدمیوں کو اٹھتے ہوئے دیکھا تھا وہ دونوں آدمی چوہان اور خاور کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتے تھے۔ ہدایت کے مطابق وہ میک اپ ہی میں تھے لیکن عمران نے انہیں اسی وقت پہچان لیا تھا جب وہ اب سے تین چار منٹ پہلے کلب میں داخل ہوئے تھے۔

وہ دونوں صفدر سے پہلے ہی باہر نکل گئے تھے۔

پھر صفدر کے باہر نکلنے کے بعد عمران نے گوشے کی میز سے ایک اور آدمی کو بھی اٹھتے اور دروازے کی طرف لپکتے ہوئے دیکھا۔ ایک پل کے لئے عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری اور معدوم ہو گئی! غالباً" کسی قسم کا کھیل شروع ہو چکا تھا اور عمران کی مسکراہٹ اس بات کی غماز تھی کہ اس کھیل کا آغاز اس کے لئے غیر متوقع نہیں تھا۔

گرینڈ ٹیلرز سے ایک موٹر سائیکل تعاقب میں لگ گئی تھی اور عمران اس سے باخبر تھا.... پھر جب صفدر نے اپنی گاڑی کلب کے کمپاؤنڈ میں داخل

کی تھی تو موٹر سائیکل آگے نکلتی چلی گئی تھی۔ عمران نے اس پر دو آدمیوں کو دیکھا تھا.... پھر بعد میں وہ دونوں کلب میں داخل ہوتے ہوئے بھی دکھائی دیئے تھے اور انہیں میں سے ایک اب صفدر کے تعاقب میں جا چکا تھا۔ دوسرا وہیں بیٹھا رہا! بات صاف ظاہر تھی۔ وہ عمران پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔

عمران نے کنکھیوں سے ایک بار اس کی طرف دیکھا اور پھر ویٹر کو اشارے سے بل لانے کی ہدایت کی۔

بل کی ادائیگی کے بعد وہ کلب سے نکلا.... دو تین ٹیکسیاں خالی کھڑی تھیں.... عمران کو ان میں سے ایک انگیج کرنا پڑی کیونکہ صفدر اپنی کار لے جا چکا تھا!

راستے میں عمران محسوس کرتا رہا کہ اس کا تعاقب جاری ہے لیکن اس نے پرواہ نہ کی اور سیدھا اپنے گھر پہنچ گیا۔

سلیمان نے اطلاع دی تھی کہ تھوڑی دیر قبل پرائیویٹ ٹیلی فون کی گھنٹی بج چکی ہے! عمران فوراً" اندرونی کمرے میں پہنچا اور فون پر جولیا کے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہو جانے پر بولا۔

"ہیلو جولیا! اٹ از ا یکسٹو! کیا تم نے مجھے فون کیا تھا۔"

"جی ہاں جناب! تھوڑی ہی دیر پہلے۔"

"کیا بات ہے۔"

"تنویر نے رپورٹ دی ہے کہ انڈونیشی سفیر کی ملازمت اختیار کرنے سے پہلے سعید خان انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی کا نجی خدمت

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

گار تھا۔ یہ اب سے ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔"

"بس۔"

"جی ہاں جناب"۔

"دس دن میں صرف اتنا ہی معلوم ہوا۔" عمران غرایا۔ "جولیا تمہارے آدمی ناکارہ ہوتے جا رہے ہیں۔"

"ج.... جناب! معاملہ انڈونیشی سفارت خانے کا ہے.... اسی لئے اتنی دیر ہوئی.... آپ نے تاکید کی تھی کہ کسی کو بھی اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ سعید خان کے بارے میں تحقیقات کی جا رہی ہے۔ تنویر نے بہت زیادہ محتاط رہ کر کام کیا تھا.... اسلئے"۔

"کیا تم تنویر کی قانونی مشیر بن گئی ہو جولیا۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں.... میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی.... جناب۔"

"تنویر کی وکالت کیوں کر رہی ہو۔" عمران غرایا۔

"مم.... معافی چاہتی ہوں جناب!" جولیا نے پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا۔

"میں تمہیں تین دن اور دیتا ہوں! تین دن کے اندر اندر سعید خان کا ماضی روشنی میں آجانا چاہئے اور یہ معلوم کرنے کے لئے تو میں تمہیں صرف چوبیس گھنٹے دے سکتا ہوں کہ سعید خان کی انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی تک رسائی کس طرح ہو سکی تھی۔ سمجھ گئیں؟ صرف

چوبیس گھنٹے!"

"ب.... بہت بہتر جناب! میں اب خود ہی دیکھوں گی۔"

"کچھ بھی کرو۔" عمران نے کہا۔ اور پھر بولا۔ "صدیقی کی طرف سے کیا رپورٹ ہے؟"

"ضیغم آج دن بھر اپنے کمرے سے نہیں نکلا! رات کا کھانا کھانے کے لئے ڈائننگ ہال میں آیا تھا.... اس کے بعد پھر اپنے کمرے میں چلا گیا۔"

"صدیقی کو تاکید کردو کہ بہت ہوشیاری سے اس کی نگرانی کرے۔"

"بہتر ہے جناب! ویسے میں اسے تاکید کر چکی ہوں۔"

"آخری بات یہ کہ تم لوگوں میں سے کوئی بھی عمران یا صفدر سے ملنے کی کوشش نہ کرے.... اگر وہ دونوں راستے میں کہیں دکھائی دے جائیں تو کترا کر نکل جاؤ! عمران اور صفدر کو بھی یہی ہدایت کردو۔"

"بہت بہتر۔"

"چوہان اور خاور کا کیا رہا؟"

"وہ ٹھیک ساڑھے نو بجے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب پہنچ گئے ہوں گے۔"

"میک اپ میں؟"

"جی ہاں۔"

پھر عمران نے مزید کچھ کہے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

توقع کے مطابق ذرا ہی دیر بعد عمران نے اپنے نجی ٹیلیفون پر جولیا کی کال موصول کی۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"سنو!" وہ کہہ رہی تھی۔ "ایکسٹو کا حکم ہے کہ تم اور صفدر اب ہم لوگوں سے نہیں ملو گے! اگر ہم میں سے کوئی تمہیں راستے میں مل جائے تو نظریں بچا کر نکل جانا۔"

"ارے جاؤ! میں کیا تم لوگوں کا قرض دار ہوں۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"یہ میں کب کہہ رہی ہوں۔" جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ڈھکے چھپے الفاظ میں کہہ رہی ہو.... اب میں اتنا گھامڑ بھی نہیں ہوں کہ نظریں بچا کر نکل جانے کا مطلب نہ سمجھوں.... ایسا وہی لوگ کرتے ہیں جو قرضدار ہوں لہٰذا میں لوگوں سے نظروں بچا کر نہیں نکلوں گا۔"

"یہ ایکسٹو کا حکم تھا جو میں نے تم تک پہنچا دیا! اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔"

عمران نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا اور پھر دفعتاً محسوس کیا کہ لائن بے جان ہو چکی ہے! دوسری طرف سے جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا تھا! عمران نے مسکرا کر ریسیور رکھ دیا۔

"صاحب! کھانا لاؤں۔" سلیمان کی آواز سنائی دی۔

عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور پھر سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا پکایا ہے۔"

"ارہر کی دال اور ٹنڈے گوشت۔"

"مسٹنڈے کا گوشت۔" عمران نے حیرت سے کہا۔

"مسٹنڈے نہیں صاحب.... ٹنڈے.... ٹنڈے۔"

"بے وقوف سمجھتا ہے۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔ "اب کیا ہم اتنا بھی نہیں جانتے کہ ٹنڈے ایک قسم کی ترکاری ہوتی ہے اور ترکاری کا گوشت نہیں ہوتا۔"

"میں یہ کہہ رہا ہوں۔" سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

"پھر کیا کہہ رہا ہے۔"

"گوشت تو بکری کا ہے! ٹنڈے الگ سے ڈالے ہیں۔"

"ہائیں! ابے تجھ سے کتنی بار کہا ہے کہ الگ سے کوئی چیز نہ ڈالا کر! ملا کر ڈالا کر۔"

"بڑی مصیبت ہے!".... سلیمان نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔ "ملا کر ڈالتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ حکومت نے ملاوٹ کو سخت ترین جرم قرار دیا ہے اور اس کی کم از کم سزا چھ ماہ قید ہے۔"

"دفع!" عمران آنکھیں نکال کر غصیلی آواز میں کہا۔ "آج میں کھانا نہیں کھاؤں گا.... ٹنڈے کھانے سے تو بہتر یہ ہے کہ میں ٹنڈو والہ یار چلا جاؤں۔"

"لیکن...."

"دال۔ فے۔ عین!" عمران نے گرج کر میز پر گھونسہ مارا سلیمان منہ بنا کر کمرے سے چلا گیا۔

وہ کمرے سے اٹھ کر بالکونی میں آیا اور سڑک پر نظریں دوڑانے لگا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

لیکن اسے وہ آدمی کہیں نہ دکھائی دیا جو اس کے تعاقب میں آیا تھا۔

"چلے گئے.... جاؤ.... خدا تمہاری مغفرت کرے۔" عمران بڑبڑا کر واپس کمرے میں آگیا اور کپڑے تبدیل کرنے لگا.... شب خوابی کا لباس پہن کر بستر پر لیٹا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

دوسری طرف سے صفدر بول رہا تھا۔ "یہ کیا چکر ہے عمران صاحب جولیا نے مجھے ابھی فون کیا تھا.... ایکسٹو کی طرف سے حکم ملا ہے کہ ہم دونوں باقی لوگوں سے الگ تھلگ رہیں۔"

"ارے تمہیں یہ حکم ملا ہے؟ مجھ سے تو کہا گیا تھا کہ اگر وہ لوگ راستے میں کہیں دکھائی دیں تو میں نظریں بچا کر نکل جاؤں لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا ورنہ میرے سسرال والے سمجھیں گے کہ میں ان لوگوں کا قرض دار ہوں۔"

"عمران صاحب! آج آپ مجھے بہت بور کر چکے ہیں اور اب مجھ میں مزید بور ہونے کی تاب نہیں۔"

"تم نے دہی کی اور برانڈی کی مالش کی تھی سر پر۔"

"ایسی کی تیسی۔" صفدر نے جھلا کر کہا اور پھر عمران نے سلسلہ منقطع ہو جانے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔

پھر دس منٹ بعد اسے بحیثیت ایکسٹو جولیا کی کال وصول کرنا پڑی....

جولیا نے اطلاع دی تھی کہ ایک نامعلوم آدمی نے ٹپ ٹاپ سے صفدر کا تعاقب کیا تھا.... یہ تعاقب صفدر کے گھر تک جاری رہا اور پھر وہ آدمی

وہاں نہیں رکا! چوہان نے اس کا تعاقب کیا تھا اس تعاقب کا اختتام گرینڈ ٹیلرز کی دوکان میں ہوا۔

"اور اب چوہان دوسرے حکم کا منتظر ہے؟" جولیا نے کہا۔

"اسے واپس بلا لو! مطلب یہ کہ اب صفدر کا تعاقب کرنے والے کی نگرانی ضروری نہیں ہے.... چوہان اور خاور اب صرف صفدر پر نظر رکھیں لیکن صفدر کو اس کا علم ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔"

"میں ان دونوں کو اس کی تاکید کر چکی ہوں جناب.... اور ہاں جناب! صفدر نے بتایا تھا کہ عمران نے آج بمبینو ہوٹل اور گرینڈ ٹیلرز میں ہنگامہ برپا کر دیا تھا.... کیا اس نے آپ ہی کے حکم پر ایسا کیا تھا؟"

"ظاہر ہے ورنہ میں صفدر کو عمران کے پاس کیوں بھیجتا۔ اور ہاں! بمبینو کے مالک کی نگرانی کس کے سپرد کی ہے۔"

"نعمانی کو مقرر کیا ہے جناب! بمبینو کا مالک وہی ہے نا جو کاؤنٹر پر بیٹھتا ہے۔"

"ہاں۔"

"جناب"۔ جولیا جلدی سے بولی۔ "کیا میں یہ معلوم کرنے کی جرات کر سکتی ہوں کہ یہ سب کچھ کس سلسلے میں ہو رہا ہے۔"

"ابھی بہتیری باتیں میرے ذہن میں بھی صاف نہیں ہو سکیں! تمہیں کیا بتاؤں۔" عمران نے جواب دیا اور سلسلہ منقطع کر دیا! پھر اس نے دانش منزل کے نمبر ڈائل کیے.... لیفٹیننٹ شہریار نے کال ریسیور کی تھی! عمران

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

نے بحیثیت ایکسٹو اس سے اسد کو بلانے کے لئے کہا۔

ایک منٹ بعد ہی عمران اسد سے پوچھ رہا تھا۔ "قیدی نے کچھ بتایا؟"

"جی نہیں جناب..... ضیغم کا نام تو اس کے منہ سے اتفاقاً" ہی نکل گیا تھا اور اس کے بعد سے جو اس نے اپنے ہونٹ بند کئے ہیں تو پھر ایک لفظ نہیں بولا۔"

"اچھا..... خیر!"

عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

○☆○

صفدر کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے ساری دنیا سے بیزار... وہ اپنی خوابگاہ میں ... ہوا تھا... ذرا ہی دیر قبل اس نے ایک کتاب سے جی بہلانے کی کوشش کی تھی اور اپنے مقصد میں ناکام رہا تھا۔ ناکامی کی وجہ ذہنی جھلاہٹ اور الجھن تھی.... اس حالت میں اس کا کسی کام میں بھی جی نہیں لگتا تھا۔ گزشتہ تین دن سے اس کی یہی حالت تھی اور وہ بڑی شدت سے بور ہو رہا تھا۔

بمبینو ہوٹل اور گرینڈ ٹیلرز والے ہنگامے کو تین دن ہو چکے تھے لیکن ابھی تک صفدر کو ان کا مقصد نہیں معلوم ہو سکا تھا.... نتیجہ؟.... الجھن.... اور جھلاہٹ اس لئے تھی کہ وہ جب بھی عمران سے فون پر اس مسئلے کے بارے میں گفتگو چھیڑتا اسے اوٹ پٹانگ باتیں سننا پڑتیں.... ایک بار اس نے عمران سے ملاقات بھی کی تھی لیکن بے سود.... عمران نے کہا تھا کہ ایکسٹو نے اسے بھی کچھ نہیں بتایا..... صفدر کو اس پر یقین نہیں آیا تھا.... پھر اس نے گھماؤ پھراؤ کی باتیں کی تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ عمران کو باتوں کے جال میں الجھا لے اور عمران کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس سے معاملات کو سمجھنے کے لئے ایک راہ فکر مل جائے لیکن پھر جب عمران

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

نے اس سے بھی زیادہ گھماؤ پھراؤ کی باتیں شروع میں کی تھیں تو صفدر کو بھاگتے ہی بنی تھی۔

جولیا کی طرف سے ایکسٹو کا یہ حکم ملا تھا وہ عمران کے علاوہ اپنے کسی ساتھی سے نہ ملے.... دوسری الجھن!

بہرحال صفدر کی بوریت عروج پر تھی۔

گرینڈ اور بمبینو والے ہنگامے اس کی دانست میں عجیب ہی نہیں بلکہ عجیب ترین تھے.... ان کے بارے میں اس نے بس ایک اندازہ لگایا تھا اور وہ یہ تھا گرینڈ اور بمبینو والے پولیس کا سامنا کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں! اسی لئے انہوں نے نقصان اور بے عزتی برداشت کر لی تھی اور "معاملے" کو پولیس تک نہیں پہنچنے دیا تھا.... ان کی ہچکچاہٹ کا سبب ایک ہی ہو سکتا تھا.... شاید ان کے دل میں کوئی چور ہو گا۔

لیکن کیا ان عجیب ہنگاموں کا مقصد صرف یہی جاننا ہو گا ان کے دل میں چور ہے یا نہیں؟

صفدر کا ذہن اس سوال کا جواب اثبات میں نہیں دے رہا تھا.... اور دیتا بھی کیسے؟.... ظاہر تھا ایکسٹو کو ان کے "دل کے چور" کا علم پہلے ہی سے ہو گا ورنہ صرف انہیں دونوں مقامات پر ہنگامے کیوں ہوتے.... اس صورت میں تو یہ ہونا چاہئے تھا سارے شہر میں اس قسم کے ہنگامے کرائے جاتے اور پھر ایکسٹو دیکھتا کس کے دل میں چور ہے اور ایسے کتنے ہیں جن کے دل صاف ہیں۔

صرف بمبینو اور گرینڈ ٹیلرز میں ہنگاموں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ایکسٹو کو ان کے دل کے چوروں کا علم پہلے ہی سے رہا ہو گا۔

صفدر نے ایک مرتبہ فون پر جولیا سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہاں سے بھی لاعلمی ہی کا اظہار ہوا تھا۔

پھر صفدر نے سوچا تھا کہ اس معاملے پر غور ہی نہ کرے گا لیکن یہ بات اس کے بس کی نہیں تھی کسی کے بس کی بھی نہیں ہوتی.... تجسس کے لاوے کو ابھرنے سے نہیں روکا جا سکتا.... صفدر بھی اس انسانی جبلت کے ہاتھوں مجبور تھا.... وہ کوشش کے باوجود اپنے ذہن کو ان باتوں کے سوچنے سے نہ روک پاتا۔ یہ ناکامی شدید جھلاہٹ کا سبب بن جاتی اور وہ جھلاہٹ میں ایسی حرکتیں کر گزرتا کہ دیکھنے والے اس کی دماغی صحت پر شبہ کرنے لگتے....

اس وقت بھی اس پر ایسی ہی جھلاہٹ طاری تھی خیر وہ تو تین دن سے تھی لیکن اس وقت اضافہ ہو گیا تھا۔ اضافے کا سبب وہ کتاب بنی تھی جس سے وہ ذرا ہی دیر قبل جی بہلانے کی کوشش کر رہا تھا.... کتاب میں کسی جگہ مصنف نے کوئی شعر لکھا تھا اور شعر سے پہلے "ع".... "ع" کو دیکھتے ہی عمران کا خیال آیا تھا.... اس کے ساتھ ہی تمام باتیں ذہن میں چکرانے لگی تھیں اور صفدر نے جھلا کر کتاب کو اس بری طرح دیوار پر کھینچ مارا تھا جیسے سارا قصور اسی کتاب کا رہا ہو۔

اور پھر ابھی اس نے بڑی زور سے اپنے گال پر چانٹا مار لیا.... چانٹا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

مارنے کی "ضرورت" یوں پیش آئی تھی کہ ایک مکھی نے کافی دیر سے اس کے گال پر بوسے بازی کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا.... چانٹا جو پڑا تو جا بحق ہی نہیں بلکہ "جسم بحق" ہو گئی! چانٹا اتنا ہی زوردار تھا کہ وہ گال اور ہاتھ کے درمیان پس کر رہ گئی تھی۔

صفدر کو ابکائی آ گئی اور پھر وہ دوڑا باتھ روم کی طرف.... منہ ہاتھ دھویا اور پھر اس نے یہی مناسب سمجھا کہ گھر سے نکل بھاگے ورنہ سچ مچ پاگل ہو جائے گا۔ تنہائی میں اس قسم کی مجنونانہ حرکات پر بالکل ہی قابو نہیں رہ جاتا۔

ابھی اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا اس لئے کیفے گرین کی طرف روانہ ہوا۔ رات کا کھانا وہ عموماً" کیفے گرین ہی میں کھاتا تھا....

لیکن اس وقت اس کا ذہن قابو میں نہیں تھا.... جب ذہن ہی قابو میں نہیں تھا تو کیفے گرین کا کیا خاک خیال رہتا؟.... ہوش تو اس کو اس وقت آیا جب وہ کیفے گرین کو کئی میل پیچھے چھوڑ چکا تھا.... اس نے طویل سانس لے کر ہونٹ بھینچ لئے لیکن گاڑی موڑنے کے بارے میں نہیں سوچا.... اس کو بڑی شدت سے عمران پر تاؤ آ رہا تھا.... اس کی دانست میں اس الجھن اور جھلاہٹ کا سبب وہی تھا.... اگر وہ ان ہنگاموں کی وجہ بتا دیتا تو کوئی الجھن ہی نہ ہوتی.... صفدر کو اس بات پر ذرہ برابر یقین نہیں تھا کہ عمران بھی معاملات درون پردہ سے بے خبر ہو گا.... اس کی دانست میں عمران ایک ایسی بلائے بے درماں کا نام تھا جس سے ایکسٹو بھی کسی بات کو نہیں چھپا سکتا۔

بلکہ اس کا خیال تو یہ بھی تھا کہ بعض اوقات ایکسٹو کو بھی عمران کے اشاروں پر ناچنا پڑتا ہو گا.... تنویر اس کے اس خیال کا بہت مضحکہ اڑاتا تھا اور ایسے ہی موقعوں پر صفدر یہاں تک کہہ گزرتا کہ اگر ایکسٹو کی جگہ عمران کو ان کا چیف بنا دیا جائے تو بھی کوئی فرق نہ پڑے گا۔

لیکن اس وقت صفدر سوچ رہا تھا کہ بہت بڑا فرق پڑے گا۔ چیف نہ ہوتے ہوئے وہ ان سب کی زندگی اجیرن کئے رکھتا تھا۔ چیف بن جانے کے بعد تو شاید وہ انہیں قبر ہی میں پہنچا کر دم لیتا۔

ٹھیک نو بجے تھے جب صفدر نے اپنی کار گرانڈ ہوٹل کی پارکنگ میں لے جا کر روکی.... ذہن تو پراگندہ تھا ہی لہٰذا اگر وہ اگنیشن سے چابی نکالنا اور کار کے دروازوں کو لاک کرنا بھول گیا تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔

گرانڈ میں اس وقت زندگی رقص کناں تھی.... ہلکے ہلکے نقرئی قہقہے گونج رہے تھے۔ مختلف النوع خوشبوئیں ہال کی فضا میں گویا جم کر رہ گئی تھیں.... آرکسٹرا بجایا جا رہا تھا لیکن صفدر کو ان میں کوئی چیز بھی متاثر نہیں کر سکی.... ویٹر کو کھانے کا آرڈر بھی ایسے لہجے میں دیا تھا جیسے ویٹر ہی کو پھاڑ کھانے کا ارادہ کر رہا ہو۔

ویٹر آرڈر لے کر چلا گیا اور صفدر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ وہ اپنے ماحول سے قطعی بے خبر تھا.... ہال میں داخل ہوتے وقت بھی اس نے سرسری سی نظر بھی ادھر ادھر نہیں دوڑائی تھی ورنہ شاید دروازے ہی سے واپس لوٹ

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

جاتا کیونکہ ہال کی ایک میز پر عمران بھی موجود تھا۔

صفدر اس وقت چونکا جب کانوں میں ایک آواز زہر سا گھولتی چلی گئی۔

"السلام علیکم بھائی صاحب۔"

صفدر نے چونک کر تیکھی نظروں سے عمران کی طرف دیکھا اور "وعلیکم السلام" نہ کہہ کر اپنے آپ کو "خارج المومنات" کر لیا۔

عمران ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا۔

"عبدالشریف.... نن.... نہیں.... محمد شریف.... اف فوہ.... کیا کہتے ہیں اسے.... ہاں یاد آیا.... مزاج شریف؟"

"عمران صاحب" صفدر اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

"ہاں پیارے بھائی"۔ عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "کیا مجھ سے کچھ ناراض ہو۔"

"اگر آپ نے مجھے بور کیا تو میں کھانا کھائے بغیر اٹھ جاؤں گا۔"

"ہائیں۔" عمران اچھل کر بولا۔ "تو کیا کہیں ناک لڑا بیٹھے ہو.... نن.... نہیں.... آنکھ لڑا بیٹھے ہو.... کھانا چھوڑنا عشق کی پہلی اور آخری علامت ہے جس کے بعد آدمی...."

جملہ ختم ہونے سے پہلے ہی صفدر ایک جھٹکے کے ساتھ کرسی سے کھڑا ہو گیا اور عمران کو اپنا جملہ ادھورا ہی چھوڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ لینا پڑا۔

"بیٹھو.... بیٹھو.... زیادہ وحشت اچھی نہیں ہوتی۔"

"میں پاگل ہو جاؤں گا عمران صاحب۔" صفدر دانت پیستا ہوا بولا۔ لیکن اسے بیٹھنا تو پڑا ہی تھا۔

"ہو جانا لیکن ابھی نہیں۔" عمران خشک لہجے میں بولا۔

صفدر بے بسی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ لیکن عمران اب سنجیدہ نظر آ رہا تھا....

"لیکن تمہیں اس پر شبہ کیسے ہوا۔" وہ صفدر کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"کس پر؟"

"ایوا ملک پر۔"

"کون ایوا ملک؟"

"اوہ! تو تم ابھی اس کے نام سے واقف نہیں ہو سکے۔ میں اس عورت کی بات کر رہا ہوں جس کے تعاقب میں تم یہاں آئے ہو۔"

"میں تو یہاں کسی عورت کے تعاقب میں نہیں آیا۔"

"اوہ!" عمران کے منہ سے اتنا ہی نکلا! اب وہ ٹٹولنے والی نظروں سے صفدر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ طویل سانس لے کر بولا۔ "تو یہ اتفاق تھا۔"

"کیا اتفاق؟" صفدر نے جھنجھلا کر کہا۔ "پتہ نہیں آپ کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہیں۔"

"اپنی دائیں جانب دیکھو.... تیسری میز پر جو عورت بیٹھی ہوئی ہے۔"

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

عمران نے کہا۔

صفدر نے ہال کے بائیں گوشے سے نظریں دوڑائیں اور دائیں طرف دیکھتا چلا گیا.... انداز ایسا ہی تھا جیسے ہال کا جائزہ لے رہا ہو لیکن اصل مقصد وہ عورت تھی جسے دیکھنے کے لئے عمران نے کہا تھا۔

وہ اپنی میز پر اکیلی ہی نظر آئی.... غیر ملکی تھی.... تیس بتیس کے لگ بھگ رہی ہوگی۔ گوری چٹی تھی لیکن ایسا گورا ہونا بھی کس کام کا جس میں سرخی نہ جھلکتی ہو.... ایسی عورتوں کو دیکھ کر نہ جانے کیوں صفدر کو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کچے شلجم چبالئے ہوں.... اس دودھیا سی رنگت ہی نے اس عورت کے دلاویز نقوش کی بھی ریڑھ لگا دی تھی۔ کم از کم صفدر کو وہ قطعی خوبصورت نہیں معلوم ہوئی لیکن صفدر کو یہ ضرور محسوس ہوا کہ وہ اسے کہیں دیکھ چکا ہے۔ پھر ذہن پر تھوڑا ہی سا زور دیا تھا کہ یاد آگیا.... اس نے اسے ذرا ہی دیر پہلے تو دیکھا تھا.... اس وقت جب اس نے اپنی گاڑی ہوٹل کے پارکنگ پلیس میں روکی تھی اسی وقت ایک اور گاڑی اسکی گاڑی کے برابر میں آکر رکی تھی.... اس نے اس گاڑی میں سے ایک عورت کو اترتے دیکھا تھا اور یہ وہی عورت تھی۔

صفدر مستفسرانہ انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"اسی کا نام ایوا ملک ہے۔" عمران نے کہا۔

"لیکن میں اسے نہیں جانتا.... البتہ جب میں نے اپنی گاڑی پارک کی تھی تو اس کی گاڑی بھی میرے برابر آکر رکی تھی۔"

"ٹھیک ہے.... تم دونوں آگے پیچھے ہال میں داخل ہوئے تھے اس لئے میں سمجھا تھا کہ تم اس کے تعاقب میں آئے ہو اور مجھے حیرت ہوئی تھی کہ تمہیں اس کا سراغ کیسے مل گیا۔"

"لیکن.... صفدر کہتے کہتے رک گیا کیونکہ ویٹر کھانا لے آیا تھا۔ پھر جب وہ کھانا میز پر سجا کر واپس جانے لگا تو صفدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا اور عمران سے بولا۔ "آپ"۔

"نہیں.... میں کھا چکا ہوں۔"

صفدر نے ہاتھ ہلا کر ویٹر کو جانے کا اشارہ کیا اور پھر کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا عمران سے بولا۔

"لیکن یہ ہے کون.... ایوا ملک عجیب سا نام ہوا۔"

"ملک اس کے انڈونیشی شوہر کا نام ہے اور خود یہ جرمن ہے۔"

"اوہ!"

"رکو مت.... کھانا کھاتے رہو۔"

صفدر نے ایک طویل سانس لی.... اس کا بھنایا ہوا دماغ کچھ "روبہ صحت" تھا.... شاید اس لئے کہ عمران نے ڈھنگ کی باتیں شروع کر دی تھیں۔

"اس کا شوہر انڈونیشی سفارت خانے کا کمرشل اتاشی ہے۔" عمران کہہ رہا تھا۔ "یہ روزانہ آٹھ نو بجے کے درمیان یہاں ضرور آتی ہے.... میں یہاں اسی کا انتظار کر رہا تھا۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

”لیکن یہ کہاں سے ٹپک پڑی۔“

”میرا خیال ہے کہ اپنی ماں کے پیٹ ہی سے ٹپکی ہو گی۔“

صفدر کا منہ بن گیا کیونکہ عمران پھر بہکنے لگا تھا۔

”اوہ! وہ اٹھ رہی ہے۔“ عمران بڑبڑایا۔

صفدر نے کنکھیوں سے دیکھا اور اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئی۔ وہ مینجر کے کمرے میں گئی تھی۔

”ہا“ عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کرسی کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر پلکیں جھپکانے لگا۔ یکایک پھر اس کے چہرے پر حماقت کی تہیں بہت گہری ہوتی چلی گئی تھیں۔

صفدر نے فوری طور پر وہ سوال کرنے کا ارادہ ترک کر دیا جو چند ہی لمحے پہلے اس کے ذہن میں گونجا تھا.... وہ عمران سے یہ معلوم کرتا کہ وہ یہاں ایوا ملک نام کی اس عورت کا انتظار کیوں کر رہا تھا۔ لیکن یکایک عمران کے موڈ میں تبدیلی آتے دیکھ کر صفدر نے عافیت اسی میں جانی کہ خاموش ہی رہ جائے.... اسے یقین تھا کہ اب پھر اوٹ پٹانگ جوابات ملنا شروع ہو جائیں گے۔ وہ عمران کے موڈ کو کافی حد تک سمجھ لیتا تھا۔

وہ سر جھکائے کھانا کھاتا رہا اور اسے خبر نہ ہو سکی کہ ایوا ملک اپنی میز پر کب واپس آئی تھی۔

کھانا کھا چکنے کے بعد صفدر نے اسے اس کی میز پر دیکھا اور پھر ویٹر کو بلا کر اس سے کافی کے لئے کہا۔

عمران اس دوران میں ایسی مغموم صورت بنائے بیٹھا رہا تھا جیسے کسی میت میں شریک ہو۔

صفدر نے توجہ نہ دی.... وہ اسے چھیڑنا ہی نہیں چاہتا تھا.... اسی میں بہتری تھی.... خواہ مخواہ پھر تاؤ آتا۔ نہ جانے کیسے اس وقت تو دماغ ٹھنڈا تھا.... آدھے گھنٹے پہلے کی سی کیفیت نہیں تھی.... آدھے گھنٹے پہلے ہی پر کیا منحصر ہے۔ وہ تو گزشتہ تین دن سے ایک بے جانی کیفیت سے دوچار تھا اور اس وقت اس نے بڑی حیرت سے سوچا کہ ایسا کیوں ہوا تھا.... پہلے ہی کئی کیس ایسے ہو چکے تھے جن میں وہ شروع سے آخر تک اندھیرے میں رہا تھا.... پھر آخر اس مرتبہ ایسی کیا بات تھی جو وہ تین دن تک پاگل بنا رہا.... الجھن.... غصہ.... اور جھلاہٹ.... اس کے علاوہ کوئی جذبہ ہی نہیں ابھرا تھا ان تین دنوں میں۔

شاید اس پاگل پن کے سبب تین تھے.... پہلے کی حیثیت اس لئے ثانوی تھی کہ وہ کئی کیسوں کے دوران میں حالات سے بے خبر رہ چکا تھا.... دوسرا سبب غالباً“ یہ تھا کہ اس مرتبہ عمران نے اسے بہت زچ کیا تھا اور تیسرا سبب جس نے شاید تابوت میں آخری کیل کے فرائض انجام دیے تھے یہ تھا کہ صفدر کو اپنے تمام ساتھیوں سے الگ رہنے کے احکامات مل گئے تھے.... راستے میں اتفاقیہ مڈبھیڑ پر بھی نظریں بچا کر نکل جانے کا حکم تھا.... گویا مکمل تنہائی۔

اور تنہائی تو ویسے بھی پاگل کر دینے والی چیز ہے.... چہ جائیکہ غیر

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

معمولی حالات بھی سونے پر سہاگے کا کام کرنے کے لئے موجود ہوں۔

بہرحال صفدر کی جنونی کیفیت کا سبب تنہائی ہی ہو سکتی تھی اور اس وقت چونکہ عمران سے مل کر نہ صرف یہ کہ تنہائی مٹ گئی تھی بلکہ عمران نے اسے بور بھی نہیں کیا تھا اس لئے اب ذہنی حالت اعتدال پذیر تھی۔

اگر صفدر کی اس کیفیت کا سبب صرف الجھن ہوتی تو اب اس وقت اس کو اور زیادہ مجنوں بن جانا چاہئے تھا کیونکہ ایک الجھن کا اضافہ ہو چکا تھا.... ایوا ملک! وہ کون تھی اور عمران اس کا انتظار کر رہا تھا.... اس کے بیان کے مطابق وہ انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی کی بیوی تھی لیکن اس کا بمبینو ہوٹل یا گرینڈ ٹیلرز سے کیا تعلق ہو سکتا تھا؟

کافی آئی اور پی بھی لی گئی لیکن عمران گونگا ہی بنا رہا۔ صفدر بھی خاموشی سے ایوا ملک کے بارے میں سوچتا رہا۔

وہ کوئی خوبصورت عورت نہیں تھی لیکن صفدر نے ہال میں نظر آنے والی کئی آنکھوں میں اس کے لئے فقیرانہ صدائیں گونجتی محسوس کیں۔

وہ ابھی تک اپنی میز پر اکیلی تھی اور صفدر سوچ رہا تھا کہ یہ یہاں مکھیاں ہی مارنے آتی ہے؟ عمران نے بتایا تھا کہ یہاں آنا اس کا روز کا معمول ہے۔

"مم.... میں ابھی آتا ہوں۔" اچانک عمران کھڑا ہو گیا۔

"کہاں؟" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"بب.... بس ابھی آیا ورنہ میری پتلون خراب ہو جائے گی۔" عمران نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا اس راہداری کی طرف گیا جس کے اختتام پر لیٹرین اور باتھ بنے ہوئے تھے.... اس کی چال بھی ایسی ہی تھی جیسے اس نے صفدر سے جو کچھ کہا تھا وہ حقیقت پر مبنی رہا ہو۔

صفدر منہ بنا کر اپنی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالنے لگا.... پھر سگریٹ جلا کر اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی اور نیم باز آنکھوں سے ہال کا جائزہ لینے لگا۔

عمران کوئی پانچ منٹ بعد واپس آیا تھا اور اب اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں تھیں۔

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

لیکن صفدر نے یہ پوچھنا غیر ضروری سمجھا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر کیوں ہے۔

سگریٹ پی چکنے کے بعد صفدر نے بل کی ادائیگی کی اور پھر عمران سے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ تو ابھی یہیں بیٹھیں گے۔"

"نہیں کیا تم چل رہے ہو؟.... چلو.... میں بھی چلتا ہوں۔"

"لیکن آپ تو یہاں اس کا انتظار کر رہے تھے۔" صفدر نے اپنا نچلا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہونٹ دانتوں میں چباتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ وقت برباد کیا۔" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔ "اب تو دل چاہ رہا ہے کہ اپنے ہی دانتوں سے اپنی گردن ادھیڑ ڈالوں.... میں تو سمجھا تھا کہ عشق کرنے کے قابل ہو گی لیکن.... ہیہات.... اس سے بہتر تو کوئی بندریا رہے گی.... ایسے ہی موقع کے لئے کنفیوشس نے کچھ کہا تھا مگر اس وقت مجھے یاد نہیں آرہا ہے۔"

صفدر کچھ کہے بغیر اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا.... عمران بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

"میری کار کو نمونیہ ہو گیا ہے.... اس وقت تمہاری ہی کار میں چلوں گا".... عمران نے کہا۔

صفدر کچھ نہ بولا وہ پارکنگ پلیس میں آئے.... اس جگہ اندھیرا تھا جہاں صفدر نے اپنی کار کھڑی کی تھی۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کر دیا۔ عمران دوسری طرف سے دروازہ کھول کر اس کے برابر آبیٹھا تھا۔

کار چل پڑی۔ صفدر خاموش رہا۔ نہ جانے کیوں عمران نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

"آپ کو کہاں اترنا ہے۔" صفدر نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔

"بریلے روڈ پر اتار دینا۔" عمران نے خلاف معمول سنجیدگی سے جواب دیا۔

"فی الحال تو دائیں طرف کی سڑک پر موڑ لینا۔" پشت سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کوئی ٹھنڈی سی چیز صفدر کی گدی سے آلگی۔

یہی حال شاید عمران کا بھی ہوا تھا کیونکہ صفدر نے اس کی "ارے باپ رے" سنی۔

وہ آواز اتنی غیر متوقع تھی کہ [illegible] صفدر کے ہاتھ بہک گئے.... گاڑی ایک الیکٹرک پول سے ٹکراتے ٹکراتے بچی.... لیکن اب صفدر پھر کنٹرول میں آچکا تھا اور اس نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

گدی پر جس ٹھنڈی سی چیز کا احساس ہوا تھا وہ ریوالور کے علاوہ اور کیا ہوتی۔

عمران کے منہ سے بے ہنگم سی آوازیں نکلنے لگیں.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے خوف سے گھگھی بندھ گئی ہو۔

"خاموش رہو۔" ڈپٹ کر کہا گیا۔

اور عمران کی وہ خوفزدہ سی آوازیں غیر فطری سے انداز میں یکلخت بند ہو گئیں۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

چوہان اور خاور نے گرانڈ ہوٹل تک صفدر کا تعاقب کیا تھا اور پھر باہر ہی رک گئے تھے... انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ وہ حتی الامکان صفدر کے سامنے آنے سے احتراز کریں۔ ان دونوں کے پاس چھوٹے چھوٹے جیبی ٹرانسمیٹر تھے جن پر وہ بوقت ضرورت ایکسٹو سے رابطہ قائم کر سکتے تھے۔

انہوں نے اپنی موٹر سائیکلیں کھڑی کیں اور بائیں طرف بنے ہوئے لان کی طرف ٹہلتے چلے گئے... ایک کنج میں پہنچ کر وہ گھاس پر بیٹھ گئے۔

یہاں سے وہ ہوٹل کے دروازے پر بھی نظر رکھ سکتے تھے اور پارکنگ پلیس بھی ان کے سامنے تھا۔

ٹھنڈک اتنی ہو چکی تھی کہ ان کے علاوہ کوئی بھی لان میں نہیں تھا۔ شاید اسی وجہ سے یہاں کے الیکٹرک لیمپس بھی بجھے ہوئے تھے...

چوہان اور خاور باتیں کرتے رہے... ان کا موضوع گفتگو صفدر کی نگرانی تھی... ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کس قسم کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

باتیں کرتے دفعتاً" خاور چونکا اور اس نے سرگوشی کی۔

"وہ دیکھو!"

چوہان نے اس کی طرف دیکھا جدھر خاور نے اشارہ کیا تھا... پارکنگ پلیس میں دو آدمی دکھائی دیئے... ان کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ خود کو ہوٹل کے داخلی دروازے پر کھڑے ہوئے دربان کی نظروں سے بچانا چاہتے ہیں... وہ کاروں کی آڑ میں جھکے ہوئے چل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں کسی خاص کار کی تلاش ہو۔ ذرا ہی دیر بعد وہ ایک کار کے پاس رکے اور پھر اس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ وہ صفدر کی کار تھی۔

چوہان اور خاور نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"غیر معمولی بات۔" چوہان بڑبڑایا۔ "ایکسٹو کو اس کی خبر کرنی چاہیے۔"

خاور نے اپنا ٹرانسمیٹر نکالنے میں پہل کی اور اس پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا... اس میں زیادہ دیر نہیں لگی اور دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایکسٹو... دس انڈ... اوور۔"

خاور نے صورت حال کی اطلاع دی اور دوسری طرف سے کہا گیا۔

"صفدر کی کار پر نظر رکھو اور میری دوسری ہدایت کا انتظار کرو۔ اوور اینڈ آل۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

خاور نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

چوہان اس دوران میں صفدر کی کار کی طرف دیکھتا رہا تھا۔ وہ جس جگہ کھڑی تھی وہاں کا ماحول نیم تاریک تھا.... غالباً" اس طرف کے الیکٹرک لیمپ کا بلب فیوز ہو گیا تھا اور ہوٹل کی انتظامیہ ابھی تک اس کی طرف متوجہ نہیں ہو سکی تھی۔ ممکن ہے بلب آج ہی فیوز ہوا ہو اور کسی نے ابھی اس کی شکایت نہ کی ہو۔

چوہان اور خاور اس واقعے پر تبصرے کرتے رہے۔ وہ آدمی پھر صفدر کی کار سے نکلتے نہیں دکھائی دیے تھے۔

پھر تھوڑی دیر بعد صفدر کے ساتھ ہی عمران کو بھی ہوٹل سے نکلتے دیکھ کر چوہان اور خاور کو حیرت ہوئی۔

"یہ حضرت کہاں سے ٹپک پڑے۔" چوہان بڑبڑایا۔

"اس کی ٹانگ تو ہر معاملے میں نکل آتی ہے۔" خاور نے طویل سانس لے کر کہا۔ "شیطان سے کم تھوڑی ہے۔"

وہ دونوں صفدر اور عمران کو پارکنگ پلیس کی طرف بڑھتے دیکھتے رہے اور انہوں نے اپنی اپنی جیب سے ریوالور بھی نکال لئے۔ شاید ان کا خیال تھا کہ ابھی کوئی ہنگامہ شروع ہو گا۔

لیکن اس وقت وہ ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے جب کچھ بھی نہ ہوا اور صفدر کی گاڑی پارکنگ پلیس سے نکلتی چلی گئی۔ اس کی عقبی سرخ روشنی دور ہوتی چلی جا رہی تھیں چوہان اور خاور اپنی موٹرسائیکلوں کی طرف

جھپٹے اور ایک ہی منٹ بعد وہ صفدر کی کار کا تعاقب کر رہے تھے۔

"یہ کیا ہوا یار۔" خاور بولا۔

"جو کچھ ہوا وہی سامنے ہے۔" چوہان نے کہا۔

تعاقب جاری رہا اور دس منٹ بعد صفدر کی کار ایک ویران سڑک پر مڑ گئی۔

چوہان اور خاور نے اپنی موٹرسائیکلوں کی ہیڈلائٹس بجھا دیں.... اور تعاقب جاری رہا۔

"ایکسٹو کو اس کی اطلاع بھی ہونی چاہیے۔" خاور بولا اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے موٹر سائیکل کا ہینڈل سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر نکالا۔

ٹھیک اسی وقت پیچھے سے آنے والی ایک موٹر سائیکل ان دونوں کی موٹر سائیکلوں کے درمیان آ گئی اور وہ دونوں چونک پڑے۔

نووارد موٹرسائیکل وارٹول انجن کی تھی.... اس کی آواز اتنی مدھم تھی کہ اسے قریب ہی سے سنا جا سکتا تھا۔ اس کی ہیڈلائٹ بھی بجھی ہوئی تھی.... اس کا سوار اپنے چہرے کو نقاب میں چھپائے ہوئے تھا۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

عمران ایسا چپ ہوا تھا کہ پھر بیس پچیس منٹ تک اس کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلی۔

صفدر ریوالور والے کے احکامات کی تعمیل کرتا ہوا اپنی گاڑی کو شہر سے باہر نکال لایا تھا۔

آخری چار پانچ منٹ کچے راستے پر سفر کرتے ہوئے گزرے اور پھر ایک جگہ گاڑی روکنے کا حکم ملا.... جہاں گاڑی رکوائی گئی وہاں پہلے ہی سے تین آدمی موجود تھے اور انہوں نے اپنے چہروں کو نقابوں میں چھپا رکھا تھا۔

"چلو.... اترو.... ۔" ان میں سے ایک نے گاڑی کا دروازہ کھول کر عمران کی گردن دبوچ لی۔

"ات.... اترتا ہوں بھائی صاحب.... مجھے مارو مت۔" عمران نے رودینے والے انداز میں کہا۔

گاڑی سے اتار لینے کے بعد ان دونوں کی تلاشی لی گئی.... صفدر تو محض کھانا کھانے کے ارادے سے گھر سے نکلا تھا اس لئے اگر اس کے پاس ریوالور ہوتا تو یہ ایک غیرفطری بات ہوتی اور عمران ایسی "فضول" چیزیں

اپنے پاس رکھتا نہیں تھا۔

پانچ آدمیوں کے نرغے میں وہ لکڑی کے ایک چھوٹے سے مکان میں لائے گئے.... یہاں ایک کیروسین لیمپ جل رہا تھا.... اس کی روشنی میں صفدر نے دیکھا کہ وہ پانچوں ہی نقاب پوش ہیں.... ان میں سے ایک کافی بھاری بھرکم اور دراز قدر تھا۔

"دیکھا۔" عمران نے غصیلی آواز میں صفدر سے کہا۔ "اسی لئے کہا تھا کہ عورتوں کو نہ چھیڑا کرو۔ آج کل کی عورتیں بھی بڑی تیس مارخان بن گئی ہیں۔"

"کیا بک رہے ہو۔" دراز قد نقاب پوش غرایا۔

"ہائیں۔" عمران اچھل پڑا اور پھر متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے بولا۔ "تمہاری آواز تو مردوں کی سی ہے لیکن پھر تم نے یہ نقاب کیوں لگا رکھی ہے۔"

"تمہیں یہاں بکواس کرنے کے لئے نہیں لایا گیا۔"

"پھر؟" عمران نے بڑی حیرت سے کہا۔

"تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ گرینڈ ٹیلرز اور بمبینو ہوٹل میں ہنگامہ کرنے کا مقصد کیا تھا؟"

"خدا غارت کرے۔" عمران صفدر کی طرف دیکھتا ہوا دانت پیس کر بولا۔ "میں پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ کوئی خطرناک چکر معلوم ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ وہزار کے لاؤنج میں آ گئے۔"

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"شاید اب تم کوئی کہانی گھڑنے والے ہو۔" دراز قد نے خشک لہجے میں کہا۔ "لیکن میں تمہیں بتادوں کہ ہم تمہاری پوری ہسٹری سے واقف ہو چکے ہیں۔"

"ہسٹری سے واقف ہو چکے ہیں۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔"

"جغرافئے سے تو نہیں واقف ہوئے۔"

"وہ اب ہو جائیں گے۔" درازقد نقاب پوش غرایا۔ "ابھی تمہاری حدود اربعہ ناپا جائے گا اگر تم نے سیدھی طرح میری باتوں کا جواب نہ دیا.. سنجیدگی سے بتاؤ کہ ان ہنگاموں کا مقصد کیا تھا؟"

"یقین کرو دوست۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "ہمیں ان کے لئے ایک آدمی نے دوہزار دیئے تھے اور وہ بھی تمہاری ہی طرح نقاب پوش تھا۔"

"ہمیں بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کرو۔ گزشتہ تین دن سے ہم تم دونوں کے بارے میں تفتیش کرتے رہے ہیں۔ تمہارے ساتھی کے بارے میں تو کچھ نہیں معلوم کر سکے لیکن تمہارے بارے میں سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔ کیا یہ غلط ہے کہ تم اکثر پولیس کے لئے کام کرتے ہو۔"

"نہیں میں انکار نہیں کروں گا۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

صفدر نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے اور سوچ رہا تھا کہ ان پانچوں سے

گلو خلاصی آسان نہ ہوگی.... اس وقت دو ریوالور ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔

"تو تم نے یہ ہنگامے پولیس کے اشارے پر کئے تھے؟"

"نہیں پیارے بھائی۔" عمران نے جواب دیا۔ "میں بتا چکا ہوں کہ وہ ایک نقاب پوش تھا.... میں پولیس کے لئے بھی کام کرتا ہوں اور دوسروں کے لئے بھی۔ بس جس سے بھی رقم ملنے کی امید ہو اس کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دیتا ہوں.... اسی طرح میری وہ ہوتی ہے.... کیا کہتے ہیں.... بسر اوقات.... ہاں.... بسراوقات۔"

"اَے!" درازقد نقاب پوش صفدر سے بولا۔ "تم بتاؤ.... ان ہنگاموں کا مقصد کیا تھا؟"

"میرا ساتھی ٹھیک کہہ رہا ہے۔" صفدر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہمیں اس کے لئے دوہزار روپے ملے تھے۔"

"تم دونوں بکواس کر رہے ہو۔"

"ارے جاؤ۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تم خود کر رہے ہو گے بکواس.... زبان سنبھال کر.... ہاں۔ میں ایسے لوگوں کا شفتالو بنا دیتا ہوں جو مجھ سے بدتمیزی کرتے ہیں۔"

"ابھی ٹھیک ہو جاؤ گے۔" درازقد نے شاید دانت پیستے ہوئے کہا تھا اور پھر وہ اپنے ایک ساتھی سے بولا۔

"انگیٹھی میں کوئلے دہکا کر یہاں لاؤ.... اور سلاخیں بھی لانا۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"ہائیں!" عمران نے اچھل کر پرمسرت لہجے میں کہا۔ "کیا ہمیں سیخ کے کباب کھلاؤ گے۔"

"تمہارے کباب بنائے جائیں گے۔" نقاب پوش غرایا۔

"میرے کباب"۔ عمران پرتشویش انداز میں بولا۔ "نہیں دوست.... میرا نیک مشورہ ہے کہ ایسا نہ کرنا.... میرا گوشت بادی کرنے والا ہے.... تمہارے معدے کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔"

جس نقاب پوش کو انگیٹھی اور سلاخیں لانے کا حکم ملا تھا وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن کمرے سے ایک قدم باہر رکھتے ہی اس پر نہ جانے کیا بیتی کہ وہ فٹ بال کی طرح اچھل کر واپس کمرے میں آگرا۔ گرتے گرتے وہ ریوالور والوں میں سے ایک کو رگیدتا چلا گیا تھا۔ وہ دونوں بیک وقت ڈھیر ہوئے اور ریوالور والا دوسرے کو گالیاں بکنے لگا۔

اسی وقت صفدر کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اڑتا ہوا دھم سے دروازے پر آرہا ہو۔

"خبردار۔" نووارد نقاب پوش کی آواز گونجی۔ "تم پانچوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔"

یک بیک صفدر کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا سارا جسم سنسنا گیا ہو کیونکہ وہ آواز سیکرٹ سروس کے چیف آفیسر ایکسٹو کی تھی۔

دوسرا ریوالور والا تیزی سے دروازے کی طرف مڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کر دیتا عمران نے اچھل کر اس کی کمر پر لات رسید کر دی اور

وہ بھی اپنے ایک ساتھی سے جا ٹکرایا ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر پھسلتا ہوا دروازے میں کھڑے ہوئے نقاب پوش کے قدموں میں جا رکا۔

نقاب پوش نے پھرتی سے اس کو اٹھا لیا اور اب اس کے ہاتھ میں دو ریوالور نظر آرہے تھے۔

دوسرے نقاب پوش کا ریوالور صفدر نے جھپٹ لیا۔

اور اب وہ پانچوں نقاب پوش ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے۔

نووارد نقاب پوش دروازے سے دو قدم آگے بڑھ کر بولا۔

"عمران۔ باقی تینوں کی تلاشی بھی لو۔"

عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں تلاشی لی اور باقی تینوں کو بھی غیر مسلح کر دیا گیا۔

"ہاں دوستو!" نووارد نقاب پوش نے ان پانچوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو تمہیں میرے ان آدمیوں کی بات کا یقین نہیں آیا تھا؟.... چلو کوئی بات نہیں۔ اب میں تمہیں یقین دلائے دیتا ہوں، ہاں.... میں نے ہی ان کو دوہزار روپے دیئے تھے.... دیتا ہی رہوں گا اور اس قسم کے ہنگامے ہوتے ہی رہیں گے۔ یہاں تک کہ پولیس تم لوگوں کی طرف متوجہ ہو جائے گی.... خیریت اسی میں ہے کہ میرا مطالبہ مان لو۔ صرف پانچ ہزار روپیہ.... مطالبہ نامنظور کرنے کی صورت میں تم لوگوں کو اپنا کھیل بند کرنا پڑے گا۔ اس شہر میں جو پارٹی بھی سرگرم کار ہوتی ہے اس سے میں خراج ضرور وصول کرتا

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہوں۔ کوئی بھی مجھ سے نہیں بچ سکتا۔ اپنے باس سے کہہ دینا کہ یہ میری آخری وارننگ ہے.... یہ میں نے غلط کہا تھا کہ ایسے ہنگامے کرواتا ہی رہوں گا۔ نہیں.... اب تو میں کوئی ٹھوس قدم اٹھاؤں گا اور تم سب لوگ جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے نظر آؤ گے۔ سمجھ گئے؟"

پانچوں میں سے کسی نے کچھ نہ کہا۔

"اے بولو ناں۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "کیا منہ میں مہندی لگا لی ہے۔"

لیکن وہ پانچوں خاموش ہی رہے۔

"خیر" نووارد نقاب پوش نے لاپروائی سے شانے اچکائے۔ "مجھے تم لوگوں کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ جواب تو تمہارا باس ہی دے گا۔ تم لوگ بس میرا پیغام اس تک پہنچا دینا لیکن میں تم لوگوں کے چہرے دیکھنا ضرور پسند کروں گا۔"

"بڑے نورانی چہرے ہوں گے۔" عمران خوش ہو کر بولا اور پھر جھپٹا ان پانچوں کی طرف۔

ذرا ہی دیر بعد وہ بے نقاب ہو چکے تھے۔

ایک پل کے لئے صفدر کا منہ حیرت سے کھلا اور پھر بند ہو گیا۔

درازقد نقاب پوش بمبینو کا مالک تھا اور باقی چاروں میں سے بھی دو کے چہرے صفدر کے جانے پہچانے تھے.... ان دونوں کا شمار ناپسندیدہ عناصر میں ہوتا تھا.... اور باقی دونوں؟.... وہ بھی اپنے چہرے مہرے کی بنا پر اچھے

آدمی نہیں معلوم ہوتے تھے۔

"گڈ"۔ نووارد نقاب پوش نے مطمئن انداز میں سرہلایا اور پھر بولا۔ "عمران، صفدر.... انہیں باندھو۔ لیکن صرف ٹانگیں باندھنا.... ہاتھ نہیں.... تاکہ ہمارے جانے کے بعد وہ تھوڑی سی کوشش کر کے خود کو آزاد کرالیں.... اے.... خبردار تم لوگ اپنی جگہ سے بالکل جنبش نہ کرو۔ کیا فائدہ کہ مجھے ٹریگر دبانا پڑ جائے۔"

عمران اور صفدر نے ان کو انہیں کی ٹائیوں سے باندھنا شروع کیا.... ایک کے گلے میں ٹائی نہیں تھی.... اس کے لئے صفدر نے اپنی ٹائی استعمال کی لیکن اس دوران اس کے ذہن میں دھماکے سے ہوتے رہے....

ایکسٹو.... ایکسٹو.... ایکسٹو.... کیا واقعی یہ کوئی بدروح ہے جس کو ہر بات کا علم ہو جاتا ہے.... آخر یہ یہاں کیسے آگیا.... کیسے آگیا؟.... کیسے آگیا؟....

صفدر کا ذہن گونجتا رہا۔

پندرہ منٹ کے اندر اندر ان پانچوں کو باندھ کر ایک طرف ڈال دیا گیا اور پھر وہ تینوں مکان سے باہر نکلے۔

"بس.... اب تم دونوں جاؤ۔" نقاب پوش نے ہاتھ ہلا کر ان دونوں سے کہا۔

"آپ بھی.... ج.... جا رہے ہیں...." عمران ہکلایا۔

"ہاں۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"خ.... خیریت کا تار دیجئے گا۔"

ایک ہلکا سا قہقہہ گونجا اور پھر نقاب پوش ایک طرف کے اندھیرے میں اس طرح تحلیل ہو گیا جیسے خود بھی اندھیرے ہی کا ایک جز رہا ہو۔

"حیرت ہے کہ ایکسٹو آپ کے مذاق کا بھی برا نہیں مانتا۔" صفدر نے طویل سانس لے کر کہا۔ "ہم لوگوں کے منہ سے تو سہواً بھی کوئی غلط بات نکل جائے تو بے طرح لتاڑ دیتا ہے۔"

"وہ میرا سالا لگتا ہے نا.... اس لئے برا نہیں مان سکتا۔ میں اسے مرغا بھی بنا سکتا ہوں۔"

"خیر.... اب ایسا بھی نہیں ہے۔" صفدر نے کہا اور عمران دل ہی دل میں مسکرا کر رہ گیا۔

کار فراٹے بھرنے لگی.... اس مرتبہ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔

○☆○

گھر پہنچنے کے آدھے گھنٹے بعد ہی عمران نے بلیک زیرو کی کال ریسیو کی۔

"جناب' میں نے کوئی غلطی تو نہیں کی۔" وہ پوچھ رہا تھا۔

"نہیں تم بہت اچھے رہے۔" عمران نے کہا۔ "تم نے اپنا رول بڑی خوبی سے انجام دیا لیکن چوہان اور خاور کا کیا رہا تھا۔"

"وہ دونوں کار کے تعاقب ہی میں تھے پھر جب میری موٹر سائیکل ان کے قریب پہنچی تو چوہان نے بڑی جلدی سے اپنا ریوالور نکالا تھا۔" بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میرے چہرے پر نقاب تھا نا۔ وہ مجھے دشمن سمجھے تھے لیکن جب انہوں نے میری آواز سنی تو ان کا دم نکل گیا۔ بہرحال میں نے ان کو وہیں سے واپس لوٹا دیا تھا اور آپ لوگوں کی کار کے پیچھے لگا رہا تھا.... مکان کے قریب پہنچ کر میں نے اپنی موٹر سائیکل جھاڑیوں میں چھپا دی تھی.... لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں جناب کہ میں نے ان لوگوں کی نقاب کشائی کر کے غلطی تو نہیں کی۔"

"نہیں بلیک زیرو۔ میں تم سے بے حد خوش ہوں۔ میں بھی ان

Hameed@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

پانچوں چہروں کو دیکھنا چاہتا تھا.... اور کچھ۔"

"نہیں جناب.... لیکن یہ.... چکر کیا ہے۔" بلیک زیرو نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"چکر ابھی خود میری سمجھ میں بھی نہیں آسکا۔ اچھا۔" عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اور یہ حقیقت بھی تھی کہ وہ ابھی خود ہی اندھیرے میں ہاتھ پیر مار رہا تھا۔

○☆○

گرینڈ ٹیلرز اور بمبینو ہوٹل میں ہنگامہ کرنے کے کئی مقصد تھے۔ بمبینو ہوٹل کے مالک کو دیکھ کر عمران نے پہلی ہی نظر میں اس کے لئے کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی تھی اور ہنگامہ کر کے وہ معلوم کرنا تھا کہ اس کے دل میں کوئی چور ہے یا نہیں؟ لیکن دل کا چور معلوم ہو جانے کے باوجود بھی عمران آج رات سے پہلے یقین نہیں کر سکتا تھا کہ شاہنواز اور ضیغم سے بمبینو ہوٹل کے مالک کا بھی کوئی تعلق ہو گا۔

ان ہنگاموں سے عمران کا سب سے بڑا مقصد ان لوگوں کو اس بات کا یقین دلانا تھا کہ ایک بلیک میلر ان کے پیچھے پڑ گیا ہے اور اگر انہوں نے اس کا کہنا نہ مانا تو وہ انہیں اس قسم کے ہنگاموں میں گھسیٹ کر پولیس کی نظروں میں لے آئے گا۔

بمبینو والے ہنگامے کے بعد ان لوگوں کا ہوشیار ہو جانا یقینی بات تھی اس لئے عمران کو خیال ہوا تھا کہ گرینڈ ٹیلرز میں ہنگامے کے بعد وہ لوگ کم از کم یہ قدم ضرور اٹھائیں گے کہ ہنگامہ کرنے والوں پر نظر رکھیں۔ چنانچہ عمران نے چوہان اور خاور کو یہ کام سونپ دیا کہ وہ نگرانی کرنے والوں پر نظر

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

رکھیں۔

ان ہنگاموں کے دوسرے دن عمران کو جولیا سے اطلاع ملی کہ انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی کے گھر میں سعید خان کی ملازمت کا سبب ایوا ملک تھی.... اسی نے اس کو ملازم رکھا تھا۔

پھر عمران نے بذات خود ایوا ملک کے بارے میں چھان بین کی اور اسے پتہ چلا کہ انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی سے اس کی شادی کو ایک سال کا عرصہ گزرا ہے اور وہ گزشتہ دس ماہ سے اپنے شوہر کے ساتھ یہاں آئی ہوئی ہے۔ ملک سے پہلے انڈونیشی سفارت خانے کا کمرشل اتاشی کوئی اور تھا اور دس ماہ پہلے وہ ریٹائر ہو کر واپس اپنے وطن چلا گیا تھا۔

عمران کو یہ بھی پتہ چلا تھا کہ وہ روزانہ آٹھ نو بجے کے درمیان گرانڈ ہوٹل جاتی ہے اور ایک دو گھنٹے وہیں گزارتی ہے.... کبھی اکیلی اور کبھی اپنے شوہر کے ساتھ.... کبھی کوئی دوست بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

بہرحال آج عمران گرانڈ ہوٹل اسی لئے گیا تھا کہ اسے قریب سے دیکھے اور اس کے بارے میں کوئی اندازہ لگانے کی کوشش کرے۔

لیکن گرانڈ میں صفدر سے بھی ملاقات ہو گئی اور چائے پی چکنے کے بعد اس نے بلیک زیرو کو دیکھا جس نے اسے اشارہ کیا تھا اور باتھ روم کی راہداری میں چلا گیا تھا لہٰذا عمران کو صفدر سے بہانہ کر کے ڈائننگ ہال سے اٹھنا پڑا۔

اور پھر اسے بلیک زیرو سے اطلاع ملی کہ دو آدمی صفدر کی گاڑی میں

براجمان ہیں۔

خاور نے ان دونوں کے بارے میں اطلاع دراصل براہ راست بلیک زیرو ہی کو دی تھی اور حسب سابق یہی سمجھے تھے کہ انہوں نے ایکسٹو کو مطلع کیا ہے۔

عمران نے چوہان اور خاور کے ساتھ ٹرانسمیٹر کی ٹچ اسی لئے لگائی تھی کہ بوقت ضرورت بلیک زیرو حالات سے آگاہ ہو کر کوئی مناسب قدم اٹھا سکے.... خود عمران کے لئے تو ناممکن تھا کہ وہ ہر وقت گھر میں بیٹھا رہتا.... اسے تو بھاگ دوڑ میں لگا رہنا تھا لہٰذا اس نے بلیک زیرو کو قائم مقام بنانا ضروری سمجھا۔ دراصل اسے یقین تھا کہ گرینڈ ٹیلرز اور بمبینو ہوٹل والے اپنے اس نامعلوم "بلیک میلر" کا پتہ لگانے کے لئے کوئی کارروائی ضرور کریں گے.... اگر وہ کارروائی خود اسی کے لئے ہوتی تب تو وہ نپٹ لیتا لیکن صفدر کی دم سے بندھے رہنا ظاہر ہے کہ اس کے لئے ناممکن ہی تھا۔ اسی لئے اس کو صفدر کی حفاظت کے لئے سارے انتظامات کرنا پڑے۔

بلیک زیرو کو عمران نے گرانڈ میں اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہو گا۔

پھر گرانڈ ہوٹل سے لے کر لکڑی کے اس مکان تک جو ڈرامہ اسٹیج ہوا اس سے عمران کا مقصد صرف یہی تھا کہ وہ ان لوگوں کو کسی بلیک میلر کے وجود کا پورا یقین دلا دے۔ اس کے علاوہ کوئی مقصد ہو بھی کیا سکتا تھا.... یہ بات تو ممکن ہی نہ تھی کہ عمران ان پر ہاتھ ڈال دیتا.... ثبوت تو ثبوت

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ابھی اس کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟.... محض حالات کو دیکھتے ہوئے اس نے صرف یہ اندازہ قائم کیا تھا کہ یہ لوگ کوئی لمبا غیرقانونی کھیل کھیل رہے ہیں۔

ان چکروں کے درمیان چونکہ انڈونیشی سفارت خانہ بھی موجود تھا اس لئے اس کی دانست میں اس بات کے قوی امکانات تھے کہ یہ سیکرٹ سروس ہی کا کیس ثابت ہو.... اسی لئے اس نے اس سلسلے میں اپنے ماتحتوں سے کام لینا شروع کر دیا تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر شاید وہ محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کو اس معاملے میں گھسیٹ لاتا لیکن اسے کیا کہا جائے کہ اس کے باوجود بھی اسے کیپٹن فیاض کے چکر میں پڑنا پڑتا۔

دوسری صبح وہ ناشتہ کر ہی رہا تھا کہ اطلاعی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اس کے ذرا دیر بعد سلیمان نے کمرے میں آکر کیپٹن فیاض کے آنے کی اطلاع دی۔

عمران نے اس انداز میں طویل سانس لی جیسے کسی قرض خواہ کے آنے کی اطلاع ملی ہو۔ وہ اس انداز سے سلیمان کو گھورنے لگا جیسے فیاض کے آنے کی ذمہ داری سراسر اس پر عائد ہوتی ہے۔

"کیا میں ان سے کہہ دوں کہ صاحب مشغول ہیں؟" سلیمان نے ایک وفادار ملازم کی طرح پوچھا۔

"نہیں۔" عمران منہ بنا کر بولا۔ "وہ دروازے ہی پر ڈھکنا رکھ کر بیٹھ جائے گا۔"

"دھرنا دے کر بیٹھنا محاورہ ہے صاحب۔"

"تو مجھ سے زیادہ قابل ہے؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"نن.... نہیں صاحب۔" سلیمان ہکلا گیا اور پھر اپنی جان چھڑانے کے لئے جلدی سے بولا۔ "تو کیا میں انہیں بلا لاؤں۔"

"ہاں۔" عمران نے ایسی جھٹکے دار آواز میں کہا جیسے سلیمان کو "الو کا پٹھا" کہا ہو۔

سلیمان فوراً" ہی کھسک لیا۔

چند لمحوں کے لئے عمران کی آنکھوں میں غوروفکر کی جھلکیاں پیدا ہوئیں اور اس کے بعد وہ پھر لاپرواہی سے ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اس کی دانست میں فیاض کا آنا خالی ازعلت نہیں ہو سکتا تھا لیکن آج کل عمران کو اتنی فرصت کہاں تھی کہ وہ کسی معاملے میں فیاض کی مدد کر سکتا۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

فیاض جب کمرے میں داخل ہوا تو عمران چائے کی پیالی میں شکر ملاتا ہوا بڑبڑا رہا تھا۔

"کیا زمانہ آگیا ہے.... ہر چیز میں ملاوٹ.... چائے کی پتی ہے تو استعمال شدہ.... مکھن ہے تو گریس کے ساتھ.... اور اب تو مرغی کے انڈوں کی بجائے کچھوؤں کے انڈے بکنے لگے.... اللہ مجھے اپنی امان میں رکھے.... کہیں ایسا نہ ہو کہ شادی کے موقع پر لڑکی کے بہانے کوئی گڑیا پلے بندھ جائے"۔

"دنیا کی بے ثباتی کا رونا رو رہے ہو۔" فیاض ہنس کر بولا۔

"ارے باپ رے۔" عمران اچھل پڑا۔ چند لمحے پلکیں جھپکاتا ہوا تحیرزدہ بلکہ کسی قدر خوفزدہ سے انداز میں فیاض کی طرف دیکھا اور پھر جھینپتے ہوئے انداز میں بولا۔ "مم .... میں سمجھا تھا کوئی الو گھس آیا ہے۔"

اس کے بعد وہ ناشتے کی طرف متوجہ ہوا لیکن چند سیکنڈ کے لئے.... اور پھر اس کے بعد چونک کر فیاض کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ہائیں.... یہ تم ہو سوپر فیاض.... بیٹھو.... بیٹھو.... کہاں تھے میرے یار.... بڑے دن بعد نظر آئے۔"

"کیا بتاؤں یار.... اس محکمے میں تو بعض اوقات اتنا کام ہو جاتا ہے کہ سر اٹھانے کی مہلت نہیں ملتی۔"

"تو نہ اٹھایا کرو۔" عمران نے پر خلوص لہجے میں کہا۔ "بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ احتیاط سے گھر میں رکھ دو.... اٹھانے بٹھانے کا جھنجھٹ ہی نہ رہے۔"

فیاض ہنستا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور عمران نے الوؤں کی طرح دیدے نچائے.... فیاض کا رویہ غیر معمولی تھا.... عام طور پر تو وہ ایسے ہی پھاڑ کھانے والے انداز میں ملتا تھا جیسے عمران نے پچھلے جنم میں اس کی ساری مرغیاں چرائی ہوں۔

"آج فرصت ملی تو سوچا کہ تمہاری خیریت معلوم کرتا چلوں۔" فیاض نے کہا۔

"میں الحمدللہ خیریت سے ہوں اور تمہاری خیریت خداوند کریم سے نیک مطلوب ہے۔ دیگر احوال یہ ہے کہ میری شادی کی بات پکی ہو گئی ہے اور میں آج دوپہر کی ٹرین سے بر دکھاوے کے لئے ایک دوسرے شہر جا رہا ہوں۔"

"لیکن مجھے یقین ہے کہ میری خاطر تم اپنا پروگرام بدل دو گے۔" فیاض مسکرایا۔

"ہائیں، تو کیا تم نے اپنی جنس بدل دی ہے۔" عمران پر مسرت لہجے میں بجا۔

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"فضول مت بکو۔"

"اگر ایسا نہیں ہے سوپر فیاض تو پھر میں تمہاری خاطر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں سرہلا کر کہا۔ "دنیا کے سارے کام صرف عورت کی خاطر کئے جاتے ہیں.... یہ ایک جامناتی.... نہیں.... کامناتی.... کائناتی.... ہاں.... کائناتی حقیقت ہے.... اگر تم نے اپنی جنس بدل لی ہو تو میں تم سے شادی کر سکتا ہوں۔ خواہ پھر مجھے ساری زندگی ناک پر ہاتھ رکھ کر رونا پڑے۔ اوہ! میری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

"پیو.... پیو.... اطمینان سے باتیں ہوں گی۔"

"تم تو ناشتہ کر کے آئے ہو گے۔" عمران نے معصومیت سے پوچھا۔ کہنے کا انداز ایسا ہی تھا کہ فیاض اسکا مقصد سمجھ گیا اور منہ بنا کر بولا

"ہاں میں ناشتہ کر کے آیا ہوں۔ تم سے چائے کے لئے نہیں کہوں گا۔"

"یار.... کیا بتاؤں۔" عمران نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔ "آج کل چائے کی پتی کے دام آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں۔"

فیاض کچھ نہ بولا۔ وہ سگریٹ سلگانے لگا تھا۔ عمران نے واقعی اس سے چائے کے لئے نہیں پوچھا اور وہ بیٹھا کھولتا رہا۔ مگر نہ جانے کیوں اس نے اپنی "کھولن" کو آشکار نہ ہونے دیا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ قائم رکھی۔

چائے پی چکنے کے بعد عمران نے اس سے کہا۔ "تم چل کر بیرونی کمرے میں بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

"کیوں کیا بات ہے؟"

"ابھی آکر بتاتا ہوں.... تم چلو تو۔"

فیاض نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں شانے اچکائے اور پھر اٹھ کر بیرونی کمرے میں چلا گیا۔

عمران نے جلدی جلدی کپڑے تبدیل کرنا شروع کئے۔ تیار ہونے میں اس نے پندرہ منٹ لگائے تھے اور پھر وہ بائیں ہاتھ میں فلیٹ ہیٹ سنبھالے بیرونی کمرے میں داخل ہوا۔

"کیوں؟" فیاض اسے نیچے سے اوپر تک دیکھ کر رہ گیا۔

"یار.... فیاض.... وہ.... میں نے تمہیں بتایا تھا کہ بروکھاوے کے لئے جانے والا ہوں.... تو ابھی ابھی یاد آیا کہ مجھے ٹرین میں اپنے لئے بوگی ریزرو کرانی ہے.... ذرا ٹھاٹ سے جاؤں گا تا کہ سسرال والوں پر رعب پڑ سکے.... اچھا.... پھر ملیں گے۔" عمران نے کہتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"لیکن...."

"فکر نہ کرو۔ میں تم کو اپنی شادی میں ضرور بلاؤں گا۔" عمران نے کہتے ہوئے اس سے مصافحہ کر ڈالا۔

مگر اسے مصافحہ تو نہیں کہیں گے کہ خود ہی آگے جھک کر ہاتھ پکڑ لیا جائے....

بہرحال وہ مصافحہ رہا ہو یا کچھ اور.... اس کے بعد عمران وہاں ذرا دیر کو بھی نہیں رکا اور وہ "ٹاٹا" کہہ کر دروازہ کھولتا ہوا باہر نکل گیا۔

فیاض اپنی جگہ ہی بیٹھا پیچ و تاب کھاتا رہ گیا.... اس وقت اس کے

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

غصے کی حالت یہ تھی کہ اگر اس کا بس چلتا تو عمران کو گولی ہی مار دیتا۔

نیچے پہنچ کر عمران نے ایک ٹیکسی کی.... پانچ چھ منٹ تک اسے خواہ مخواہ گھماتا رہا اور پھر ایک ٹیلیفون بوتھ کے سامنے رکوا لیا۔

ایک منٹ بعد ہی وہ ایکسٹو کی حیثیت سے فون پر جولیا سے کہہ رہا تھا۔ "کوئی رپورٹ۔"

"جی نہیں جناب.... کوئی خاص اطلاع نہیں' چوہان اور خاور کو تو آپ نے کل رات خود ہی...."

"ہاں میں نے انہیں صفدر کی کار کے تعاقب سے واپس لوٹا دیا تھا۔" عمران اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "مگر اب تم انہیں ہدایت کر دو کہ وہ صفدر کی نگرانی پھر شروع کر دیں۔ انہوں نے اپنا میک اپ تو ختم نہیں کیا"۔

"آپ نے اس کے بارے میں ان سے کچھ نہیں کہا تھا اس لئے انہوں نے میک اپ برقرار رکھا ہے۔"

"گڈ.... میرے بعض ماتحت ہوشیار ہیں اور بعض ناکارہ ہوتے جارہے ہیں۔"

"غ غ.... غالباً" آپ کو مجھ سے شکایت ہو گی۔"

"ہاں' تم سے بھی ہے۔ کیا تم نے سعید خان کے ماضی کے بارے میں پتہ چلایا؟"

"مم.... میں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی۔"

"اب مجھے ہی دیکھنا پڑے گا۔ نعمانی کی رپورٹ کیا ہے۔"

"وہ بدستور بمبینو ہوٹل کے مالک کی نگرانی کر رہا ہے۔"

"کیا کل رات بھی کرتا رہا۔"

"وہ جھوٹ بولتا ہے۔" عمران غرایا۔

"جج.... جی...."۔

"کل رات اس نے یقیناً" چند گھنٹے تک اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دی.... شاید اس کی کسی غفلت کی بنا پر بمبینو کا مالک اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہو گا۔ میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ نعمانی نے میرے ڈر سے اس بات کی اطلاع تم کو نہیں دی ہو گی لیکن یہ روش انتہائی خطرناک ہے.... اس طرح میری پریشانیاں بڑھ سکتی ہیں.... میں اس غلطی کی بنا پر نعمانی کے لئے پندرہ دن کی قید تنہائی تجویز کرتا ہوں.... اس سے کہہ دو کہ وہ پندرہ دن تک گھر سے قدم نہیں نکالے۔"

"ب.... بہت بہتر جناب۔"

"لیکن اس سے یہ ضرور معلوم کر لینا کہ اس سے یہ کوتاہی کیوں ہوئی تھی؟"

"بہت شکریہ۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے دانش منزل کے نمبر ڈائل کئے اور ایکسٹو ہی کی حیثیت سے اسد سے پوچھا۔

"قیدی کا کیا ہوا۔"

"وہ بدستور خاموش ہے جناب۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"اچھا.... میں عمران کو بھیج رہا ہوں.... اب وہی دیکھے گا کہ قیدی زبان کھولتا ہے یا نہیں۔" عمران نے کہا اور جواب کا انتظار کئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر پلٹ کر ٹیلیفون بوتھ کے صاف وشفاف شیشے سے باہر دیکھا.... ٹیکسی ڈرائیور اطمینان سے سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔

عمران نے مشین میں تیسرا سکہ ڈال کر بمبینو ہوٹل کے نمبر ڈائل کئے اور دوسری طرف گھنٹی بجتے ہی ریسیور اٹھالیا گیا۔

"ہیلو.... بمبینو ہوٹل۔"

آواز بمبینو ہوٹل کے مالک ہی کی تھی۔

عمران نے کہا۔ "میں وہی بول رہا ہوں جس نے کل رات تمہیں اور تمہارے چار ساتھیوں کو پیر باندھ کر لکڑی کے مکان میں چھوڑ دیا تھا.... کیا تم نے میرا پیغام اپنے باس تک پہنچا دیا۔"

"ہاں۔"

"پھر.... کیا جواب ہے۔"

"کسی وقت بھی آکر تم مجھ سے پانچ ہزار روپیہ لے سکتے ہو۔"

"ویری گڈ۔" عمران نے کہا "میں خود نہیں آؤں گا۔ اپنے نمائندے کو بھیج دوں گا۔"

"لیکن...."

"لیکن کی گنجائش نہیں ہے۔" عمران اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "یہ احمقانہ خیال دل سے نکال دو کہ میں کھل کر تم لوگوں کے سامنے آؤں اور

مجھے گولی مار دی جائے۔"

"تمہارا خیال غلط ہے ہم یہ نہیں سوچ رہے ہیں۔"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم لوگ کیا سوچ رہے ہو گے۔ کیا میں اپنے نمائندے کو بھیج دوں۔"

"بھیج دو۔" طویل سانس لے کر کہا گیا۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

آدھے گھنٹے بعد عمران دانش منزل میں داخل ہو رہا تھا۔

اسد نے دالان میں اس کا استقبال کیا اور عمران نے اس کے بال بچوں کی خیریت دریافت کی۔

"وہ فی الحال سیف ڈیپازٹ میں ہیں۔" اسد نے ہنس کر جواب دیا۔

عمران اس کے ساتھ ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچا اور اسے وہاں سے واپس لوٹا دیا۔ پتہ نہیں یہاں تک ساتھ بھی کیوں لایا تھا....

شاہنواز نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور عمران نے اس کی آنکھوں میں اداسی کی جھلکیاں محسوس کیں.... اس کا شیو بڑھا ہوا تھا اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑ گئے تھے۔

عمران دروازے ہی میں رک کر پہلے نوکورنش بجالایا اور اس کے بعد اس انداز میں آگے بڑھا جیسے معانقہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو.... شاہنواز بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا تھا.... عمران بھی ٹھٹھک کر اپنی جگہ پر رک گیا اور مغموم لہجے میں بولا۔

"میں نے کسی بزرگ سے سنا تھا کہ گلے ملنے سے دلی کدورت دور

ہو جاتی ہے۔"

"پہلے کسی دور میں ہوتی ہو گی.... اب تو میں نے ایسا ہوتے کہیں نہیں دیکھا۔" شاہنواز کا لہجہ سپاٹ تھا.... اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور غیر جذباتی انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"آج موسم بڑا خوشگوار ہے۔" عمران نے کہا۔

شاہنواز کچھ نہ بولا۔

"کیا تم اس موسم سے لطف اندوز نہیں ہونا چاہتے؟" عمران نے قدرے توقف سے سوال کیا۔

"میرے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔"

"تمہارے چاہنے سے بہت کچھ ہو سکتا ہے دوست.... ہمیں اپنے گروہ کے بارے میں سب کچھ بتا دو اور پھر تم کو چھوڑ دیا جائے گا۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ میرا کوئی گروہ نہیں ہے۔ لیکن یہ تم نے کیا کہا کہ مجھے چھوڑ دیا جائے گا۔"

"کیوں.... اس پر تمہیں تعجب کیوں ہے۔"

"پولیس کسی کو پکڑنے کے بعد نہیں چھوڑتی۔"

"پولیس.... کیسی پولیس؟"

"میرا خیال ہے کہ میں محکمہ خفیہ کا قیدی ہوں۔" شاہنواز نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"غلط خیال ہے تمہارا۔ تم ایک بلیک میلر کے قیدی ہو۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

”بلیک میلر۔“ شاہنواز نہ جانے کیوں اچھل پڑا۔

”ہاں۔“ عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”لل.... لیکن اسے کیا پڑی ہے کہ مجھ سے پوچھ گچھ کرے۔“

”اوہ۔“ عمران نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکوڑ لئے۔ چند لمحے پلکیں جھپکاتا ہوا اس کی طرف دیکھتا رہا اور پھر بولا۔ ”تو کوئی شخص تمہیں بلیک میل کر رہا ہے اور وہ چونکہ سب باتوں سے واقف ہے اس لئے تم کو حیرت ہے کہ تم سے پوچھ گچھ کیوں کی جا رہی ہے۔“

شاہنواز کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے....

”لیکن وہ تمہیں بلیک میل کیوں کر رہا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”مم.... مجھے کوئی بلیک میل نہیں کر رہا ہے۔“

”لیکن ابھی تم اس بات پر حیرت کا اظہار ان الفاظ میں کر چکے ہو کہ اسے کیا پڑی ہے جو وہ تم سے پوچھ گچھ کرے۔“

”میں.... میں پتہ نہیں کیا بک گیا ہوں۔“ اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا اور بڑبڑانے لگا۔ ”میں پاگل ہو جاؤں گا.... میں پاگل ہو جاؤں گا۔“

”ہاں اگر دل کی بھڑاس نہ نکالی تو یقیناً پاگل ہو جاؤ گے۔“ عمران نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟“ شاہنواز نے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔

”مجھے بتا دو کہ تمہیں بلیک میل کرنے والا کون ہے اور....“

”مجھے کوئی بلیک میل نہیں کر رہا ہے۔“ وہ جلدی سے عمران کی بات کاٹ کر بولا۔ ”تم لوگ خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔“

عمران نے مغموم انداز میں اپنا سرہلایا۔ پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر چیونگم کا پیکٹ نکالا اور اس میں سے ایک پیس نکال کر شاہنواز کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔

”شوق کرو۔“

”شکریہ۔“ اس نے کہتے ہوئے منہ پھیر لیا۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور وہ پیس اپنے منہ میں ڈال کر آہستہ آہستہ کچلنے لگا وہ پر تفکر انداز میں شاہنواز کی طرف دیکھتا رہا اور پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔

”تمہاری مصیبتوں کا خاتمہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس بلیک میلر کے بارے میں ساری باتیں زبان پر لے آؤ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا تعلق پولیس سے نہیں ہے۔“

شاہنواز خاموش رہا.... اس کی آنکھوں سے بے اعتباری مترشح تھی۔

عمران کہتا رہا۔ ”میرا باس بھی ایک بہت بڑا بلیک میلر ہے اور تمہیں بلیک میل کرنے والے کو بلیک میل کرنا چاہتا ہے.... اسی لئے تم کو اغوا کیا گیا تھا کہ تم سے اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو سکے گا۔ لیکن تم نے اب تک کچھ بتایا نہیں.... اگر بتا دیتے تو تمہیں اس بلیک میلر سے نجات مل

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

جاتی.... خیر.... اگر تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ.... میرے باس نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ کیا فائدہ قید رکھنے سے.... میں ابھی تمہارے لئے شیونگ کا سامان بھجوائے دیتا ہوں.... اپنا حلیہ درست کرنا اور اس کے بعد تمہیں اس عمارت سے جانے کی اجازت ہو گی اگر تم یہی چاہتے ہو کہ زندگی بھر اس بلیک میلر کی انگلیوں پر ناچتے رہو تو ہماری بلا سے۔"

عمران کھڑا ہوا اور اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا.... پھر دروازہ کھولنے کے لئے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ پشت سے آواز آئی۔

"ٹھہرو.... سنو۔"

عمران اس کی طرف مڑ کر سادگی سے بولا۔ "کیا شیونگ کے سامان کے علاوہ بھی کسی چیز کی ضرورت ہے۔"

"نن.... نہیں.... میری بات سنو۔"

عمران پلٹ آیا۔

"میں اس بات پر کیسے یقین کر لوں کہ تم لوگوں کا تعلق پولیس سے نہیں ہے؟" شاہنواز نے بے چینی سے پہلو بدل کر پوچھا۔

"پولیس والے اپنے قیدیوں کو ساؤنڈ پروف اور ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں نہیں رکھتے اور تھوڑی دیر بعد جب تمہیں آزاد کر دیا جائے گا تو تم اس پر یقین کر ہی لو گے.... ویسے اگر ہمارا تعلق پولیس سے ہوتا تب بھی تمہیں یہی چاہئے تھا کہ ہمیں سب کچھ بتا دیتے۔ تمہیں تو بلیک میل کیا جا رہا ہے

اس لئے پولیس تم کو کسی قسم کی سزا کا مستحق نہ قرار دیتی۔ مگر ٹھہرو.... شاید اس بلیک میلر کی وجہ سے تمہارے ہاتھ کسی جرم میں ملوث ہو چکے ہیں اس لئے تم ڈر رہے ہو گے کہ تمہیں بھی سزا نہ ہو جائے.... لیکن ایسے موقعوں پر پولیس تم جیسے لوگوں کو سلطانی گواہ بنا کر چھوڑ دیتی ہے۔ تم نے شاید اس انداز میں نہیں سوچا.... بہرحال میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا تعلق پولیس سے نہیں ہے۔"

"ہوں۔" شاہنواز کچھ سوچنے لگا۔

"پھر؟" عمران نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"اچھا۔" شاہنواز نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں بتا دوں گا لیکن کیا میرے ساتھ ایسا نہیں ہو گا کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔"

"کیا مطلب؟"

"تم ابھی بتا چکے ہو کہ تمہارا باس بھی بلیک میلر ہے.... کیا وہ بھی مجھے بلیک میل کرنا نہیں شروع کر دے گا۔"

"میرا باس صرف مجرموں کو بلیک میل کرتا ہے شریف آدمیوں کو نہیں.... ہو سکتا ہے تمہیں اس کا یقین نہ آئے کیونکہ ایسے نیک بلیک میلر ناولوں ہی میں نظر آتے ہیں.... بہرحال تمہارے اطمینان کے لئے میں کہے دیتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو گا.... تم یہ نہ بتاؤ کہ تمہیں بلیک میل کیوں کیا گیا ہے.... جب تم یہ نہ بتاؤ گے تو تمہیں بلیک میل کیا ہی نہ جا سکے گا۔"

عمران کے اس آخری فقرے پر شاہنواز کی آنکھوں سے اطمینان کا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اظہار ہونے لگا اور پھر اس نے کہا۔

"تو مجھ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ مجھے بلیک میل کیوں کیا جا رہا ہے؟"

"ہاں ہم اس کے لئے اصرار نہیں کریں گے۔"

"اچھی بات ہے میں تمہیں سب کچھ بتادوں گا لیکن اس کے بعد۔"

"میرا باس تمہارے بلیک میلر کو اس کے لئے مجبور کر دے گا کہ وہ تمہیں بلیک میل نہ کرے۔"

"لیکن تمہارا باس بلیک میلر تک کیسے پہنچ سکے گا.... یہ تو میں بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟"

"اوہ۔" عمران ہونٹ سکوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا پھر ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "خیر تم جو کچھ جانتے ہو وہ بتاؤ.... اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ اس بلیک میلر کا سراغ کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔"

"لیکن تمہارے باس کو اس بلیک میلر کے وجود کا علم کس طرح ہوا۔"

"یہ ہمارا بزنس سیکرٹ ہے۔" عمران نے بائیں آنکھ دبا کر کہا۔

"ہوں۔"

"اب تم سب سے پہلے تو یہ بتاؤ کہ ضیغم کون ہے؟"

"میرا دوست ہے اور میری ہی طرح اس بلیک میلر کا شکار۔" شاہنواز نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔ "ہم دونوں کا خاندان ایک دوسرے شہر میں آباد ہے اور بے حد نیک نام ہے.... ہم دونوں دوستوں سے ایک غلطی ہو

گئی تھی جو اگر منظر عام پر آجاتی تو ہمارے خاندان بدنام ہو جاتے۔ ممکن تھا کہ میرے والد مجھے گولی ہی مار دیتے.... ہماری اس غلطی کا ثبوت اس نامعلوم بلیک میلر کے ہاتھ لگ گیا اور ہم اس کی انگلیوں کے اشارے پر ناچنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ وہ ہمیں فون پر مخاطب کرتا تھا یا ٹائپ کئے ہوئے خط ملتے تھے.... اس نے ہمیں یہاں بلایا اور بمبینو ہوٹل میں ٹھہرنے کی ہدایت کی.... پھر ایک دن مجھے دو خط ملے.... ایک خط کسی پروفیسر گربیر نے ایوا ملک نام کی عورت کو لکھا تھا.... اس خط میں سفارش کی گئی تھی کہ ایوا ملک مجھے کہیں ملازم کروا دے۔"

"ایوا ملک"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں۔" قیدی کہتا رہا۔ "بلیک میلر کے خط میں یہ ہدایت تھی کہ میں دوسرے وقت کی ڈاک کا انتظار کروں.... مجھے پھر ایک لفافہ ملتا اور اس لفافے میں گرینڈ ٹیلرز کی ایک رسید ہوتی.... اس رسید کے ذریعے مجھے وہاں سے ایک سوٹ ملتا.... حکم یہ تھا کہ میں وہ سوٹ پہن کر اور پروفیسر گربیر کا خط لے کر ایوا ملک کے پاس جاؤں.... ایوا ملک کا پتہ بھی خط میں لکھا ہوا تھا.... بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ عورت انڈونیشی سفارت خانے کے کسی ملازم کی بیوی ہے.... بہرحال میں نے ان احکامات پر عمل کیا اور ملاقات ہونے پر وہ سفارشی خط ایوا ملک کو دیا.... اس نے مجھے یقین دلایا کہ ملازمت کا بندوبست ہو جائے گا اور کہا کہ میں پھر کسی دن اس کے پاس آؤں.... اس کے بعد پانچ چھ دن گزر گئے اور پھر مجھے گرینڈ ٹیلرز کی رسید ملی اور اس کے

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ساتھ ہی بلیک میلر کا ایک خط۔ ہدایت کے مطابق مجھے گرینڈ ٹیلرز سے سوٹ حاصل کرنا تھا اور وہی سوٹ پہن کر ایوا ملک کے پاس یہ پوچھنے کے لئے جانا تھا کہ ملازمت کا بندوبست ہوا یا نہیں چنانچہ میں نے اس مرتبہ ایسا ہی کیا اور ایوا ملک نے مجھے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ ابھی کچھ بندوبست نہیں ہو سکا.... پھر مجھے کوئی تیسری ہدایت نہیں ملی اور اس کے بعد مجھے اغوا کر کے یہاں لے آیا گیا۔ بس یہ ہے میری داستان۔"

"ہوں۔" عمران کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں.... وہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے پروفیسر گربیر کا نام کہاں سنا ہے.... یہ نام اسے کچھ مانوس معلوم ہو رہا تھا لیکن جب اسے یاد نہ آ سکا تو وہ ایک طویل سانس لے کر قیدی سے بولا۔ "بس.... اور کوئی خاص بات نہیں؟"

"خاص بات....؟" شاہنواز نے کہا۔ "ہاں.... میرے لئے دو باتیں حیرت انگیز ثابت ہوئی ہیں.... بلیک میلر کے خطوط مجھے بائی پوسٹ نہیں ملتے تھے.... بس یوں ہوتا تھا کہ میں کھانے کے لئے کمرے سے ڈائننگ ہال میں گیا یا ضرورت کی چیز خریدنے بازار گیا تو واپسی پر بلیک میلر کا خط مجھے اپنے کمرے میں بستر پر پڑا ہوا ملتا تھا۔"

"خوب.... اور دوسری حیرت انگیز بات کیا ہے۔"

"ایوا ملک سے ملنے کے لئے ملاقاتی کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ایک خادمہ بیرونی کمرے میں مجھ سے درخواست کرتی تھی کہ میں اپنا کوٹ اتار کر وہیں کھونٹی پر ٹانگ جاؤں کیونکہ اس کی مالکہ ایسے آدمیوں سے نہیں

ملتی جو کوٹ پہنے ہوئے ہوں۔"

"بہت اچھا۔" عمران نے پلکیں جھپکائیں۔ "پھر"۔

"مجھے ایسا ہی کرنا پڑتا تھا۔"

"واپسی پر کوٹ مل جاتا تھا؟"

"ہاں۔"

عمران نے چند لمحے کچھ سوچا اور پھر سوال کیا۔ "پروفیسر گربیر کا خط تو ایوا ملک نے لے کر رکھ لیا ہو گا۔"

"کیا وہ خط ہاتھ سے لکھا ہوا تھا؟"

"نہیں۔ وہ بھی ٹائپ میں تھا لیکن نیچے دستخط موجود تھے۔"

"دستخط کو صاف پڑھا جا سکتا تھا۔"

"جی ہاں 'ایم۔ گربیر۔ ٹائپ میں پروفیسر گربیر لکھا ہوا تھا۔"

"تم پروفیسر کے بارے میں کچھ جانتے ہو.... یہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں رہتا ہے ویسے ایک مرتبہ میں نے اخبار میں پروفیسر گربیر کا نام پڑھا تھا.... یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اخبار میں اس کا نام کس سلسلے میں آیا تھا لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس نام کے دو افراد موجود ہوں.... میرا مطلب ہے مجھے ملنے والے سفارشی خط کے پروفیسر گربیر کا اس پروفیسر گربیر سے کوئی تعلق نہ ہو جس کا نام میں نے اخبار میں پڑھا تھا۔"

عمران پرخیال انداز میں سرہلا کر رہ گیا.... فوراً ہی کچھ نہ بولا۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

تھوڑی دیر بعد اس نے سوال کیا۔

"اور ضیغم کا کیا رہا؟"

"بالکل وہی صورت حال اسے بھی پیش آئی جو میں ابھی اپنے سلسلے میں بیان کر چکا ہوں۔"

"یعنی اس کو پروفیسر گریبر کا سفارشی خط ملا تھا اور وہ بھی ایوالمک کے پاس گیا تھا؟"

"ہاں۔"

"گرینڈ ٹیلرز میں تمہیں سوٹ کی سلائی بھی دینا پڑی ہو گی؟"

"ہاں۔ لیکن اب ہمارے تمام اخراجات وہی بلیک میلر برداشت کر ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"جس پراسرار انداز میں ہمیں بلیک میلر کے خطوط ملتے ہیں اسی طرح اس ماہ کے خرچ کا چھ ہزار روپیہ بھی ملا تھا۔"

"ضیغم کو بھی؟"

"ہاں۔"

"بہت خوب۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔

○☆○

جولیا نے فون پر ایکسٹو کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا....

"صفدر کو بمبینو ہوٹل بھیج دو.... وہاں وہ بمبینو کے مالک سے ملاقات کرے گا اور خود کو بلیک میلر کا نمائندہ ظاہر کرے گا۔ وہاں سے اس کو پانچ ہزار روپے ملیں گے.... وہ روپے لے کر واپس اپنے گھر چلا جائے۔ سمجھ گئیں؟"

"جی ہاں جناب۔ لیکن صفدر کو بمبینو کے مالک سے کس قسم کی گفتگو کرنا ہو گی؟"

"جتنے حالات کا علم اسے ہے ان کو سامنے رکھتے ہوئے وہ خود ہی مناسب گفتگو کر سکے گا میں اس کی ذہانت سے غلط قسم کی توقع نہیں رکھتا۔ اچھا.... بس۔"

سلسلہ منقطع ہو گیا اور جولیا نے کریڈل دبا کر صفدر کے نمبر ڈائل کرنا شروع کیے۔

رابطہ قائم ہو گیا اور دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو۔"

"صفدر۔" جولیا نے اس کی آواز پہچان کر کہا۔ "ایکسٹو کا حکم ہے کہ تم بمبینو ہوٹل کے مالک کے پاس جاؤ اور بلیک میلر کے نمائندے کی حیثیت

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

سے ملوا   سے تم کو پانچ ہزار روپیہ لینا ہے۔"

"یہ کیا سلسلہ ہے جولیا.... ا   مرتبہ ایکسٹو نے کیا چکر چلا رکھا ہے؟"

"خدا جانے۔ میں خود بھی اب تک کچھ نہیں سمجھ سکی۔"

"مجھے وہاں سے اتنا روپیہ کیوں ملے گا؟"

"یہ بھی ایکسٹو ہی بہتر جانتا ہو گا۔"

"اچھی بات ہے۔" صفدر نے طویل سانس لے کر کہا۔ "روپیہ حاصل کرنے کے بعد مجھے کیا کرنا ہے۔"

"واپس اپنے گھر۔"

"کیا ابھی جانا ہے؟"

"ہاں۔"

"اچھا.... میں جا رہا ہوں۔"

جولیا نے سلسلہ منقطع کر دیا اور بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں.... وہ تمام واقعات پر غور کر رہی تھی.... غور کرتی ہی رہتی تھی لیکن ابھی تک ا   کی سمجھ م یں کچھ نہیں آیا تھا.... گرینڈ ٹیلرز اور بمبینو ہوٹل والے ہنگامے ا   کی دانست میں عجیب تھے کیونکہ ان کا کوئی مقصد ا   کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا.... وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ آج کل سیرٹ سرو   کے تمام آدمی جس لائن پر کام کر رہے ہیں ا   لائن پر ایکسٹو کو عمران ہی نے لگایا ہو گا.... ایسا سمجھنے کی وجہ ا   کے علاوہ کچھ نہ تھی کہ جولیا نے عمران کو

یںڈ ٹیلرز میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا.... اس کے بعد ہی سے نئے نئے ...عات رونما ہونا شروع ہوئے تھے۔

جولیا سوچتی رہی اور ایک گھنٹہ گزر گیا.... اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بجی . وہ چونک کر اسے گھورنے لگی.... اس کی آنکھوں میں شک و شبے کی ...لیں تھیں.... شاید اسے خدشہ تھا کہ عمران کا فون ہو گا.... اس نے ...تے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا.... ریسیور تو بہرحال اٹھانا ہی تھا لیکن ریسیور ...کان سے لگانے کے بعد ہو فوراً ہی کچھ نہ بولی۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور جولیا نے اطمینان کا سانس لیا ...نکہ وہ آواز صفدر کی تھی۔

"ہیلو۔" جولیا نے کہا۔ "کون.... صفدر"۔

"ہاں میں بول رہا ہوں۔ تم خاموش کیوں تھی۔"

"کچھ نہیں.... ہاں.... کیا رہا۔"

"روپے مل گئے ہیں۔"

"کیا بات چیت ہوئی تھی۔"

"کچھ بھی نہیں.... مجھے وہ پہچانتا تو تھا ہی.... مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں پیش آئی کہ میں کس کی نمائندگی کر رہا ہوں.... اس نے مجھے ...پے دیئے اور میں لے کر چلا آیا۔ اب؟"

"ایکسٹو کی طرف سے کوئی خاص ہدایت نہیں۔ بہرحال میں اسے ...ع دے دیتی ہوں کہ تم روپے لے کر آئے ہو.... اگر اس نے تمہارے

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

لئے کوئی حکم جاری کیا تو تھوڑی دیر بعد تمہیں فون کروں گی۔"

"اچھا"

جولیا نے ڈسکنکٹ کر کے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کئے لیکن کئی مرتبہ کوشش کرنے کے باوجود بھی رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہی.... غالباً" ایکسٹو اپنے گھر پر موجود نہیں تھا.... اس نے ریسیور رکھ دیا.... ویسے اس کا خیال تھا کہ جلد ہی وہ ایکسٹو کی کال موصول کرے گی.... خیال ٹھیک ہی ثابت ہوا۔ پندرہ منٹ کے بعد ایکسٹو کی کال آئی۔

"ہاں جولیا۔ صفدر کی طرف سے کیا رپورٹ ہے؟"

"وہ روپیہ لے آیا ہے جناب.... اسے بمبینو کے مالک سے کسی کی گفتگو کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑی۔"

"گڈ"

پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچھ کہتی دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔

○☆○

عمران نے سر سلطان کے نمبر ڈائل کئے اور رابطہ قائم ہو جانے پر بولا۔

"میں عمران بول رہا ہوں جناب.... ایک ایسا اہم کام آپڑا ہے کہ اسے آپ ہی کر سکتے ہیں۔"

"کیا بات ہے.... میرا خیال ہے کہ آج کل تمہارے پاس کوئی کیس نہیں ہے۔"

"شاید میں جلد ہی ایک بہت بڑے گروہ کا قلع قمع کروں۔"

"اوہو" سر سلطان کے لہجے میں حیرت تھی۔ "کیسا گروہ؟"

"ایک ایسا گروہ جناب جو ہمارے یہاں کوئی لمبا کھیل کھیل رہا ہے۔" عمران نے کہا۔

"کھیل کیسا؟"

"یقین کیجئے کہ میں ابھی یہ نہیں معلوم کر سکا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے.... شاید ابھی تم کچھ بتانا نہیں چاہتے۔"

"ایسا نہیں ہے جناب حقیقتاً" میں اندھیرے میں ہوں۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ آپ "فردا" فردا" تمام سفیروں سے ملاقات کریں اور ان سے معلوم کریں کہ ان کے یہاں کوئی ایسا ملازم تو نہیں ہے جسے انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی یا اس کی بیوی کی سفارش پر رکھا گیا ہو.... اگر اسے ملازمین کا پتہ چلے تو آپ ان کے نام اور ان سے متعلق ضروری باتیں نوٹ کر لیں.... اگر ان کی تصویریں بھی حاصل ہو سکیں تو اچھا ہے۔"

"مگر کیوں۔ یہ تم کیوں معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"میں فون پر تفصیل سے نہیں بتا سکتا۔"

"تو پھر میرے پاس چلے آؤ۔ یہ تو کوئی لمبا چکر معلوم ہوتا ہے۔"

"میں اس وقت آپ کے پاس نہیں آسکتا۔ مجھے ایک ضروری کام کرنا ہے.... آج کل میرا ایک ایک لمحہ مصروفیت کے عالم میں گزر رہا ہے بہرحال کوشش کروں گا کہ کسی وقت آپ سے مل لوں۔"

"اچھا" سر سلطان کی آواز سے فکرمندی کا اظہار ہونے لگا۔ "کیا مجھے تمام سفیروں سے ملاقات کرنا ہوگی؟"

"ایک ایک ملک کے سفیر سے۔" عمران نے لہجے میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "اور یہ ملاقاتیں آپ نجی طور پر کریں گے.... سفیروں سے بھی کہہ دیجئے گا کہ وہ اس گفتگو کو قطعی راز میں رکھیں.... اگر یہ بات قبل ازوقت کھل گئی تو میرے لئے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔"

"اچھا بھئی.... لیکن اس کام میں دو دن تو لگ ہی جائیں گے۔ یہ بھی کم از کم ہیں ورنہ تین چار دن بھی لگ سکتے ہیں۔"

"جتنے بھی لگیں.... یہ کام بہت ضروری ہے۔"

"تم وقت نکال کر مجھ سے مل لو تو اچھا ہے۔"

"میں کوشش کروں گا جناب لیکن اس وقت تو کسی طرح بھی نہیں مل سکتا۔"

"اچھا۔" سر سلطان نے طویل سانس لی۔

پھر یہ گفتگو یہیں ختم ہو گئی تھی اور عمران ٹیلیفون بوتھ سے نکل آیا تھا.... اس کی گاڑی بوتھ کے سامنے ہی کھڑی تھی.... اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا اور مارسٹن روڈ کی طرف چل پڑا۔

شاہنواز سے اس کی کہانی سننے کے بعد عمران پروفیسر گربیر کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھرا تھا اور اس نے اس کے بارے میں دو چار باتیں معلوم کر بھی لی تھیں۔

پروفیسر گربیر ملک کی معزز ہستیوں میں سے ایک تھا۔ گزشتہ آٹھ سال سے اس کی سکونت یہیں تھی.... اپنے وطن میں وہاں کی سب سے بڑی یونیورسٹی کا چانسلر تھا.... کسی کام سے عمران کے ملک میں آیا اور کسی مقامی عورت سے شادی کر کے ہمیشہ کے لئے یہیں کا ہو رہا۔ اسے شہری حقوق ملنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ اپنے ملک میں ایک بلند پایہ صحافی بھی رہ چکا تھا اور اب بھی تصنیف و تالیف اس کے مشاغل تھے.... اس کی

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کئی کتابیں بین الاقوامی طور پر شہرت پا چکی تھیں۔

اس نے یہاں آکر بیالیس سال کی عمر میں شادی کی تھی لہٰذا اب اس کی عمر پچاس سال ہونا چاہئے تھی.... گزشتہ تین سال ہوئے اس کی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا اور پھر اس نے دوسری شادی نہیں کی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس طرح اس کی لڑکی کا مستقبل برباد بھی ہو سکتا ہے۔

وہ مارسٹن روڈ کی سترہویں عمارت میں اپنی سات سالہ بچی اور ایک سیکرٹری کے علاوہ دو ملازموں کے ساتھ رہتا تھا۔

کار فراٹے بھرتی رہی اور عمران سوچتا رہا کہ اسے پروفیسر گریبر سے کس طرح پیش آنا چاہئے۔

اب تک جو واقعات سامنے آتے رہے تھے ان سے عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ ان تمام معاملات کے پس پردہ جو دماغ کام کر رہا ہے وہ یقیناً" اپنے ساتھیوں کے لئے بھی تاریکی میں ہو گا.... ایسا طول طویل چکر اسی وقت چلایا جاتا ہے جب اپنی شخصیت کو اندھیرے میں رکھنا مقصود ہو۔ ہاں یہ ممکن تھا کہ کوئی ایک فرد اس پراسرار شخصیت سے واقف ہو تا.... اسی صورت میں اس نامعلوم شخصیت کو نئے نئے حالات سے آگاہی حاصل ہو سکتی تھی ورنہ وہ حالات سے اسی وقت باخبر ہو سکتا تھا جب خود ہی اپنے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرے۔

ویسے عمران یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے وہ شخصیت بہت ہی زیادہ محتاط ہو اور اسے ایک فرد بھی نہ جانتا ہو....

دونوں ہی باتیں ممکن تھیں اس لئے کسی بات کو بھی حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا تھا۔

پروفیسر گریبر کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے ہوئے عمران کو شبہ ہوا تھا کہ وہ نامعلوم شخصیت پروفیسر گریبر کی بھی ہو سکتی ہے۔ عمران کے ذہن میں اس شبے نے اس وقت سر ابھارا تھا جب اسے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ پروفیسر گریبر جرمن نژاد ہے.... جرمن ہونا کسی شبے کی بات تو نہیں لیکن اس سے پہلے ایوالملک عمران کی نظروں میں آچکی تھی اور وہ بھی جرمن تھی۔

بہرحال ابھی اس کے بارے میں بھی یقین سے کچھ کہنا مشکل تھا۔

خود ایوا بھی اس پراسرار کھیل کی ذمہ دار ہو سکتی تھی اور بمبینو کا مالک بھی عمران کی بلیک لسٹ سے خارج نہیں تھا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ممکن تھی کہ ان تینوں کے علاوہ کوئی چوتھا ہی آدمی کرتا دھرتا ثابت ہو تا....

لیکن پروفیسر گریبر کو مشکوک سمجھنے کے باوجود کیا یہ عمران کا دانشمندانہ اقدام تھا کہ اس نے پروفیسر گریبر سے ملاقات کرنے کی سوچی تھی۔

اس نے اپنی گاڑی مارسٹن روڈ کی سترہویں عمارت کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور اسے پورٹیکو تک لئے چلا گیا۔

گاڑی کے انجن کی آواز سن کر ایک ملازم باہر نکل آیا تھا۔ عمران گاڑی سے اتر کر بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور بارعب لہجے میں بولا۔

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"کیا پروفیسر گربیر تشریف رکھتے ہیں۔"

"فرمائیے۔"

"فرمائیں گے۔ پہلے ہمارے سوال کا جواب دو۔" عمران نے بگڑ کہا۔

"جج.... جی ہاں۔" ملازم ہکلا گیا۔ "وہ موجود ہیں۔"

"ہمارا کارڈ.... یہ ان تک پہنچا دو۔"

ملازم وہ کارڈ لے کر چلا گیا جس پر "پرنس آف ڈمپ" چھپا تھا۔

عمران نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکالنا چاہا لیکن پتہ چلا کہ صر پیکٹ ہی پیکٹ ہے.... چیونگم ختم ہو چکی تھی.... شاید عمران نے اس کا آ پیس کھانے کے بعد بے خیالی میں جیب میں ڈال لیا تھا۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر شاید بے خیالی ہی میں اسے پھر ج میں ڈال لیا۔ پھر دوسری ٹھنڈی سانس لی اور پلکیں جھپکاتا ہوا اس انداز چاروں طرف دیکھنے لگا جیسے کوئی دیہاتی اپنی زندگی میں پہلی بار ک خوبصورت عمارت دیکھ رہا ہو۔

دو تین منٹ گزر گئے اور پھر عمران ٹہلتا ہوا برآمدے کے ایک ست کے قریب گیا اور اس کی چکنی سطح پر اس طرح ہاتھ پھیرنے لگا جیسے وہ ست نہیں کوئی پالتو بلی ہو۔

دو منٹ اسی طرح گزر گئے اور پھر پشت سے ایک آواز آئی۔

"آپ"۔

انگریزی ہی میں کہا گیا تھا لیکن لہجہ انگریزوں کا سا نہیں تھا۔

عمران اچھل کر مڑا۔ دروازے میں ایک آدمی کھڑا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر اس سے مصافحہ کیا۔ پھر ایسا معلوم ہوا تھا جیسے معانقہ بھی کر ڈالنا چاہتا ہو لیکن وہ آدمی جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

عمران کے ہاتھ پھیلے کے پھیلے رہ گئے تھے.... پھر ہاتھ گر گئے اور ہونٹوں پر جھینپی جھینپی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"مم.... معاف کیجئے گا پروفیسر۔" عمران ہکلایا لیکن وہ دعوے سے کہہ سکتا تھا کہ وہ آدمی پروفیسر گربیر نہیں.... اس کے علم میں آیا تھا کہ پروفیسر کی عمر پچاس سال سے کم نہیں لیکن یہ آدمی کسی طرح بھی پینتیس سال سے زیادہ کا نہیں ہو سکتا تھا۔

"میں پروفیسر نہیں ہوں۔" وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "میرا نام ارنسٹ جیکر ہے۔ میں پروفیسر کا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔"

تو یہ بھی جرمن ہے۔ عمران نے سوچا اور پھر دفعتاً دوبارہ مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا کر پُرمسرت لہجے میں بولا۔

"آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی جناب۔ لیکن...." عمران کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر وہ بڑبڑایا۔ "لیکن میں نے تو اپنا کارڈ پروفیسر کو بھجوایا تھا۔"

"آپ پرنس آف ڈمپ ہیں۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"اوہ۔" عمران نے پلکیں جھپکائیں۔ "تو ملازم نے وہ کارڈ آپ ہی کو دے دیا تھا۔"

"یہ ڈھمپ کیا ہے۔"

"ڈھمپ ہے۔" عمران نے سر ہلا کر کہا اور پھر بولا۔ "براہ کرم پروفیسر کو اطلاع کر دیجئے کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"وہ بے حد مصروف ہیں۔"

"لیکن وہ پرنس آف ڈھمپ سے ملنا ضرور پسند کریں گے.... آپ انہیں اطلاع تو کیجئے۔"

"انہوں نے ہی مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے معذرت کر لوں۔"

"اوہ۔" عمران تشویش کن انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بڑبڑایا۔ "ان سے میرا ملنا بے حد ضروری ہے ورنہ.... ورنہ نہ جانے کیا ہو جائے۔"

"کیوں۔" وہ عمران کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"اگر وہ مجھ سے نہ ملے تو انہیں ایک بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا میری بات ان تک پہنچا دیجئے۔"

"ہوں۔" وہ عمران کو بدستور ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔ پھر دفعتاً بولا۔ "میرے ساتھ آیئے۔"

وہ عمران کو ڈرائنگ روم میں لے گیا۔

"تشریف رکھئے۔ میں پروفیسر صاحب کو اطلاع دیتا ہوں۔"

"شکریہ.... شکریہ...." عمران بیٹھ گیا۔

جیگر کے قدموں کی آہٹ دور ہوتی چلی گئی اور عمران وہاں کا جائزہ لینے لگا.... ڈرائنگ روم کو بڑے سادہ طریقے سے سجایا گیا تھا.... نمائش و نمود کی ایک چیز بھی نہیں تھی.... پورے کمرے میں قالین بچھا ہوا تھا.... درمیان میں صوفے رکھے گئے تھے .... بیچ کی تپائی پر ایک خوبصورت ایش ٹرے تھا.... ایک جانب کارنر ٹیبل لگی ہوئی تھی جس پر ٹیلیفون اور ایک خوبصورت سگریٹ کیس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ دیواریں بھی آرائشی چیزوں سے بے نیاز تھیں۔ بس ایک جانب وال کلاک لگا ہوا تھا۔

ذرا دیر بعد قدموں کی آہٹ سنائی دی اور عمران اپنے مخصوص اسٹائل میں پلکیں جھپکاتا ہوا دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

اندر آنے والا چند سیکنڈ کے لئے دروازے ہی میں رک گیا تھا عمران نے اندازہ لگایا کہ وہی پروفیسر گربیر ہے.... اس کے حلیے اور عمر سے یہی ظاہر ہو رہا تھا.... عمران نے اس کے چہرے پر اضطرابی کیفیت کو نمایاں طور پر محسوس کیا۔

"میں پروفیسر گربیر ہوں۔" وہ دروازے ہی میں کھڑے کھڑے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں پرنس آف ڈھمپ ہوں۔" عمران نے کہا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ جرمنی کے لوگ دروازے پر کھڑے ہو کر باتیں نہیں کرتے۔"

"اوہ۔" پروفیسر چونک سا پڑا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس کو احساس

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہی نہ ہو کہ وہ کہاں کھڑا ہوا تھا.... وہ جلدی سے آگے بڑھتا چلا آیا اور بولا۔ "تشریف رکھئے.... تشریف رکھئے.... معاف کیجئے گا.... میں کچھ پریشان ہوں۔"

"اللہ ترقی دے۔ میں کوئی جلنے والوں میں سے تھوڑی ہوں۔"

"کیا مطلب۔" پروفیسر چونک کر اسے گھورنے لگا۔

"مطلب یہ کہ.... جی ہاں...." عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "تشریف رکھئے.... دراصل جلنا بھننا صحت کے لئے بے حد مفید ہے اور میں چونکہ پہلوان نہیں ہوں اس لئے صحت کا خیال نہیں رکھتا۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" پروفیسر نے منہ بنا کر کہا۔

"ارے آپ کیا۔" عمران سر جھٹک کر ہنس پڑا۔ "میرا مطلب تو دس سال کا بچہ بھی نہیں سمجھ سکتا۔"

پروفیسر اس کو اس انداز میں گھورنے لگا جیسے اس کی دماغی صحت پر شبہ کر رہا ہو۔

"خیر.... خیر...." عمران جلدی سے بولا۔ "میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ آپ کی ماہانہ آمدنی کتنی ہو گی.... اوہ.... آپ یہ نہ سمجھ بیٹھئے گا کہ میں کوئی انکم ٹیکس آفیسر ہوں.... جی نہیں.... میرے ساتھیوں کا خیال ہے کہ میں بس یونہی ہوں.... آپ کے پاس اس لئے آگیا تھا کہ دس ہزار روپیہ لے سکوں۔"

"کیا مطلب۔"

"مطلب یہ کہ...." عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "میرے باس نے پانچ ہزار روپیہ تو اس بات کا منظور کیا ہے کہ آپ کا کھیل کسی کے علم میں نہ آئے.... اب رہ گیا آپ کی شخصیت کا معاملہ تو اس کے دس ہزار الگ ملیں گے۔ جی ہاں آپ خود سوچئے.... اگر وہ خطوط پولیس کے علم میں آجائیں تو کیسی رہے۔"

"اوہ۔" پروفیسر اچھل پڑا۔ "تم وہی ہو۔"

"وہی۔" عمران نے پلکیں جھپکائیں۔ "نہیں میں وہی نہیں ہوں۔ میں عمران ہوں۔ جی ہاں۔"

پروفیسر یک بیک بہت خوفزدہ نظر آنے لگا تھا لیکن عمران کو اس کے خوف پر زیادہ توجہ دینے کی مہلت نہیں ملی کیونکہ ایک گرجدار آواز کمرے

"ہاں آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "پریشان ہونے سے معدہ چوپٹ ہو جاتا ہے اور...."

"چپ رہو۔" جیکر غرایا۔

"بولنے دو نا۔ تمہارے باپ کا کیا جاتا ہے۔" عمران نے کہا۔ "تمہاری زبان سے تو نہیں بول رہا ہوں جو برا مان رہے ہو۔"

"پروفیسر! آپ کیپٹن کو فون کر دیجئے۔"

"اوہ.... ہاں.... ٹھیک ہے۔" پروفیسر کارنر ٹیبل کی طرف جھپٹا۔

عمران نے اسے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھاتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ جیکر۔" پروفیسر بولا۔ "میرا دماغ اس وقت پراگندہ ہے.... مجھے

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کیپٹن کا فون نمبر یاد نہیں رہا۔"

جیگر نے فون نمبر بتائے اور عمران الوؤں کی طرح دیدے نچانے لگا کیونکہ وہ نمبر کیپٹن فیاض کے علاوہ کسی کے نہیں ہو سکتے تھے۔

"اب جیل کی آہنی سلاخیں تمہارا دماغ درست کر دیں گی۔" جیگر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں کر سکیں گی۔" عمران نے مغموم انداز میں سرہلا کر کہا۔ "میرے ڈیڈی بھی یہ حسرت اپنے دل میں لئے ایک دن قبر میں چلے جائیں گے۔"

جیگر اسے گھورتا رہا کچھ بولا نہیں۔

پروفیسر گربیر فون پر کہہ رہا تھا۔ "جلدی آجایئے کیپٹن.... وہ پراسرار میں گونجی تھی۔

"اب تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔"

عمران اچھل پڑا اور خوفزدہ نظروں سے ارنسٹ جیگر کی طرف دیکھنے لگا جو ریوالور لئے اندرونی دروازے میں کھڑا اسے کھاجانے والے انداز میں گھور رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔" جیگر پھر گرجا۔

"لاحول ولاقوت۔ یار تم تو گدھوں کی طرح چیختے ہو۔" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا لیکن ہاتھ اٹھا دیئے۔

"شٹ اپ۔"

"تم خود شٹ اپ۔" عمران نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ "اب ہاتھ تو اٹھا دیئے پھر بھی شٹ اپ کہتے ہو۔"

"جیگر.... جیگر"۔ پروفیسر مضطربانہ انداز میں بولا۔ "کیا یہ وہی ہو گا۔"

"میں وہی نہیں ہوں۔" عمران غصیلی آواز میں بولا۔

"جی ہاں جناب۔ یہ اس کے علاوہ کون ہو سکتا ہے۔" جیگر نے پروفیسر کو جواب دیا لیکن اس کی بلی کی سی آنکھیں عمران ہی پر جمی ہوئی تھیں۔

"اوہ.... پھر اب کیا ہو گا.... اب کیا ہو گا جیگر۔" پروفیسر کی آواز کانپ رہی تھی۔

"آپ بالکل پریشان نہ ہوں جناب۔"

"ہاں آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "پریشان ہونے سے معدہ چوپٹ ہو جاتا ہے اور...."

"چپ رہو۔" جیگر غرایا۔

"بولنے دو نا۔ تمہارے باپ کا کیا جاتا ہے۔" عمران نے کہا۔ "تمہاری زبان سے تو نہیں بول رہا ہوں جو برا مان رہے ہو۔"

"پروفیسر! آپ کیپٹن کو فون کر دیجئے۔"

"اوہ.... ہاں.... ٹھیک ہے۔" پروفیسر کارنر ٹیبل کی طرف جھپٹا۔

عمران نے اسے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھاتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ جیگر۔" پروفیسر بولا۔ "میرا دماغ اس وقت پراگندہ ہے.... مجھے

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کیپٹن کا فون نمبر یاد نہیں رہا۔"

جیگر نے فون نمبر بتائے اور عمران الوؤں کی طرح دیدے نچانے لگا کیونکہ وہ نمبر کیپٹن فیاض کے علاوہ کسی کے نہیں ہو سکتے تھے۔

"اب جیل کی آہنی سلاخیں تمہارا دماغ درست کر دیں گی۔" جیگر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں کر سکیں گی۔" عمران نے مغموم انداز میں سرہلا کر کہا۔ "میرے ڈیڈی بھی یہ حسرت اپنے دل میں لئے ایک دن قبر میں چلے جائیں گے۔"

جیگر اسے گھورتا رہا کچھ بولا نہیں۔

پروفیسر گریبر فون پر کہہ رہا تھا۔ "جلدی آجائیے کیپٹن.... وہ پراسرار آدمی اس وقت یہیں موجود ہے۔ جیگر نے اسے ریوالور کی زد میں لے رکھا ہے۔ جی ہاں.... جلدی آیئے.... ایک منٹ کی بھی دیر نہ کیجئے.... کیا.... پولیس فورس.... اس کی کیا ضرورت ہے۔ فی الحال تو آپ جلدی سے اکیلے ہی آجائیے.... وہ..... جی ہاں وہ اکیلا ہی ہے.... شکریہ۔"

پروفیسر گریبر نے ریسیور رکھ کر جیگر سے کہا۔ "وہ آرہا ہے۔"

عمران اب سر جھکائے کھڑا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ تو ایک نیا ہی گل کھلا۔ آخر ان باتوں سے کیا نتیجہ اخذ کیا جائے۔

"کیا سوچ رہے ہو اب۔" جیگر نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یقین کرو کہ اب یہاں سے بھاگنے کی کوشش کامیاب نہ ہو سکے گی۔ میرا

نشانہ بے خطا ہے۔"

"میرا نشانہ تم سے زیادہ بے خطا ہے۔ دل چاہے تو مقابلہ کر لو۔"

عمران نے اسے للکارا۔ "کیا میں اپنا ریوالور نکالوں۔"

"بکواس۔" جیگر کا منہ بن گیا۔ "کیا تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو۔"

عمران نے بڑی سادگی سے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر بولا۔

"تم چغد ہو۔"

"میں تمہیں گولی مار دوں گا۔" جیگر غصیلی آواز میں بولا۔

"نہیں نہیں"۔ پروفیسر جلدی سے بولا۔ "اس کو زندہ گرفتار ہونا چاہئے جیگر.... اس کی موت ہمارے لئے سود مند ثابت نہ ہو سکے گی۔"

عمران نے مغموم انداز میں اس کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا.... وہ درحقیقت اس وقت بولنے کے موڈ میں نہیں تھا.... اس کا ذہن اس وقت بڑی تیزی سے صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا.... اگر وہ بھاگنا چاہتا تو جیگر کے فرشتے بھی اسے نہیں روک سکتے تھے۔ لیکن وہ تو ابھی وہاں رکنا ہی چاہتا تھا.... فیاض کی آمد پر معاملات صاف ہو سکتے تھے۔

دس منٹ گزرے ہوں گے کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی.... پھر بیرونی دروازہ کھلا.... فیاض بڑی تیزی سے اندر آیا تھا لیکن عمران پر نظر پڑتے ہی وہ ایک جھٹکے سے رک گیا.... ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کسی دیوار سے ٹکرا گیا ہو۔

"اسے پکڑو کیپٹن۔" جیگر بولا۔ "یہی ہے وہ پراسرار آدمی۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

فیاض کا منہ حیرت سے کھل گیا اور عمران کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ ناچنے لگی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے یہ مسکراہٹ تشویش آمیز کھنچاؤ میں تبدیل ہوتی چلی گئی کیونکہ اب فیاض کے چہرے کے تاثرات بھی بدل گئے تھے۔ حیرت کی جگہ غصے نے لے لی تھی اور پروفیسر گربیر اسے بتا رہا تھا کہ عمران نے اس سے کس قسم کی باتیں کی تھیں عمران خاموش کھڑا رہا... اس کا خیال تھا کہ جواب میں فیاض کچھ نہ کچھ ضرور کہے گا۔ ممکن ہے پروفیسر سے ایک آدھ سوال بھی کرے۔ اس طرح یہ بات سمجھ میں آسکتی تھی کہ فیاض سے پروفیسر کا کیا تعلق ہے۔ لیکن پروفیسر کی باتیں سننے کے بعد فیاض کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا اور پھر ہتھکڑیوں کے جوڑے کی کھڑکھڑاہٹ صاف سنائی دی۔

عمران احمقوں کی طرح پلکیں جھپکانے لگا... اس کے لئے فیاض کے سنگین ارادے کو سمجھنا مشکل نہیں تھا کیونکہ اس نے آج ہی اپنے فلیٹ پر فیاض کی سخت توہین کی تھی۔ کم ازکم فیاض نے اسے اپنی توہین ہی سمجھا ہو گا... اگر اس کا بس چلتا تو وہ اس وقت عمران کا گلا گھونٹ دیتا... اس وقت تو وہ بے بس تھا لیکن اس وقت۔ پروفیسر گربیر اور جیگر کے بیان کی موجودگی میں اس کے لئے قطعی مشکل نہ تھا کہ وہ عمران کے ہتھکڑیاں لگا دیتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعد میں عمران عدالت سے باعزت طور پر بری ہو جاتا اور پھر پروفیسر گربیر پر ہتک عزت کا دعویٰ بھی کر سکتا تھا لیکن فی الحال تو فیاض کی یہ پیشین گوئی کرسی نشیں ہو جاتی کہ وہ ایک نہ ایک دن عمران کے

ہتھکڑیاں لگا دے گا۔

"کیا ارادے ہیں سوپر فیاض"۔ عمران مضحکہ انداز میں بولا۔

اس انداز پر فیاض نے جھلا کر اپنی جیب سے ہتھکڑیاں نکال ہی لیں اور آگے بڑھا۔

"خبردار ہوشیار۔" عمران نے ہانک لگائی۔

"تم اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرو گے۔" جیگر نے اسے للکارا۔

"تمہاری تو ویسی کی جیسی۔" عمران اردو میں بڑبڑاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف کھسکا لیکن اس کی نظریں جیگر کے ریوالور ہی پر تھیں۔

"رک جاؤ۔ میں گولی مار دوں گا۔" جیگر چیخا۔

لیکن عمران رکنے کا خیال کر کے حرکت میں نہیں آیا تھا۔

"ٹھہرو۔" فیاض نے جیگر کی طرف دیکھتے ہوئے مضطربانہ انداز میں کہا۔

شاید وہ جیگر کو فائر کرنے سے باز رکھنا چاہتا تھا لیکن اسی وقت جیگر نے فائر کر دیا... عمران کی ٹانگ کا نشانہ لیا گیا تھا لیکن گولی نے فرش کوادھیڑ ڈالا... عمران تو سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرنے کے لئے پہلے ہی سے تیار تھا... ایک چھلانگ لگا کر وہ گولی سے بچا اور دوسری جست پر دروازے کے باہر۔

"رک جاؤ... ٹھہرو۔" فیاض چیختا ہوا اس کے پیچھے دوڑا۔ لیکن عمران اب کہاں رکنے والا تھا۔

جیگر اور پروفیسر بھی دوڑے لیکن عمران تو چھلاوہ تھا... وہ اس کی گرد

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کو بھی نہیں پا سکتے تھے.... جب وہ برآمدے میں پہنچے تو عمران کی کار فراٹے بھرتی ہوئی پھاٹک سے نکل رہی تھی۔

○☆○

عمران سیدھا اپنے گھر پہنچا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ فیاض کا انتظار کرنے لگا.... اسے یقین تھا کہ فیاض اب دوڑا ہوا یہاں پہنچے گا۔

خیال ٹھیک ہی ثابت ہوا۔ صرف آدھے گھنٹے بعد فیاض اس کے فلیٹ میں تھا اور اس کی خونخوار نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"تشریف رکھئے نا کپتان صاحب۔" عمران چہکا۔ "آپ چائے پئیں گے یا ٹھنڈا۔"

"میں تمہارا خون پیوں گا۔" فیاض غراتا ہوا ایک جھٹکے سے بیٹھ گیا۔

"میرے خون میں حماقت کے جراثیم پائے جاتے ہیں تم بھی میری طرح احمق ہو کر رہ جاؤ گے۔"

"دیکھو۔" فیاض انگلی اٹھا کر بولا۔ "یہ مت سمجھو کہ میں اب تمہارے ہتھکڑیاں نہیں لگا سکتا.... اگر میں چاہتا تو ارنسٹ جیگر اور پروفیسر گربیر کو یہاں بھی لا سکتا تھا لیکن مجھے رحمان صاحب کا خیال کرنا پڑ جاتا ہے۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"نہ کیا کرو سوپر فیاض۔" عمران کھکھیایا۔ "اسی طرح آخرت میں تمہارا بھلا ہو گا ورنہ منہ کالا ہو گا اور پھر تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ دوسری دنیا میں اسمکس بلیک مارکیٹ سے بھی نہیں ملتی۔"

فیاض اسے گھورتا رہا اور عمران نے ہانک لگائی۔

"سلیمان.... صاحب کے لئے چائے۔"

"نہیں آج کل چائے کی پتی مہنگی ہے۔" فیاض نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ تو صرف صبح کو تھی۔" عمران مسکرایا۔ "مجھے ابھی ابھی پتہ چلا ہے کہ دام گر گئے ہیں۔"

"دیکھو عمران سچ کہتا ہوں تم کسی دن ایسے پھنسو گے کہ شاید رحمان صاحب بھی تمہارے لئے کچھ نہ کر سکیں گے۔"

"میں کیا کروں سوپر فیاض۔" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "بعض اوقات میری کھوپڑی الٹ جاتی ہے۔"

"تم پروفیسر گربیر کے پاس کیوں گئے تھے؟" فیاض اسے گھورتے ہوا بولا مگر لہجے کی سختی کم ہو چکی تھی۔

"پہلے تم مجھے بتاؤ کہ پروفیسر گربیر سے تمہارا کیا تعلق ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں نہیں بتاؤں گا۔" فیاض نے منہ بنا کر کہا۔ "صبح میں تمہارے پاس یہی سب کچھ بتانے کے لئے آیا تھا لیکن تم نے نہیں سنا۔"

"اوہ۔" عمران نے پلکیں جھپکائیں اور پھر طویل سانس لے کر بولا۔

"یار کیا کروں۔ وہ مجھے بروکھلوے کو جانا تھا۔"

"اب زیادہ اڑنے کی کوشش نہ کرو۔"

"میں کم اڑنے کی کوشش بھی نہیں کرتا ہوں سوپر فیاض.... کیا تم مجھے پرندہ سمجھتے ہو جو....."

"فضول باتیں نہیں۔" فیاض نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "تم مجھے سنجیدگی سے بتاؤ کہ پروفیسر کے پاس کیوں گئے تھے اور اس سے اس قسم کی باتیں کیوں کی تھیں۔"

"تمہارے ہی سلسلے میں گیا تھا۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"کیا مطلب۔"

"کیا تم صبح میرے پاس اس لئے نہیں آئے تھے کہ مجھ سے اس معاملے میں مدد لے سکو۔" عمران نے اندھیرے میں تیر پھینکا ورنہ اس کے فرشتے بھی کسی ایسے "معاملے" سے واقف نہ تھے جن کا تعلق فیاض اور پروفیسر سے تھا۔

"تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟" فیاض نے حیرت سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ بات کسی چوتھے آدمی کو نہیں معلوم ہو سکتی۔"

"پانچویں آدمی کو بھی معلوم ہو سکتی ہے پیارے فیاض۔ لہٰذا تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن پھر بھی تمہاری زبانی سننا پسند کروں گا۔"

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"اور خود تم مجھے کچھ نہیں بتاؤ گے۔"

"ضرور بتاؤں گا لیکن ابھی نہیں.... تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں پہلے سے کچھ نہیں بتاتا۔"

"ہوں۔" فیاض اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"سلیمان.... چائے۔" عمران نے پھر ہانک لگائی۔

"لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مجھ سے سب کچھ معلوم کرنے کے بعد تم مجھے ہری جھنڈی نہیں دکھاؤ گے۔"

"اس جملے کا کیا مطلب ہوا سوپر فیاض۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"مطلب یہ کہ.... ہو سکتا ہے تم کسی دوسرے کے لئے کام کر رہے ہو۔"

"میں ہمیشہ اپنے لئے کام کرنے کا عادی ہوں.... ہاں تو اب جلدی سے شروع ہو جاؤ.... تم پروفیسر گربیر کو کب سے جانتے ہو۔"

"نام تو پہلے بھی سنا تھا لیکن ملاقات ڈیڑھ ماہ پہلے ہوئی تھی۔"

"کیا خود اس نے تم سے رابطہ قائم کیا تھا؟"

"نہیں.... اس کے سیکرٹری نے.... ہم دونوں ایک دوسرے کو تین چار سال سے جانتے ہیں۔"

"تمہاری یادداشت خراب ہو گئی ہے۔" عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ہم دونوں تو ایک دوسرے کو بہت طویل عرصے سے جانتے ہیں۔"

"میں ارنسٹ جیگر کی اور اپنی بات کر رہا ہوں۔" فیاض جھلا گیا۔

"لیکن تم نے ہم دونوں کہا تھا.... یار ٹھیک سے بولا کرو اردو۔ کچھ کا کچھ مطلب سمجھ میں آتا ہے۔"

فیاض اسے گھورنے لگا.... اتنے میں سلیمان چائے کی ٹرے لئے ہوئے کمرے میں آیا اور ٹرے تپائی پر رکھ کر چلا گیا۔

عمران ٹرے اپنی طرف کھسکا کر بولا۔ "بیان جاری ہے۔"

فیاض چند لمحے خاموش رہا اور پھر جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر بولا۔ "یہ اب سے ڈیڑھ ماہ پہلے کی بات ہے.... پروفیسر گربیر اپنی خواب گاہ میں سو رہا تھا.... کوئی دو بجے رات کو اس کی آنکھ کھل گئی.... ایسا خودبخود نہیں ہوا تھا بلکہ اسے جگایا گیا تھا جگانے والا ایک سیاہ پوش تھا.... سر سے پیر تک سیاہ لباس میں.... چہرہ بھی نقاب میں چھپا ہوا تھا....

"یار منظر نگاری رہنے دو۔" عمران نے منہ بنا کر کہا۔ "میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔"

"مختصراً" یوں سمجھ لو کہ اس سیاہ پوش نے ریوالور کے زور پر پروفیسر گربیر سے چند کاغذات پر دستخط لئے تھے اور...."

"وہ کاغذات کیسے تھے؟" عمران پوچھ بیٹھا۔

"سادے.... بالکل سادے.... ایک لفظ بھی تحریر نہیں تھا ان کاغذوں پر۔"

"ہوں.... آگے چلو۔"

"سیاہ پوش نے ان کاغذوں پر دستخط لینے کے بعد پروفیسر کو کلوروفام

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

سنگھا کر بے ہوش کر دیا تھا.... جب پروفیسر کو ہوش آیا تو صبح ہو چکی تھی اور....

"طیور نغمہ سرائی کر رہے تھے' ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی' سورج کی کرنیں ایک گدھے کے اوپر پڑ رہی تھیں۔" عمران کہتا چلا گیا اور پھر جھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "یار کتنی بار کہوں کہ منظر نگاری سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔"

"ارے تو اب کیا واقعات بھی نہ بتاؤں۔" فیاض بھی جھلا گیا۔

"بتاؤ.... بھئی بتاؤ" عمران نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔

فیاض چند لمحے اسے گھورتا رہا۔ پھر سگریٹ جلائی.... ایک گہرا کش لیا اور پھر بولا۔

"پروفیسر کو اپنے سیکرٹری ارنسٹ جیکر پر بہت زیادہ اعتماد ہے.... اس نے جیکر کو یہ واقعہ بتا کر مشورہ طلب کیا تو جیکر نے یہ تجویز پیش کی کہ اس سلسلے میں محکمہ سراغرسانی کے کسی فرد سے رابطہ قائم کیا جائے۔"

"لہٰذا تم پر تان ٹوٹی۔"

"ہاں.... ارنسٹ جیکر مجھے تین سال سے جانتا ہے۔ وہی میرے پاس آیا تھا۔ پھر وہ مجھے پروفیسر کے پاس لے گیا.... جبھی سے میں اس سیاہ پوش کا پتہ لگانے کی فکر میں ہوں۔"

"کیا پروفیسر نے اس واقعے کی باقاعدہ رپورٹ نہیں کی؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

"اس طرح اس معاملے کی پبلسٹی ہو جاتی اور پروفیسر یہ نہیں چاہتا تھا کیونکہ...." فیاض کہتے کہتے رک گیا اور قدرے توقف سے بولا۔ "میں تمہیں یہ بتانا بھول گیا کہ اس نامعلوم سیاہ پوش کے پاس ایک ایسی چیز ہے جس کے بل بوتے پر وہ پروفیسر کو بلیک میل کر سکتا ہے۔ اس نے کاغذات پر دستخط لینے کے بعد پروفیسر کو دھمکی دی تھی اگر پروفیسر نے پولیس سے رابطہ قائم کیا تو وہ اس کا راز طشت از بام کر دے گا۔"

"آہم...." عمران نے طویل سانس لی.... تو یہاں بھی بلیک میلنگ کی کہانی موجود تھی۔

عمران نے چائے کی ایک پیالی فیاض کی طرف بڑھائی اور دوسری اپنے ہاتھ میں سنبھال کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔

فیاض غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"سیاہ پوش کو ایسی کیا بات معلوم ہے جس کی وجہ سے پروفیسر کو بلیک میل...."

"وہ مجھے پروفیسر نے نہیں بتائی۔" فیاض عمران کی بات کاٹ کر بولا۔ اس نے بس اتنا کہا تھا کہ جوانی کے ایام میں اس سے کوئی اخلاقی جرم سرزد ہوا تھا لیکن تم پروفیسر کے پاس کیوں گئے تھے۔"

"کیا پروفیسر یہ سمجھا تھا کہ میں ہی وہ پراسرار سیاہ پوش ہوں۔" عمران نے فیاض کی بات کا جواب دیئے بغیر سوال داغ دیا۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"ہاں۔ پروفیسر یہی سمجھا تھا۔"

"مگر کیوں؟"

"کیا تم نے اس سے دس ہزار کا مطالبہ نہیں کیا تھا؟"

"ہوں۔" عمران کچھ سوچنے لگا اور پھر چائے کا گھونٹ لے کر بولا۔

"تم نے ان دونوں کو اس وقت میرے بارے میں کیا بتایا تھا؟"

"کچھ بھی نہیں.... بس اتنا کہا تھا کہ میں تمہیں جانتا ہوں اور بہت جلد گرفتار کرلوں گا۔"

"پھر کیا ارادہ ہے اب۔" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا مطلب؟"

"گرفتار نہیں کرو گے؟"

"بکو مت اب۔"

"اچھا سوپر فیاض۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں دیکھوں گا کہ تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

"لیکن ابھی کچھ بتاؤ گے نہیں۔ کیوں؟"

"تم خود ہی سمجھ دار ہو.... اللہ نظر بد سے بچائے.... لیکن اب پروفیسر یا جیگر سے میرے بارے میں کیا کہو گے؟"

"جو حقیقت ہے۔"

"نہیں پیارے.... اتنے زیادہ مسلمان نہ بنو۔ تم ان سے صرف اتنا کہو گے کہ مجھے گرفتار کرنے کے لئے تم موقع کی تلاش میں ہو.... میرے بارے

میں تم ان سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ میں روپے کی خاطر ہر ایک کے لئے ہر قسم کا کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہوں۔"

"کیوں؟" فیاض نے پلکیں جھپکائیں۔ "یہ تم کیوں چاہتے ہو؟"

"ارے ہاں۔" عمران نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔ "تم آج صبح میرے پاس کیوں آئے تھے؟"

"بتا تو چکا ہوں۔" فیاض نے منہ بنا کر بولا۔ "میں اب تک اس بلیک میلر کا پتہ نہیں لگا سکا تھا اس لئے چاہتا تھا کہ تم میری کچھ مدد کرو۔"

"پروفیسر کا کیا خیال ہے.... وہ بلیک میلر اس کے دستخطوں کو کس سلسلے میں استعمال کرے گا؟"

"ظاہر ہے کہ ان کا استعمال ایسا ہی ہو گا جس سے پروفیسر گربیر کو کسی قسم کا نقصان پہنچ سکے۔"

"وہ نقصان کس قسم کا ہو گا؟"

"پروفیسر اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکا۔"

"ہوں۔" عمران چائے پی چکا تھا.... وہ کچھ سوچتا ہوا تپائی پر طبلہ بجانے لگا۔

"شاید اب تم مجھے ٹالنا چاہتے ہو۔" فیاض بولا۔

"آں.... آں۔" عمران نے چونک کر کہا اور پھر جھینپتے ہوئے انداز میں بولا۔ "یار کیا بتاؤں فیاض.... اب تو تم مجھ سے بھی زیادہ عقلمند ہو گئے ہو۔"

فیاض کا منہ بن گیا لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

دوسرے دن عمران کو اطلاع ملی کہ ضیغم گرینڈ ٹیلرز میں گیا تھا.... وہاں سے اس نے ایک سوٹ لیا اور اب واپس بمبینو ہوٹل پہنچ چکا ہے۔

اس اطلاع کے صرف تین منٹ بعد ہی عمران کی کار آندھی اور طوفان بنی ہوئی بمبینو ہوٹل کی طرف اڑی جارہی تھی.... اس نے اپنی ناک کے اوپر ایک پلاسٹک کی ناک چڑھالی تھی جس سے چہرے کے نقوش کافی حد تک بدل گئے تھے.... مصنوعی ناک کے ساتھ ہی گھنی مونچھیں بھی منسلک تھیں جو ہونٹوں پر چھا گئیں اور اب اسے بحیثیت عمران کے آسانی سے نہیں پہچانا جا سکتا تھا۔

عمران نے اپنی کار بمبینو ہوٹل کے عقبی دروازے پر روکی اور انجن بند کر کے ہوٹل کے زینوں پر چڑھتا چلا گیا.... ذرا ہی دیر بعد وہ ضیغم کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا.... اس نے دستک دی اور راہداری میں نظریں دوڑانے لگا۔

"کون ہے؟" کمرے کے اندر سے پوچھا گیا۔

"ذرا دروازہ کھولئے۔" عمران نے شائستہ لہجے میں کہا۔

قدموں کی آہٹ قریب آتی چلی گئی اور پھر دروازہ کھل گیا۔

یہ بھی شاہنواز کی عمر کا ایک قبول صورت نوجوان تھا۔

"فرمائیے۔" اس نے کہا۔

عمران اسے ایک طرف ہٹاتا ہوا تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔

"کیا مطلب.... آپ کون ہیں؟" ضیغم نے بگڑ کر کہا۔

"ڈی۔ ایل۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

ضیغم کے چہرے کا رنگ بدل گیا.... ایک لمحے کے لئے اس کا منہ کھلا اور پھر بند ہو گیا.... اب اس کے چہرے پر کسی قسم کے تاثرات نہیں تھے۔ وہ استفہامیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران نے محسوس کیا کہ "ڈی۔ایل" کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھ چکا ہے.... اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جلدی کیجئے مسٹر ضیغم.... باس کا حکم ہے کہ میں آپ کو یہاں سے نکال لے جاؤں.... آپ یہاں خطرے میں ہیں.... شاید چند منٹ میں یہاں پولیس پہنچ جائے۔"

"اوہ۔" ضیغم کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔

"جلدی کیجئے۔" عمران نے جھنجلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ "کھڑے میرا منہ کیا تک رہے ہیں.... وہ سوٹ بھی لے چلئے گا جو ابھی گرینڈ ٹیلرز سے لائے ہیں باقی سامان یہیں چھوڑ دیجئے۔"

"پولیس" کا نام سن کر ضیغم خائف بھی ہوا تھا اور بوکھلا بھی گیا تھا....

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

بہر حال وہ دونوں جلد ہی بمبینو ہوٹل سے روانہ ہو گئے.... عمران اس مرتبہ اپنی کار کو ایسے راستوں سے لے جا رہا تھا جو بارونق نہیں تھے.... ضیغم اس کے برابر میں بیٹھا ہوا تھا پیک کیا ہوا سوٹ اسی کی گود میں رکھا تھا۔

عمران نے کچھ سوچ کر پوچھا "وہ خط کہاں ہے۔ جو گرینڈ ٹیلرز کی رسید سے پہلے آپ کو ملا ہو گا"

"میرے پاس ہے۔" وہ اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا۔

"کیوں؟"

"مجھے دے دو۔"

ضیغم نے چوں وچرا کئے بغیر ایک لفافہ نکال کر عمران کو دے دیا یقیناً وہ عمران کو اس بلیک میلر کا آدمی سمجھ رہا ہو گا جس کے اشاروں پر اسے ناچنا پڑ رہا تھا۔

عمران نے وہ لفافہ لے کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ وہ اس بات کا اطمینان کر چکا تھا کہ اس کے تعاقب میں کوئی نہیں ہے.... بمبینو ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا تھا۔

چند منٹ بعد وہ ضیغم کو لے کر دانش منزل پہنچ گیا.... یہاں آتے ہی اس نے اپنی مصنوعی ناک الگ کر لی تھی.... ضیغم نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔

"انہیں بھی شاہنواز کے کمرے میں پہنچا دو۔" عمران نے اسد سے

کہا۔

"شاہنواز!" ضیغم نے حیرت سے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے کہا۔ "خطرے کے پیش نظر ان کو بھی لے آیا گیا تھا.... لایئے.... یہ سوٹ مجھے دے دیجئے۔"

اسد ضیغم کو لے کر چلا گیا اور عمران نے آپریشن روم کا رخ کیا.... یہاں اس وقت لیفٹیننٹ شہریار کی ڈیوٹی تھی....

"اخاہ.... عمران صاحب۔" وہ چھوٹتے ہی بولا۔

"پیارے بھائی مجھے فون کرنا ہے ایک۔"

"ضرور کیجئے۔" شہریار مسکرایا۔

عمران ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر جولیا کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہو جانے پر بولا۔

"جولیا۔ میں عمران...."

لیکن اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔

نہ جانے کیوں عمران اس وقت جھلا گیا.... اس نے تیزی سے دوبارہ نمبر ڈائل کئے.... دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔ کوئی آدھ منٹ بعد ریسیور اٹھایا گیا۔

"سنو۔" عمران غرایا۔ "اگر اب تم نے ریسیور رکھا تو میں تم سے بہت بری طرح پیش آؤں گا۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"مجھ پر دھونس مت جاؤ۔" جولیا کی آواز بھی غصیلی تھی۔

لیکن عمران نے اس کی بات پر دھیان دیے بغیر کہا۔ "تنویر کو دانش منزل بھیج دو.... میں دانش منزل ہی سے بول رہا ہوں۔ تنویر کو تاکید کر دینا کہ وہ میری ہدایات پر عمل کرے۔"

"میں ایکسٹو کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔"

"جولیا۔ کیوں شامت آئی ہے۔" عمران پھر غرایا۔ "میں نے ایکسٹو کو تھوڑی دیر قبل فون کیا تھا لیکن وہ شاید اپنے گھر پر نہیں ہے.... اگر تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا تو نتیجے کی خود ذمہ دار ہو گی.... تنویر کو پندرہ منٹ کے اندر اندر یہاں آجانا چاہئے۔"

پھر عمران نے جواب سنے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

شہریار اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا.... حیرت کی وجہ شاید یہ تھی کہ عمران اس وقت خلاف معمول سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"شکریہ دوست۔" عمران نے اس سے کہا اور آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

راہداری میں اسد سے مڈبھیڑ ہو گئی.... وہ ضیغم کو ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچانے کے بعد شاید عمران ہی کی تلاش میں ادھر آرہا تھا۔

"یہ کیا سلسلہ ہے عمران صاحب؟" وہ ہنستا ہوا بولا۔ "یہ آپ کس کس کو پکڑ کر لئے چلے آرہے ہیں؟"

"میں ساؤنڈ پروف کمرے میں جارہا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "ابھی

تنویر یہاں آئے گا.... اسے میرے پاس بھیج دینا.... اور ہاں.... میک اپ کرنے کا سامان بھی اسی کے ہاتھوں بھیج دینا۔"

عمران اس کے بولنے کا انتظار کئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا.... اسد وہیں کھڑا حیرت سے اپنی کھوپڑی سہلاتا رہ گیا تھا....

ساؤنڈ پروف کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے عمران نے ضیغم سے حاصل کردہ لفافہ اپنی جیب سے نکالا اور اس میں سے خط نکال کر ٹائپ کی ہوئی تحریر پڑھنے لگا۔

اسی نامعلوم بلیک میلر کا خط تھا.... اس کی ہدایت تھی کہ ضیغم وہی سوٹ پہن کر آج رات کو دس بجے ایوا ملک کے پاس جائے اور اس سے معلوم کرے کہ ملازمت کا بندوبست ہوا یا نہیں۔

عمران نے خط پڑھ کر جیب میں ڈال لیا اور ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

ضیغم اور شاہنواز چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیوں ضیغم؟" عمران مسکرا کر بولا۔ "غالباً" تم کو اپنے ساتھی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم لوگ کون ہیں۔"

ضیغم اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا اور شاہنواز بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اب اس قید سے رہائی نہیں ملے گی۔"

"نہیں دوست.... ایسی کوئی بات نہیں.... تم کو اس وقت بھی رہا کیا جا سکتا ہے لیکن اس طرح تم دشواریوں میں پڑ جاؤ گے.... دو ایک دن اور صبر

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کر لو.... اس کے بعد تمہیں آزادی مل جائے گی۔ ہاں ضیغم.... تو تم کو آج رات ایوا ملک کے پاس جانا ہے؟"

"ہاں۔"

"اس سے پہلے وہاں کتنی بار جا چکے ہو۔"

"صرف ایک مرتبہ۔"

عمران نے اس سے بہتیرے سوالات کئے لیکن کوئی نئی بات نہیں معلوم کر سکا.... یہ سب کچھ تو اسے شاہنواز سے معلوم ہو چکا تھا....

اتنی دیر میں تنویر بھی وہاں پہنچ گیا لیکن اس کا منہ پھولا ہوا تھا۔ منہ پھولنے کی بات بھی تھی کیونکہ وہ عمران کو سخت ناپسند کرتا تھا.... ظاہر ہے کہ جب اس کو عمران کی ہدایات پر عمل کرنے کا حکم ملا ہو گا تو اس کے تلووں سے لگی اور سر پر بجھی ہو گی۔

لیکن عمران بھی کیا کرتا.... وہ ضیغم کی جگہ اپنے کسی آدمی کو مقرر کرنا چاہتا تھا اور اس کے ماتحتوں میں تنویر واحد ہستی تھی جس کا ڈیل ڈول ضیغم سے قطعی مطابقت رکھتا تھا....

اگر عمران نے براہ راست اسے فون کیا ہوتا تو وہ عمران کی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوتا.... اسی لئے عمران کو جولیا کا سہارا لینا پڑا تھا....

دانش منزل سے وہ بحیثیت ایکسٹو فون نہیں کر سکتا تھا اس لئے اسے جولیا سے عمران ہی کی حیثیت سے گفتگو کرنا پڑی تھی....

"ادھر.... یہاں بیٹھو۔" عمران نے تنویر سے کہا اور وہ اپنا ہونٹ چباتا ہوا اس کرسی پر بیٹھ گیا جس کی طرف عمران نے اشارہ کیا تھا۔

عمران نے میک اپ کا سامان سنبھالا جو تنویر کے ساتھ تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ضیغم نے بڑی حیرت سے دیکھا کہ تنویر کا چہرہ اس سے مشابہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

عمران بڑی توجہ سے میک اپ کر رہا تھا.... اس کام میں اس نے ایک گھنٹہ صرف کیا.... اب تنویر مکمل طور پر ضیغم بن چکا تھا۔ عمران نے ایک نظر ضیغم پر ڈالی اور پھر تنقیدی نظروں سے تنویر کو دیکھنے لگا۔

شاہنواز اور ضیغم حیرت سے منہ پھاڑے بیٹھے تھے۔

عمران نے میک اپ کا سامان سمیٹ کر اس کے بکس میں رکھا اور اٹھتا ہوا بولا۔ "آؤ"۔

تنویر کھڑا ہو گیا.... اس وقت عمران نے اس سے ذرا بھی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تھی.... وہ اسے ڈرائنگ روم میں لایا اور تقریباً" دس منٹ تک اسے سمجھاتا رہا کہ اسے کیا کچھ کرنا ہے۔

دس منٹ بعد تنویر دانش منزل سے چلا گیا۔

شاید مجرم یا مجرموں کو پھانسنے کے لئے عمران کا پہلا قدم اٹھ چکا تھا۔

اب عمران نے اس سوٹ کی طرف توجہ دی جو اس نے ضیغم سے حاصل کیا تھا....

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

رات کو ٹھیک پونے دس بجے تنویر نے بمبینو ہوٹل چھوڑ دیا۔

دانش منزل سے وہ سیدھا یہیں آیا تھا۔ چند گھنٹے اس نے ضیغم کے کمرے میں گزارے.... اس کی چابی اسے عمران سے ملی تھی.... ساڑھے دس بجے اس نے ویٹر کو اپنے کمرے ہی میں طلب کر کے کھانا منگوایا تھا.... پھر کھانا کھا ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی تھی.... اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا اور ایک اجنبی کی شکل دکھائی دی تھی.... اجنبی نے ایک پیکٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

"اس میں ایک سوٹ ہے.... یہی پہن کر تم وہاں جاؤ گے۔ ٹھیک پونے دس بجے ہوٹل سے نکلنا.... جو ٹیکسی سامنے نظر آئے اسی میں بیٹھ جانا.... ٹھیک پونے دس بجے۔"

وہ آواز عمران کی تھی اور اسے سن کر تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا تھا....

بہرحال وہ ٹھیک پونے دس بجے ہوٹل سے نکلا تھا اور جو ٹیکسی سامنے کھڑی نظر آئی تھی سیدھا اسی کی طرف بڑھ گیا تھا.... ٹیکسی ڈرائیور نے اسے قریب آتے دیکھ کر جلدی سے عقبی نشست کا دروازہ کھول دیا۔

"فارن کالونی۔" تنویر ٹیکسی میں بیٹھتا ہوا بولا اور پھر دفعتاً چونک پڑا کیونکہ نشست کے پائیدان پر کوئی آدمی سکڑا سمٹا پڑا ہوا تھا۔

"خاموش۔" نیچے پڑے ہوئے آدمی نے سرگوشی کی۔ "میں عمران ہوں۔"

تنویر نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر پشتگاہ سے ٹیک لگا لی۔

ٹیکسی اب تیزی سے سڑک پر دوڑ رہی تھی.... عمران پائیدان سے اٹھ کر نشست پر بیٹھ گیا لیکن اس طرح کہ باہر سے کوئی اسے نہ دیکھ سکے۔

تنویر نے گھبرا کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف دیکھا شاید وہ سمجھا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور کو عمران کی موجودگی کا علم نہ ہو گا لیکن اب عمران کے نشست پر بیٹھ جانے کی وجہ سے وہ خبردار ہو جائے گا۔

"فکر مت کرو پیارے۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "ٹیکسی ڈرائیور کوئی خاندانی آدمی نہیں ہے۔"

ٹیکسی ڈرائیور مڑ کر دیکھے بغیر ہنستا ہوا بولا۔ "میں خاور ہوں' تنویر صاحب۔"

"ہوں۔" تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہیں میری ہدایات یاد ہیں۔" عمران بولا۔

"یاد ہیں۔" تنویر غرایا۔

"بمبینو میں تو کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا تھا؟"

"نہیں۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

پھر عمران چپ ہو گیا اور ٹیکسی دوڑتی رہی۔

فارن کالونی میں داخل ہوتے ہی عمران نشست سے اتر کر دوبارہ پائیدان کے ایک گوشے میں سمٹ گیا۔

ذرا ہی دیر بعد ٹیکسی ایک عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہونے لگی.... پھاٹک میں داخل ہوتے وقت اس کی رفتار بہت کم تھی.... روش کے دائیں جانب مالتی کی جھاڑیاں تھیں اور یہاں اندھیرا ہی تھا۔

تنویر نے عمران کی جانب کا دروازہ اسی وقت کھلتے دیکھ لیا تھا۔ ٹیکسی پھاٹک میں داخل ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" خاور آہستہ سے بولا۔

اور اسی وقت عمران نے مالتی کی جھاڑیوں میں چھلانگ لگا دی۔

"دروازہ بند کر لو تنویر۔" خاور نے جلدی سے کہا۔ "لیکن آواز نہ ہو۔"

تنویر نے آہستگی سے دروازہ بند کر لیا اور ٹیکسی کی رفتار کچھ بڑھ گئی۔

طویل روش کو طے کر کے ٹیکسی برآمدے کے سامنے جا رکی۔ تنویر دروازہ کھول کر نیچے اترا اور برآمدے کی طرف بڑھا وہاں ایک باوردی ملازم موجود تھا۔

"مادام ایوا ملک تشریف رکھتی ہیں؟" تنویر نے اسے سے پوچھا۔

"جی ہاں.... ادھر تشریف لائیے۔" ملازم نے ہاتھ سے ایک طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "انہوں نے مجھے ہدایت کی تھی کہ آپ کو ان کے پاس پہنچا دیا جائے.... آپ مسٹر ضیغم ہیں نا؟"

"ہاں۔" تنویر اس کے ساتھ چلتا ہوا بولا۔

ایک کمرے سے گزر کر انہیں ایک راہداری میں چلنا پڑا اور پھر ملازم ایک دروازے پر رک کر بولا۔

"آپ اندر تشریف لے جا سکتے ہیں۔"

تنویر نے ہینڈل کو گھماتے ہوئے دروازے کو دھکا دیا اور وہ کھلتا چلا گیا۔

ملازم کے قدموں کی آہٹ دور ہوتی چلی جا رہی تھی۔

تنویر کھانستا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور پھر اس نے دروازے کو اپنی پشت پر آہستگی سے بند کر دیا۔

یہاں چند کرسیوں کے علاوہ کسی قسم کا سامان نہیں تھا.... ایک عورت کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی.... تنویر کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی.... وہ ایک عجیب سے لباس میں تھی.... ایسا لباس جو عرب و مصر میں دیکھا جا سکتا تھا.... وہیں کی عورتوں کی طرح اس عورت نے بھی اپنے چہرے پر ایک کالی نقاب لگا رکھی تھی جس نے اس کی آنکھوں کے نیچے کا چہرہ چھپا لیا تھا۔ سر پر پڑے ہوئے کپڑے نے بال بھی ڈھک لئے تھے۔

عورت نے دوسرے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کمرے میں چلے جائیے۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

تنویر نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی اور کھانستا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھا۔

"آپ کا کوٹ؟" عورت جلدی سے بولی۔

"اوہ۔" تنویر گڑبڑا گیا۔ وہ بھول گیا تھا کہ اسے اپنا کوٹ یہیں اتار دینا ہے.... عمران نے اسے یہ بات بتا دی تھی لیکن اس وقت نہ جانے کیسے اس کے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی۔

تنویر نے اچٹتی سی نظر عورت پر ڈالی اور پھر اپنا کوٹ اتار کر کمرے میں لگی ہوئی ایک کھونٹی پر ڈال دیا.... اس کے بعد وہ پھر دروازے کی طرف بڑھا.... کھانستے ہوئے اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

ویسے اس کی یہ کھانسی قطعی مصنوعی تھی۔ وہ عمران کی ہدایت پر ایسا کر رہا تھا.... کھانسی کا مقصد اس فرق پر پردہ ڈالنا تھا جو اس کی اور ضیغم کی آوازوں میں تھا....

اس کمرے میں کوئی عورت نہیں دکھائی دی اور تنویر ایک صوفے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

کمرے کی ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اس سے ٹھنڈی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے آ رہے تھے۔

تنویر کو دس منٹ تک انتظار کرنا پڑا اور پھر کمرے کے بائیں جانب والے دروازے پر پڑے ہوئے پردے میں جنبش ہوئی۔

تنویر جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اندر آنے والی ایک عورت

ا.... اس نے سرخ اسکرٹ پہن رکھی تھی.... اس پر نظر پڑتے ہی تنویر کو
ا محسوس ہوا جیسے وہ اس کو کہیں دیکھ چکا ہو.... وہ نیلی نیلی آنکھیں اس
، تحت الشعور کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھیں اور پھر دفعتاً" اس کو یاد آ گیا۔
ا ہی آنکھیں تو اس عورت کی بھی تھیں جس نے بیرونی کمرے میں اس کا
ٹ اتروایا تھا۔

"بیٹھو۔" عورت نے ہاتھ کا اشارہ بھی کیا۔

تو یہ ہے ایوالملک۔ تنویر نے بیٹھتے ہوئے سوچا.... لیکن یہ کیا معمہ
۔ دو عورتوں کی یکساں آنکھیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسکا کوٹ اتروانے
ا بھی ایوالملک ہی رہی ہو.... لیکن اسے وہ روپ دھارنے کی کیا ضرورت
۔

"مجھے افسوس ہے۔" ایوالملک اس کے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میں
ا تک تمہاری ملازمت کے لئے کچھ بندوبست نہیں کر سکی۔

تنویر کھانس کر رہ گیا۔ یہ ہدایت بھی عمران ہی کی تھی کہ وہ ضرورت
ے ہی پر زبان ہلائے ورنہ خاموش رہے۔

"ایسا کرو۔" ایوالملک پھر بولی۔ "تم اگلے ہفتے کو پھر میرے پاس
.... میرا خیال ہے کہ اس وقت تک کچھ نہ کچھ بندوبست ضرور ہو جائے
"

"بہتر ہے۔" تنویر نے کھانس کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔" ایوالملک بولی۔

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

تنویر اٹھ کھڑا ہوا۔

ایوا ملک ٹیلیفون کا ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگی اور تنویر باہر نکل گیا.... اس کا کوٹ بدستور کھونٹی پر ٹنگا ہوا تھا مگر وہ عورت دکھائی نہ دی اور نہ جانے تنویر نے اپنے دل میں یقین کر لیا کہ وہ ایوا ملک ہی تھی۔

کھونٹی سے کوٹ اتار کر پہنتا ہوا وہ راہداری میں نکل آیا۔

ٹیکسی برآمدے کے سامنے اب بھی کھڑی ہوئی تھی۔

○☆○

عمران اس کمرے کی عقبی کھڑکی کے قریب دیوار سے چپکا ہوا اندر کی آوازیں سن رہا تھا۔

تنویر کے چلے جانے کے بعد ایوا کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو.... آپریٹر.... کنکٹ ٹو مسٹر ملک۔ مسز ملک اسپیکنگ۔ پھر چند لمحے کی خاموشی کے بعد ایوا کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ او.... ملک ڈارلنگ.... ا کو آج کل اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے آفس میں.... کیا.... بارہ بجے تک آؤ لے.... مائی گاڈ.... ایک ہفتے تک یہی ہوتا رہے گا۔ پھر تو مجھے خودکشی کر لینا ے گی.... واقعی.... مجھے تنہائی میں بڑی الجھن ہوتی ہے.... اچھا.... کوشش رنا کہ جلدی آجاؤ۔

کریڈل دبنے کی آواز سنائی دی اور پھر جوتوں کی کھٹ کھٹ اس کے ر ایسا معلوم ہوا جیسے دروازہ کھولا گیا ہو۔

عمران نے تھوڑا سا آگے سر بڑھا کر کمرے میں جھانکا۔

ایوا ملک دروازہ کھول کر دوسری طرف جھانک رہی تھی پھر اس نے وازہ بند کیا اور پلٹی۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

عمران نے جلدی سے اپنا سر پیچھے کر لیا۔ چند لمحے بعد چھ مرتبہ ڈا
گھومنے کی آواز آئی اور عمران دیوار سے چپکا کھڑا رہا۔

اس طرف گہری تاریکی تھی اس لئے اگر کوئی ادھر آ بھی نکلا تو چ
سے کسی طرف کھسک جانا عمران کے لئے مشکل نہ ہوتا.... ویسے ادھر ک
نے آنے کا امکان نہیں تھا.... یہاں آنے سے پہلے عمران نے یہ بات
معلوم کر لی تھی کہ یہاں کتے ہیں تو مگر انہیں بارہ بجے کے بعد کمپاؤنڈ
آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔

ایوا کی آواز پھر سنائی دینے لگی۔ ”جناب میں ایوا بول رہی ہوں۔
ضیغم ابھی آیا تھا.... میں نے اس کا کوٹ لے لیا ہے لیکن ابھی دیکھا نہیں۔
جی.... وہ سودا پرسوں رات کو ہو جائے گا.... میں نے آٹھ لاکھ کا مطالبہ
تھا لیکن وہ پانچ لاکھ پر راضی ہوا ہے میں پرسوں رات گیارہ بجے اس
پاس جاؤں گی.... ملک کو آج کل دفتر میں بہت کام ہے وہ ایک ہفتے تک
بجے سے پہلے گھر نہ آسکے گا۔ اس لئے مجھے کوئی دشواری بھی نہ ہو گی۔
جی.... جی ہاں۔ میں بہت محتاط ہوں جناب لیکن میرا ذاتی خیال ہے یہ ہے
وہ کوئی بلیک میلر ہی ہے۔ پولیس اتنا لمبا چکر نہیں چلاتی۔ پھر بھی آپ
ہدایت کے مطابق ہمیں محتاط تو رہنا ہی ہے.... جی ہاں اس بلیک میلر کا
چلنا بھی بہت ضروری ہے ورنہ وہ ہمارے لئے ایک مستقل خطرہ بن کر
جائے گا۔ میں ہر وقت سوچتی رہتی ہوں کہ اس کو کس طرح سامنے
جائے.... مجھے یقین ہے کہ شاہنواز اسی کے ہاتھ لگ گیا ہو گا.... جی....

ہاں.... جی ہاں.... بہتر ہے.... اچھی بات ہے.... جی ہاں.... بہتر یہی ہے کہ طریقہ کار بدل دیا جائے۔ پھر وہ بلیک میلر بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا اور ہمارا مشن بھی خطرے میں نہیں پڑے گا.... جی ہاں جناب۔ خطرات تو ہر صورت میں قائم رہیں گے لیکن مجھے ان خطرات کی پرواہ نہیں.... میرے سینے میں بھڑکنے والے انتقام کے شعلے ساری دنیا کے انسانوں کے خون ہی سے ٹھنڈے پڑ سکیں گے۔ کاش میں اور آپ اپنے مقصد میں ناکام نہ رہیں.... ہرگز نہیں جناب میں مایوس نہیں ہوں.... دن گزرنے کے ساتھ میرا جوش بڑھتا چلا جا رہا ہے.... اچھا.... بہتر ہے۔“

ریسور کریڈل پر رکھنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد قدموں کی آہٹ ہوئی.... دروازہ کھلا اور پھر بند ہو گیا۔

عمران نے چونک کر دیکھا۔ کمرہ خالی تھا۔ عمران چند لمحے وہیں کھڑا رہا اور پھر پلٹ کر چل دیا.... یہاں تک آنے میں اسے کوئی دشواری نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ توقع کر رہا تھا کہ واپسی میں بھی کوئی خطرہ پیش نہ آئے گا۔

تاریکی میں جھینگروں کی جھائیں جھائیں گونج رہی تھی اور عمران جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ رہا تھا۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

اگلے دن جولیا باورچی خانے میں دوپہر کے کھانے کے لئے آملیٹ تیار کر رہی تھی ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز سن کر اسے کمرے میں آنا پڑا۔

فون پر ایکسٹو پوچھ رہا تھا۔ "بمبینو کے مالک کی نگرانی کون کر رہا ہے؟"

"نن.... نگرانی۔"

"ہاں۔"

"کوئی بھی نہیں.... جناب۔" جولیا نے تھوک نگل کر کہا۔

"کیوں؟" ایکسٹو کی غراہٹ ایسی ہی تھی کہ جولیا کے اعصاب جھنجھنا گئے۔

"وہ..... جی.... وہ دراصل..... ۔"

"جلدی بکو۔"

"نعمانی کو تو آپ نے سزا دے دی تھی نا۔" جولیا نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"اور تم نے کسی دوسرے کو اس کی جگہ مقرر نہیں کیا تھا۔" ایکسٹو

کی غصیلی آواز سنائی دی۔ "کیوں۔"

"آپ نے.... اس کے بارے میں.... ہدایت نہیں دی تھی۔"

"ہوں.... اس کا مطلب ہے کہ تم زندگی بھر انگلی ہی پکڑ کر چلنا چاہتی ہو۔" ایکسٹو کی آواز آئی۔ "جولیا اپنے دماغ کو سوچنے کا عادی بناؤ ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گا۔"

"میں.... معافی چاہتی ہوں.... جناب۔" جولیا روہانسی ہو گئی۔

"کل بھی تم سے ایک زبردست غلطی ہونے والی تھی.... اگر وہ ہو جاتی تو شاید میں تمہیں ایک ماہ کے لئے قید تنہائی کی سزا دیتا.... بعض اوقات تم بالکل بچہ بن جاتی ہو۔"

"مم.... میں سمجھی نہیں جناب۔"

"کل عمران نے تم سے فون پر کہا تھا کہ تنویر کو دانش منزل بھیج دو لیکن تم نے انکار کیا تھا۔"

"مگر بعد میں تنویر کو بھیج دیا تھا۔"

"یہی تو کہہ رہا ہوں کہ تم سے غلطی ہوتے ہوتے رہ گئی.... تم لوگ عمران کو احمق سمجھتے ہو لیکن وہ تم سب سے زیادہ ذہین ہے۔"

"جی۔" جولیا کے ہونٹ کانپ رہے تھے۔

"نعمانی کا کیا رہا؟"

"میں نے اسے سزا سنا دی تھی.... اب وہ اپنے گھر میں مقید ہو چکا ہے۔"

Hameed@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"بمبینو کا مالک اس کی نظروں سے کیسے بچ نکلا تھا۔"

"نعمانی کا بیان ہے کہ وہ ہوٹل سے کچھ فاصلے پر بنی ہوئی ایک پبلک لیٹرین کی طرف گیا تھا.... مشکل سے پانچ منٹ کے لئے اپنی جگہ سے ہٹا ہو گا لیکن جب وہ واپس لوٹا تو بمبینو کا مالک کاؤنٹر پر نہیں تھا۔ میں آپ سے درخواست کروں گی جناب کہ نعمانی کی سزا میں کچھ تخفیف کر دیں۔"

"کیوں؟ نہیں یہ نہیں ہو سکتا.... ٹھہرو۔ شاید تم یہ سمجھ رہی ہو کہ نعمانی کو میں نے اس لئے سزا دی ہے کہ بمبینو کا مالک اس کی نظروں سے نکل گیا تھا.... ہرگز نہیں.... میں نے یہ سزا اس لئے نہیں دی۔ یہ تو کوئی خاص بات نہیں ہے.... اکثر اس قسم کی کوتاہی مجھ سے بھی سرزد ہوئی ہے نعمانی کی سزا کا سبب تو یہ ہے کہ اس نے اس بات کی اطلاع نہیں دی۔ مجھے اندھیرے میں رکھنا چاہا۔ خیر.... اب تم ایسا کرو کہ صدیقی کو بمبینو کے مالک کی نگرانی پر مقرر کر دو۔ خاص طور سے آج رات کو پونے بارہ بجے سے لے کر سوا بارہ بجے تک صدیقی کو بمبینو کے مالک کے اتنا قریب ہونا چاہئے کہ اگر بمبینو کے مالک کا کوئی فون آئے تو صدیقی اس کی باتیں سن سکے اور پھر ہوٹل سے باہر آ کر اپنی یادداشت کے سہارے وہ باتیں اپنے پاس نوٹ کر لے.... سمجھ گئیں۔"

"جی ہاں جناب۔"

"اور اب تم پنسل سنبھال لو۔ میں تمہیں ایک فون نمبر بتاتا ہوں۔"

"بتایئے میں تیار ہوں۔" جولیا نے میز پر پڑی ہوئی پنسل اور ایک

سادہ کاغذ اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔

ایکسٹو نے نمبر بتائے اور جولیا نے انہیں نوٹ کر لیا۔

ایکسٹو بولا۔ "رات کو ٹھیک پونے بارہ بجے تم ان نمبروں کو رنگ کروں گی.... دوسری طرف سے جو کوئی بھی بولے اس سے کہنا کہ تم ایوالملک سے گفتگو کرنا چاہتی ہو.... پھر جب فون پر ایوالملک آجائے تو تم قہقہے لگانا شروع کر دینا۔ کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں ہے.... بس قہقہے لگانا اور سلسلہ منقطع کر دینا۔"

"اس کا کیا مطلب ہوا جناب۔" جولیا حیرت سے پلکیں جھپکانے لگی۔

"مطلب سمجھنے کی تکلیف نہ کرو۔" ایکسٹو نے خشک لہجے میں کہا اور پھر بولا۔ "ٹھیک پونے بارہ بجے.... وقت میں فرق نہیں ہونا چاہئے اور یہ فون تم کسی پبلک فون بوتھ سے کرو گی۔"

"بہتر ہے۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن جولیا ریسیور کان سے لگائے کسی سوچ میں ڈوبی رہی.... کچھ دیر بعد چونکی اور کریڈل کو انگلیوں سے دبا کر صدیقی کے نمبر ڈائل کرنے لگی.... اسے ایکسٹو کا حکم پہنچانے کے بعد پھر باورچی خانے میں آئی.... آملیٹ تیار کرتے ہوئے بھی اس کے ذہن میں ایکسٹو کا وہ عجیب وغریب حکم چکرا رہا تھا جس کی تعمیل اسے رات کو پونے بارہ بجے کرنا تھی.... قہقہے لگانا تھے اور پھر سلسلہ منقطع کر دینا تھا.... آخر اس مرتبہ ایکسٹو کو ہو کیا گیا ہے.... عجیب عجیب طریقے اختیار کر رہا ہے.... پہلے

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

بمبینو ہوٹل میں ہنگامہ کروایا.... اس کے بعد گرینڈ ٹیلرز کی شامت آئی.... ان دونوں ہنگاموں کی نوعیت بھی عجیب تھی اور اب یہ تیسرا معاملہ! جولیا کی دانست میں یہ بات ان دونوں ہنگاموں سے بھی زیادہ عجیب تھی۔

ٹھیک پونے بارہ بجے فون کرنا ہے۔ جولیا نے سوچا.... اور اسی وقت وقت سے لے کر سوا بارہ بجے تک صدیقی کو بمبینو ہوٹل کے مالک کے قریب رہنا تھا.... تو کیا ان دونوں معاملات کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق ہے۔

کھانے کے دوران میں بھی جولیا کا ذہن انہیں باتوں میں الجھا رہا۔

تیسرے پہر کے قریب جولیا نے پھر ایکسٹو کا فون موصول کیا۔

"تم ابھی عمران کے پاس چلی جاؤ۔" وہ کہہ رہا تھا۔ "اس سے تمہیں دو تصویریں ملیں گی.... ان میں سے ایک تصویر چین کے سفیر کے خدمتگار کی ہے اور دوسری تصویر کا آدمی فرانسیسی سفیر کا ملازم ہے.... ان تصویروں کی پشت پر ان دونوں آدمیوں کے نام وغیرہ تحریر ہوں گے.... اپنے دو آدمیوں کو فرانسیسی اور چینی سفارت خانے پر مقرر کر دینا.... اگر وہ دونوں ملازمین باہر نکلیں تو ان کی نگرانی کی جائے۔"

"بہت بہتر جناب! لیکن اس کے لئے کس کس کو مقرر کیا جائے.... صرف خاور کے پاس کوئی کام نہیں ہے.... وہ بھی رات تک مصروف تھا.... چوہان کے ساتھ صفدر کی نگرانی پر مقرر تھا.... کل عمران ہی نے اسے اس ڈیوٹی سے ہٹا لیا۔ نعمانی قید میں ہے اور صدیقی کو میں نے بمبینو کے مالک کی

نگرانی پر مقرر کردیا ہے.... تنویر کو عمران نے...."

"ٹھیک ہے۔" ایکسٹو اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "تم اس کام کے لئے خاور اور اسد کو مقرر کر سکتی ہو۔"

"بہت بہتر۔ لیکن جناب۔" جولیا ہچکچاتی ہوئی بولی۔ "کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تصویریں لینے کے لئے میں خاور کو عمران کے پاس بھیج دوں۔"

"کیوں؟" تم کیوں نہیں جاسکتیں۔"

"جی.... وہ.... جا تو سکتی ہوں.... مگر...."

"اچھا خیر.... تم جسے چاہو بھیج دو۔"

"شکریہ جناب۔" جولیا نے طویل سانس لے کر کہا لیکن دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔

جولیا نے خاور کو فون کیا اور اس سے کہا کہ وہ عمران کے پاس جاکر تصویریں لے آئے۔

اور اب جولیا سوچ رہی تھی.... پہلے انڈونیشی سفیر کے ملازم سعید خان کے سلسلے میں تفتیش ہو رہی تھی.... اب چینی اور فرانسیسی سفیر کے ملازم بھی ٹپک پڑے۔ نہ جانے کیا سلسلہ ہے.... اب تک اس کیس کا سر پیر ہی نہیں سمجھ میں آیا۔

ایک گھنٹے بعد خاور تصویریں لے کر اس کے پاس پہنچ گیا اور اس وقت جولیا نے فون کر کے اسد کو بھی وہاں بلوالیا۔

دس پندرہ منٹ تک وہ تینوں ان حالات پر تبادلہ خیال کر کے وقت

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ضائع کرتے رہے اور پھر جولیا نے انہیں رخصت کر دیا۔ ان دونوں کو ایک ایک تصویر دے دی گئی تھی....

اسی رات کو بارہ بجنے میں بیس منٹ پر جولیا اپنے گھر سے نکلی اور پیدل چلتی ہوئی دوسری سڑک پر آئی.... یہاں ایک ٹیلیفون بوتھ تھا.... جولیا نے اس میں داخل ہو کر مشین میں سکہ ڈالا.... اس وقت پونے بارہ بجنے میں آدھا منٹ باقی تھا۔

ٹھیک پونے بارہ بجے دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی.... جولیا کو انتظار کرنا پڑا کیونکہ فوراً ہی ریسیور نہیں اٹھایا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے بھرائی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی.... آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ اس عورت نے سوتے سے جاگ کر ٹیلیفون ریسیو کیا ہے۔

"ایوا ملک پلیز۔" جولیا نے کہا۔

"میں بول رہی ہوں۔" آواز آئی۔ "کون ہے۔"

اور جواب میں جولیا نے ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"کیا بدتمیزی ہے۔ کون ہو تم؟" بگڑ کر کہا گیا۔

جولیا ہنسی اور پھر اس کی ہنسی بتدریج قہقہے میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔

"شٹ اپ.... یو فول۔"

جولیا کا قہقہہ اور تیز ہو گیا۔

"اے تم کون ہو؟"

لیکن جولیا نے جواب دیئے بغیر سلسلہ منقطع کیا اور بوتھ سے نکل آئی.... وہ اس وقت اپنے آپ کو اول درجے کی بے وقوف محسوس کر رہی تھی.... بعض اوقات ایکسٹو کے حکم پر عجیب عجیب کام کرنا پڑتے تھے.... بھلا کوئی تک بھی ہو.... بس قہقہے لگاؤ اور سلسلہ منقطع کر دو۔

جولیا سوچ میں ڈوبی اپنے گھر کی طرف بڑھتی رہی۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ناشتہ کرچکنے کے بعد عمران نے اونگھنا شروع کر دیا.... پتہ نہیں وہ عادتاً" اونگھ رہا تھا یا اسے سچ مچ نیند آرہی تھی.... دوسری بات کا امکان اس لئے تھا کہ اس کی پچھلی رات بڑی مصروفیت میں گزری تھی تین بجے کے قریب سونا نصیب ہوا تھا۔

دفعتاً" وہ اونگھتے اونگھتے چونک کراس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے کسی کی تلاش ہو۔ پھر وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔

"سلیمان۔"

"آیا صاحب۔" دوسرے کمرے سے سلیمان کی آواز آئی۔

عمران نے پھر اونگھنا شروع کردیا.... وہ اس وقت نشست کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔

"جی صاحب۔" سلیمان کی آواز سن کر وہ چونکا۔

"بیٹھ جا"۔ عمران نے اشارہ کیا۔

سلیمان پلکیں جھپکاتا ہوا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

عمران چند لمحے خلا میں گھورتا رہا اور پھر سلیمان کی آنکھوں میں دیکھتا

ہوا بولا۔ "تو نے کیٹس کو پڑھا ہے۔"

"جی ہاں صاحب۔" سلیمان نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا؟" عمران کی آنکھیں نکل پڑیں۔ "تو نے پڑھا ہے؟"

"جی ہاں صاحب۔" سلیمان کی سنجیدگی برقرار تھی۔ "لیکن آپ کیٹس غلط کہہ رہے ہیں.... یہ دراصل کیٹس ہے۔"

"اللہ رحم۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں کہہ کر اپنی کھوپڑی سہلانے لگا اور پھر آنکھیں نکال کر بولا۔ "ابے تو مجھ سے زیادہ قابل ہے؟"

"نہیں صاحب۔ میں آپ سے زیادہ قابل کیسے ہو سکتا ہوں۔ ابھی تو پہلی ہی کتاب پڑھ رہا ہوں۔"

"کیٹس کی؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

سلیمان نے اثبات میں سرہلایا اور بولا۔ "لیکن آپ پھر غلط بول گئے.... یہ کیٹس ہے.... کاف پر زبر.... میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کیونکہ یہ میں نے کل ہی پڑھا تھا.... کل کے سبق میں تین ہی لفظ تھے.... اے سے 'ایپل.... ایپل معنی سیب۔ اس کی جمع ہے ایپلز.... بی سے بیٹ' اس کا مطلب ہے بلا' اور جمع ہے بیٹس.... اور سی سے کیٹ' اس کا مطلب ہے بلی اور جمع ہے' کیٹس.... جی ہاں۔"

عمران احمقوں کی طرح منہ پھاڑے سلیمان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اچانک دانت پیستا ہوا بولا۔

"خدا تجھے غارت کرے سلیمان.... ابے کیٹس نام کا ایک شاعر گزرا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہے.... اس وقت اس کی جوان روح مرغ.... مرغ.... مرغ.... " عمران بڑبڑاتا ہوا اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔ پھر سلیمان سے بولا۔ "ابے کیا ہے وہ لفظ.... مجھے یاد نہیں رہا.... اس وقت اس کا ایک ہم قافیہ لفظ یاد آرہا ہے.... ہائیں.... وہ بھی دماغ سے نکل گیا.... ابے کیا ہے وہ.... جلدی بتا۔"

"کیا بتاؤں صاحب؟" سلیمان بیزاری سے بولا۔

"وہ جو لیلیٰ کا ہوتا تھا۔"

"لیلیٰ کا تو مجنوں ہوتا تھا۔"

"ہائیں تو کیا وہ مجنوں پر سواری گانٹھتی تھی"۔ عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"مجھے کیا معلوم۔" سلیمان جھلا گیا۔

"اچھا تو پھر مجھے ہی سوچنے دے۔" عمران بڑبڑانے لگا۔ "ڈھل ڈھل.... ہلچل.... نہیں.... مہمل.... مہمل.... اہا.... یاد آگیا" عمران اچھل پڑا۔ "اسے محمل کہتے ہیں.... محمل.... اور اس کا ہم قافیہ.... بسمل.... ہاں تو اس وقت کیٹس کی روح مرغ بسمل کی طرح تڑپ گئی ہوگی۔"

"تڑپ جانے دیجئے صاحب۔" سلیمان بولا۔ "وہ آپ کا رشتے دار تھوڑی ہوتا تھا۔"

"اوہ.... ہاں.... ٹھیک تو ہے.... لیکن پہلے کیوں نہیں بتایا تو نے۔" عمران غصیلی آواز میں بولا۔

"آپ نے پوچھا ہی کب تھا۔"

"ہائیں۔" تو کیا بغیر پوچھے کوئی بات نہیں بتائی جاتی.... ابے کسی دن کوئی اس گھر میں آگ لگا جائے اور میں سو رہا ہوں تو تو مجھے جگا کر بتائے گا نہیں کہ آگ لگ گئی ہے۔"

"بتاؤں گا صاحب۔"

"کیوں بتائے گا۔" عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔ "جب میں پوچھوں گا نہیں تو پھر تو کیسے بتائے گا۔"

"صاحب...."

سلیمان کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی اور عمران کو اس کی طرف متوجہ ہو جانا پڑا۔

فون کرنے والے محکمہ خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان تھے۔

"میں نے تمہیں رات کو کئی بار فون کیا لیکن تم نہیں ملے۔"

"جی ہاں میں گھر پر نہیں تھا۔ آج کل بے حد مصروف ہوں۔ فرمایئے۔"

"کل شام میں جن سفیروں سے ملا تھا ان میں سے بھی ایک کا ملازم انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی کی معرفت ملازمت میں آیا ہے لیکن اس کی تصویر حاصل نہیں ہو سکی۔"

"کس ملک کے سفیر کی بات ہے؟"

"برطانیہ کے۔"

"آپ نے ملازم کا نام اور حلیہ وغیرہ تو معلوم کر ہی لیا ہو گا۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"ہاں۔"

"ایک منٹ.... عمران نے کہا۔ جیب سے قلم اور نوٹ بک نکالی.... پھر بولا "ہاں اب بتائیے۔"

سر سلطان بتاتے رہے اور عمران نوٹ کرتا رہا۔ پھر سر سلطان خاموش ہو گئے اور عمران بولا۔

"شکریہ جناب.... لیکن اب کتنا کام باقی ہے۔"

"جتنے سفیر باقی رہ گئے ہیں ان سے میں آج مل لوں گا لیکن عمران تم نے مجھے اب تک نہیں بتایا کہ یہ کیا سلسلہ ہے؟"

"میں آپ کو بتا دیتا جناب لیکن موقع نہیں ملا.... کل جب آپ سے تصویریں لینے پہنچا تھا اس وقت بھی فرصت نہیں تھی.... خیر اب آپ آج نہ نکلے۔ رات تک اور رک جائیے۔ پھر پوری ہی رپورٹ لے لیجئے گا۔"

"کیا مطلب؟"

"جی ہاں.... میں آج رات کو ڈراپ سین کرنے والا ہوں.... اچھا.... ٹاٹا...."

عمران نے جلدی سے سلسلہ منقطع کر دیا.... اسے ڈر تھا کہ سر سلطان پھر کوئی سوال نہ کر بیٹھیں۔

سلیمان اس موقع سے فائدہ اٹھا کر کھسک چکا تھا لیکن عمران کو اس کا خیال بھی نہیں آیا.... خوابگاہ میں پہنچ کر اس نے پرائیویٹ فون پر جولیا کے نمبر ڈائل کیے۔

"ہیلو جولیا اسپیکنگ۔"

"ایکسٹو۔" عمران نے کہا۔

"گڈ مارننگ سر۔"

"مارننگ۔" عمران نے جواب دیا اور پھر بولا۔ "دیکھو جولیا.... اپنے تمام آدمیوں کو ہدایت کر دو کہ آج رات کو آٹھ بجے وہ اپنی اپنی ڈیوٹیز چھوڑ کر تمہارے یہاں جمع ہو جائیں اور میرے احکامات کا انتظار کریں۔ صفدر، عمران اور دانش منزل کے افراد اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ سمجھ گئیں۔"

"بالکل جناب۔"

"اور صفدر کو ہدایت کر دو کہ وہ آٹھ بجے کے بعد اپنے گھر سے باہر

"بہت بہتر۔" "تمہارے گھر پر جو لوگ جمع ہوں گے ان کے

اس ریوالور ضرور ہونا چاہئیں۔"

"کیا کوئی خاص مہم درپیش ہے جناب؟"

عمران نے جواب دیئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

○☆○

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سرشام ہی سے آسمان پر چکرا
نظر آنے لگے تھے.... پھر آہستہ آہستہ انہوں نے ایک دوسرے کے اتحا
سے اپنا حجم بڑھانا شروع کر دیا۔ نو بجتے بجتے سارا آسمان بادلوں سے ڈھک
اور پھر موسلادھار بارش ہونے لگی۔ بادل گرج رہے تھے اور بجلی چمک ر
تھی۔ سڑکیں ویران ہوتی چلی گئیں.... خدا خدا کر کے ساڑھے دس بجے
قریب بارش کا زور ٹوٹا لیکن سردی میں بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا اور ہوا کے
یخ جھونکوں میں ہڈیوں کا گودا تک ٹھٹھرا دینے کی قوت پیدا ہو گئی تھی۔ گیا
بجتے بجتے بارش کا رہا سہا دم خم بھی جاتا رہا.... اب بس ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی
تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دو ہی گھنٹے کی قیامت خیز بارش شہر کی تما
ساتھ بہا لے گئی ہے۔

ن بدستور بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور تاریک فضا کے سناٹے میں
ہاں گونج رہی تھیں۔
کے بڑے بڑے علاقوں میں تو ابھی زندگی کی تھوڑی سی رمق با
ریکسٹن اسٹریٹ پر ہو کا عالم طاری تھا.... بیشتر عمارتوں کی کھڑکیا

تاریک ہو چکی تھیں اور جو روشن تھیں وہ بھی اس قبرستانی ماحول اور بھیگے ہوئے شیشوں کے پس منظر میں اونگھتی ہوئی سی معلوم ہو رہی تھیں۔

سفید رنگ کی ایک بیوک طارق روڈ سے ایکسٹن اسٹریٹ میں داخل ہوئی اور کچھ دور چلنے کے بعد ایک عمارت کے سامنے رک گئی.... اس کا انجن بند کیا گیا ہیڈلائٹس بھی بجھا دی گئیں۔ پھر کسی نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر جھانکا.... مدھم سی سیٹی کی آواز کچھ دور تک پھیلی۔

پھر ایک طرف کے اندھیرے کا کچھ حصہ متحرک ہو گیا.... وہ حصہ حرکت کرتا ہوا کار کے قریب پہنچ گیا.... یہ کوئی آدمی تھا.... اس نے رین کوٹ کے کالر کھڑے کر رکھے تھے اور فلیٹ ہیٹ پیشانی پر جھکی ہوئی تھی۔

"کون؟"

"میں ہی ہوں جناب۔" کار سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

رین کوٹ والا طویل القامت آدمی گھوم کر گاڑی کے دوسری طرف آیا اور دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ کے برابر بیٹھ گیا۔

ہیڈ لائٹس روشن ہوئیں.... انجن پھر جاگ پڑا اور کار فراٹے بھرنے لگی.... کار کے اندر کی روشنی نہیں جلائی گئی تھی۔

"کیا بات ہے۔" رین کوٹ والے نے کہا۔ "تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا تھا۔"

"میں فون پر آپ کو تفصیل نہیں بتا سکتی تھی جناب۔"

"کیسی تفصیل؟"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"گرینڈ ٹیلرز کے دو آدمی پولیس سے مل گئے ہیں.... میں نے آج ان دونوں کو محکمہ سراغرسانی کے کیپٹن فیاض کے ساتھ دیکھا تھا.... یہ آج ساڑھے نو بجے کی بات ہے۔"

"اوہ" رین کوٹ والے کے لہجے میں تشویش تھی۔

"اب تو ہمیں اپنا طریقہ کار بدلنا ہی پڑے گا جناب.... اب تو ایک دن بھی اس طریقے سے کام کرنا مناسب نہیں ہو گا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن گرینڈ ٹیلرز کے ان دونوں آدمیوں سے ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"کچھ بھی نہیں جناب۔ وہ آپ کو نہیں پہچانتے"۔

"اور تم بھی وہاں بدلے ہوئے حلیے میں جاتی تھیں۔"

"جی ہاں.... طریقہ کار بدل دینے کے بعد ہم قطعی محفوظ ہوں گے۔"

"لیکن یہ باتیں تم ٹیلیفون پر بھی کہہ سکتی تھیں۔" جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا گیا۔ "مجھے بلانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میں نے آپ کو پرسوں رات کو فون پر بتایا تھا کہ آج رات سوال ہے۔"

"..... تو پھر۔"

"میں چاہتی ہوں کہ آپ بھی اس وقت میرے ساتھ رہیں۔"

"کیوں؟"

"مجھے آج ہی پتہ چلا ہے کہ وہ ایک گندی ذہنیت کا آدمی ہے ممکن

ہے مجھے اکیلا پا کر وہ دست درازی پر اتر آتا.... آج کی رات ویسے بھی کتنی خوفناک ہے۔ مجھے ڈر محسوس ہو رہا تھا.... آپ کا ساتھ رہے گا تو مجھے کوئی خطرہ نہ رہے گی ورنہ میں خوفزدہ رہتی۔"

"تو کیا مجھے وہیں لے جا رہی ہو۔"

"جی ہاں جناب۔"

"لیکن میرا کسی کے سامنے آنا کس حد تک مناسب ہو گا.... یہ اتنا لمبا چکر اسی لئے چلایا گیا تھا کہ مجھے کسی مرحلے پر بھی سامنے نہ آنا پڑے۔"

"اب بھی آپ کو سامنے نہیں آنا پڑے گا جناب۔"

"وہ کیسے؟"

"اس آدمی سے ملاقات کے وقت آپ کے چہرے پر نقاب ہو گی۔"

"اوہ۔" رین کوٹ والے کے منہ سے اتنا ہی نکلا تھا۔

پھر چند لمحے وہ دونوں خاموش رہے۔

پھوار اب بھی پڑ رہی تھی اور ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سڑکیں بھیگی ہوئی نظر آ رہی تھیں جہاں جہاں گڑھے پڑ گئے تھے وہاں پانی بھرا ہوا نظر آ رہا تھا.... سڑک کے دائیں بائیں فٹ پاتھ کے سہارے پانی کے بہنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"کتنی جلدی سردی بڑھی ہے۔" نسوانی آواز ابھری۔

"ہوں۔"

"یہاں سے واپسی پر کسی ہوٹل میں کافی پئیں گے۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"نہیں۔ میں کسی پبلک پلیس پر تمہارے ساتھ دیکھا جانا پسند نہیں کروں گا۔"

"اوہ.... جی ہاں.... آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں.... مجھے خیال ہی نہیں رہا.... اچھا لیجئے.... یہ نقاب.... میں اپنے ساتھ ہی لیتی آئی تھی کیونکہ آپ کے پاس تو اس کے ہونے کا سوال ہی نہیں تھا۔"

"ہوں۔" رین کوٹ والے نے اس کے ہاتھ سے نقاب لے لی۔

دفعتاً وہ عورت دھیرے سے ہنسی۔

"کیوں؟" رین کوٹ والا اسے اندھیرے میں گھورنے لگا۔

"اپنی احمقانہ بات پر ہنسی آ رہی ہے جناب۔"

"یعنی؟"

"ابھی میں نے آپ سے کہا تھا کہ ہوٹل میں بیٹھ کر کافی پئیں گے حالانکہ میں نے گاڑی کے اندر اسی لئے اندھیرا کر رکھا ہے کہ کوئی شناسا ہمیں ایک ساتھ نہ دیکھ سکے.... اسی لئے میں تاریک راستوں سے بھی گزر رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے یہ تم اچھا کر رہی ہو۔"

"لیکن اس طرح راستہ طویل ہو گیا ہے۔"

"ہم شروع ہی سے طویل راستے اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔" رین کوٹ والے نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "خطرات سے بچنے کے لئے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔"

"جی ہاں"۔

"لیکن...." رین کوٹ والا کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا جناب؟"

"اوہ.... کچھ نہیں.... چھوڑو.... تم مجھے بزدل سمجھو گی۔" رین کوٹ والا دھیرے سے مسکرایا۔

"کیوں جناب۔" لہجے میں تحیر تھا۔ "بزدل کیوں سمجھوں گی۔"

رین کوٹ والے نے ایک طویل سانس لی اور پھر کہا۔ "اس وقت میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی ہے تم جانتی ہی ہو کہ میں نے آج تک اس قسم کی کوئی مہم سر نہیں کی اس لئے ایسا ہونا ہی چاہئے تھا۔"

"جی ہاں جناب۔ یہ تو فطری امر ہے.... دل کی دھڑکنوں کی تیزی کو بزدلی کی علامت سمجھا تو جاتا ہے لیکن ہمیشہ نہیں.... بعض دوسرے معاملات میں بھی دل کی دھڑکنیں بڑھ جاتی ہیں۔"

"ہوں۔"

چند لمحے خاموشی رہی اور پھر رین کوٹ والے نے کہا۔ "تم نے اس نامعلوم بلیک میلر کے بارے میں کچھ سوچا۔"

"جی نہیں جناب میں نے اب تک کوئی تدبیر نہیں سوچی.... بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ سوچ ہی نہیں سکی.... حالانکہ ہر وقت اسی کے بارے میں غور کرتی رہتی ہوں۔"

"اور میرا دماغ بھی اس کے سلسلے میں بے بس ہو کر رہ گیا ہے۔ سمجھ

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

میں نہیں آتا کیا کیا جائے.... روپے کی وصولیابی کے بعد اس نے دوبارہ فون بھی تو نہیں کیا۔“

”میرا خیال ہے کہ ایک ہفتہ گزار لینے کے بعد فون کرے گا۔“

”میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے ہی اس کے لئے کچھ سوچ لیا جائے تو اچھا ہے۔“

”جی ہاں جناب.... جلد از جلد کچھ ہونا چاہئے۔“

”مجھے یہ شبہ بھی ہو رہا ہے کہ وہ دو آدمی جو اس کے نمائندے بن کر سامنے آئے ہیں دھوکہ نہ ہوں.... مطلب یہ کہ دراصل وہی ہمیں بلیک میل کر رہے ہوں۔“

”آپ کا مطلب ہے کہ ان کا کوئی باس نہیں۔“

”ہاں مجھے یہی شبہ ہو رہا ہے.... خاص طور پر مجھے اس احمق پر شبہ ہے۔“

”عمران۔“

”ہاں۔“

”لیکن جناب.... وہ تیسرا آدمی.... وہ سیاہ پوش؟“

”جس طرح بمبینو کا مالک کرائے کے غنڈے حاصل کر سکتا ہے اسی طرح دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔“ رین کوٹ والا بولا۔ ”مجھے شبہ ہے کہ اس رات کوئی ڈرامہ اسٹیج کیا گیا تھا۔“

”یعنی۔“

”عمران اور صفدر جس طرح اس بات سے واقف ہو گئے تھے کہ انہیں اغوا کیا جانے والا ہے۔“

”پھر بھی انہیں اغوا کر لیا گیا۔“

”انہوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو گا.... محض رعب ڈالنے کے لئے.... وہ سیاہ پوش تعاقب میں لگا رہا ہو گا۔“

”آپ بڑے سنسنی خیز شبہات کا اظہار کر رہے ہیں.... لیجئے ہم پہنچ گئے۔“

بیوک اس وقت آسکر اسٹریٹ پر فراٹے بھر رہی تھی.... اس کی رفتار میں کمی آنے لگی اور نسوانی آواز نے کہا۔

”نقاب لگا لیجئے“۔

رین کوٹ والے نے اپنا چہرہ نقاب میں چھپا لیا۔

کار ایک عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہونے لگی.... پھاٹک کھلا ہوا ملا تھا۔

”کیا آپ کے پاس ریوالور ہے؟“

”نہیں.... کیوں.... اس کی کیا ضرورت ہے؟“

”ایسے ہی پوچھ لیا تھا.... کوئی خاص بات نہیں ہے.... ویسے میں ایسے موقعوں پر احتیاطاً ریوالور ساتھ رکھتی ہوں۔“

”تمہیں رکھنا بھی چاہئے.... تم خطرات سے قریب رہتی ہو جب کہ میں بالکل الگ تھلگ رہتا ہوں۔“

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"جی ہاں۔"

گاڑی پورچ میں جا کر رک گئی۔

پوری عمارت تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔

"کیا بات ہے یہاں کوئی ہے بھی؟" رین کوٹ والے نے کہا۔

"یقیناً" ہو گا جناب۔"

انجن بند کر دیا گیا اور ہیڈلائٹس بھی بجھا دی گئیں....

وہ دونوں گاڑی سے اترے.... اتنی تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا.... اب پھوار پڑنا بند ہو چکی تھی لیکن آسمان بدستور بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔

وہ دونوں برآمدے کی طرف بڑھے.... اونچی ایڑی کی "کھٹ کھٹ" سناٹے میں گونجنے لگی....

○☆○

اور اسی رات کو ساڑھے دس بجے جب کہ بارش پوری طرح بند نہیں ہوئی تھی سیکرٹ سروس کے چار ارکان ایک کار میں اپنی نامعلوم منزل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ٹرانسمیٹر پر ان کے پراسرار چیف آفیسر ایکسٹو کی آواز سنائی دے رہی تھی جو انہیں راستوں کے بارے میں ہدایات دے رہا تھا۔

چوہان اور صدیقی پچھلی نشست پر تھے.... خاور ڈرائیو کر رہا تھا اور جولیا اس کے برابر میں بیٹھی تھی.... اس کے ہاتھوں میں ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر تھا۔ اسی پر ایکسٹو کی آواز ابھر رہی تھی۔

ابھی ذرا ہی پہلے یہ لوگ جارج ٹاؤن کے علاقے سے گزرے تھے اور اب ان کی سیاہ رنگ کی کار منٹو روڈ پر فراٹے بھر رہی تھی۔ ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق پچیس میل فی گھنٹہ کی رفتار تھی۔

"اب ریکس اسٹریٹ پر مڑ جانا۔" ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کہہ رہا تھا۔ "رفتار پچیس میل سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔"

پھر چند لمحے کے لئے آواز آنا بند ہو گئی اور صدیقی بولا۔

Hamedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"کیا یہ کسی کا تعاقب کر رہا ہے۔"

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔" جولیا نے پرخیال انداز میں سرہلایا۔

"لیکن تعاقب کس کا ہو سکتا ہے۔" خاور اس انداز میں بڑبڑایا جیسے کوئی اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو۔

اسی وقت ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ "میرا خیال ہے کہ اب تم لوگ ریکس اسٹریٹ پر پہنچ گئے ہو گے.... پہلا چوراہا کراس کر کے دوسرے چوراہے سے بائیں جانب گھوم جاؤ.... مرفی روڈ پر.... ہیلو.... تم لوگ اس وقت کہاں ہو.... اوور۔"

جولیا نے ٹرانسمیٹر کا ایک سوئچ آف کر کے دوسرا سوئچ آن کیا اور بولی۔ "ہم اس وقت ریکس اسٹریٹ کا پہلا چوراہا کراس کر چکے ہیں.... دوسرا چوراہا قریب ہے.... وہ اور قریب آ گیا.... اب ہم مرفی روڈ پر مڑ رہے ہیں.... اوور۔"

"ٹھیک ہے۔" ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔ "سیدھے چلے آؤ۔"

چند لمحے کے لئے پھر خاموشی رہی اور اس کے بعد کہا گیا۔ "ہیلو.... جولیا.... اب تم لوگ گرین اسکوائر سے آسکر اسٹریٹ پر مڑ جانا.... جب تک مڑ نہ جاؤ مجھے رپورٹ ملتی رہنا چاہئے.... اوور۔"

"ابھی ہم گرین اسکوائر سے دور ہیں.... ابھی ابھی ہماری گاڑی نیشنل بنک کے ہیڈ آفس کے سامنے سے گزری ہے۔" جولیا تھوڑے تھوڑے وقفے سے بولتی رہی۔ "اب ہم ٹیلیفون ایکسچینج کی عمارت کے قریب سے

گزر رہے ہیں.... گرین اسکوائر قریب آ گیا.... ہم مڑ رہے ہیں.... اب ہم آسکر اسٹریٹ پر آ چکے ہیں.... اوور۔"

"ٹھیک ہے.... سیدھے چلے آؤ.... ہاں.... ہاں.... ٹھیک ہے.... رفتار کم کر دو.... اور کم.... بتدریج کم کرتے چلے جاؤ.... ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... بس.... بریک لگاؤ.... الیکٹرک پول کے قریب گاڑی روک دو.... ٹھیک.... انجن بند کر دو۔ دوسری طرف سے ہدایات کا انتظار کرو۔"

گاڑی رک چکی تھی۔

"کیا وہ ہمیں دیکھ بھی رہا ہے۔" چوہان تحیر زدہ آواز میں بولا۔

"وہ بھوت ہے۔" خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔"

کار کا انجن بند کیا جا چکا تھا۔

آسکر اسٹریٹ سنسان پڑی تھی۔ سنسان ہی نہیں بلکہ تاریک بھی.... شاید بارش نے بجلی کے تاروں میں کوئی نقص پیدا کر دیا تھا پوری لائن ہی اڑ گئی تھی۔ ویسے بارش اب رک چکی تھی....

دو منٹ بعد ایکسٹو کی آواز پھر سنائی دی۔ "کار سے اترو اور پیدل چلتے ہوئے واپس آؤ.... ٹرانسمیٹر وہیں مت چھوڑ دینا.... اوور۔"

"بہت بہتر جناب.... ہم آ رہے ہیں.... اوور" جولیا نے کہا۔ وہ گاڑی سے اتر کر اندھیرے میں قدم اٹھانے لگے۔ ٹرانسمیٹر جولیا کے ہاتھ میں تھا....

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"ٹھیک ہے" ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ "چلے آؤ۔"

ستر اسی قدم چلنے کے بعد وہ لوگ ایک کار کے قریب سے گزرے جو فٹ پاتھ سے لگی کھڑی تھی.... ان لوگوں نے کار کی طرف دیکھا اور پھر معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

پھر اتنا ہی اور چلے ہوں گے کہ دفعتاً" جولیا کے منہ سے نکلا۔

"وہ کون؟"

لیکن اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا جدھر وہ اشارہ کر رہی تھی۔

"کیا ہے؟" چوہان نے سرگوشی کی۔

"میں نے ابھی ادھر ایک سایہ سا لہراتے دیکھا تھا۔"

"ایکسٹو ہو گا۔" صدیقی بولا۔ "وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اس لئے ہمارے قرب وجوار ہی میں ہو گا۔"

اسی وقت ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی آواز پھر سنائی دی۔ "اب تم لوگ جس جگہ ہو وہاں سے پچیس تیس قدم آگے دائیں جانب ایک گلی ہے.... اس میں مڑ جاؤ۔"

ان لوگوں نے اس ہدایت پر عمل کیا.... یہ گلی دو گز سے زیادہ چوڑی نہیں تھی.... دائیں بائیں جانب ایک ایک عمارت کی کمپاؤنڈ وال تھی۔

پھر ایکسٹو سے دوسری ہدایت ملی اور وہ بائیں جانب گھوم کر ایک عمارت کے عقب میں پہنچ گئے۔

"دو کھڑکیاں چھوڑ کر تیسری کھڑکی کھلی ہوئی ہے۔" ایکسٹو کی آواز

ئی۔ "اس سے اندر داخل ہو جاؤ اور وہیں رکو.... میرا انتظار کرو۔"

کھڑکی بھی کھلی ہوئی مل گئی اور وہ سب ایک کے بعد ایک اندر داخل کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ ان سبھی کے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہو تھا۔

ایک گھنٹہ قبل وہ سب جولیا کے گھر میں تھے.... وہاں ایکسٹو نے فون تھا.... ہدایت کی تھی کہ جولیا ان سب کو لے کر فارن کالونی پہنچ جائے دوسرے حکم کا انتظار کرے.... حکم کے مطابق جولیا کو چھوٹا ٹرانسمیٹر بھی ساتھ رکھنا تھا۔

وہ لوگ اسی وقت فارن کالونی پہنچ گئے تھے اور ایک جگہ گاڑی روک ی تھی.... تھوڑی دیر کے بعد ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کا حکم ملا تھا کہ انجن ٹ کردیا جائے.... پھر ایکسٹو نے راستے کے بارے میں ہدایات دینا ع کی تھیں اور وہ ان ہدایات کے سہارے اپنی نامعلوم منزل کی طرف ہ رہے تھے۔

اب وہ اپنی منزل پر پہنچ چکے تھے لیکن پھر بھی وہ منزل ان کے لئے م ہی تھی.... ان کو نہیں معلوم تھا کہ وہ عمارت کس کی ملکیت ہے اور کا نمبر کیا ہے.... اور یہ معلوم ہونے کا تو کوئی سوال ہی نہیں تھا کہ ٹو انہیں یہاں کیوں لایا ہے۔

انہیں ایک منٹ سے زیادہ نہیں رکنا پڑا اور پھر ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی ملی کہ وہ لوگ ایک ٹارچ جلا لیں اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

نکلیں۔ باہر نکلنے سے پہلے چہروں پر نقابیں بھی لگانا تھیں۔

ہدایت پر عمل کیا گیا.... اب وہ ایک راہداری میں تھے.... ایکسٹو سے ہدایات ملتی رہیں اور ان کے سہارے وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں ایک درازقد سیاہ پوش کھڑا تھا.... اس کے ہاتھ میں بھی ایک چھوٹا سا ٹرانسیٹر دکھائی دیا۔

"ایکسٹو" جولیا زیرلب بڑبڑائی۔

درازقد سیاہ پوش نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"صدیقی.... خاور.... چوہان تم تینوں اس بنگلے میں پھیل جاؤ۔ دیکھو کہ یہاں کوئی اور تو نہیں ہے.... پھر یہیں واپس آؤ.... میں اس کمرے میں ملوں گا۔" سیاہ پوش نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کیا جس کے اوپری حصے میں لگے ہوئے چوکور شیشے روشن نظر آرہے تھے.... ممکن ہے اس کمرے میں پیٹرومیکس جلایا گیا ہو۔

"جولیا۔ تم میرے ساتھ آؤ۔"

درازقد سیاہ پوش اور جولیا دبے قدموں اس دروازے کی طرف بڑھے جس کے شیشے روشن تھے۔

جولیا کا دل اس وقت بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا لیکن یہ تیز قسم کی دھڑکن صرف "ایکسٹو" کے قرب کا نتیجہ تھی.... ایکسٹو.... ایکسٹو.... ایکسٹو.... اس کا ذہن گونج رہا تھا۔

ایکسٹو ایک شیشے سے اندر جھانکنے لگا اور جولیا کی آنکھیں دوسرے

شیشے سے جا لگیں۔

کمرے میں پیٹرومیکس جل رہا تھا.... تین کرسیوں پر ایک عورت اور دو مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ عورت کی پشت دروازے کی طرف تھی اس لئے جولیا اس کا چہرہ نہ دیکھ سکی.... سامنے نظر آنے والے دونوں آدمی سفید فام غیر ملکی تھے۔ درمیان میں ایک تپائی تھی جس پر تین پیالوں میں شاید کافی تھی.... یا ممکن ہے وہ خالی پیالے ہوں۔ کافی یا چائے پی چکے ہوں۔

تھوڑے تھوڑے وقفے سے ان دونوں غیرملکیوں کے ہونٹ ہلتے نظر رہے تھے.... عورت کے سر کی جنبش ظاہر کر رہی تھی کہ وہ بھی بول رہی ہے مگر ان کی آوازیں کمرے سے باہر نہیں آرہی تھیں۔

تپائی پر عورت کا وینٹی بیگ اور اس کے ساتھ ہی ایک بریف کیس ...ا ہوا تھا۔

عورت نے اپنی کلائی اوپر کرکے گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر ان ...ں سے کچھ بولی۔

غیر ملکیوں میں سے ایک نے بریف کیس کھول کر اس کے سامنے دیا اور غیر ارادی طور پر جولیا کی سانسیں چند لمحے کے لئے رک گئیں ...کہ بریف کیس بڑے نوٹوں کی گڈیوں سے بھرا ہوا تھا.... یقیناً" وہ کئی ...ی رقم تھی۔

عورت نے مطمئن انداز میں سرہلا کر بریف کیس بند کر دیا پھر اپنا ...بیگ کھول کر اس میں سے ایک لفافہ نکالا اور اسے ایک غیر ملکی کے

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

ہاتھ میں دے دیا۔

غیر ملکی نے لفافہ کھولا.... اس میں سے برآمد ہونے والی چیز تصویریں معلوم ہوتی تھیں.... ان کی تعداد تین تھی.... ان کے ساتھ ہی ا کے نیگیٹو بھی موجود تھے۔

غیر ملکی نے انہیں غور سے دیکھا اور پھر انہیں اپنے ساتھی کی طرف بڑھا دیا.... ساتھی نے بھی انہیں غور سے دیکھا.... پھر ان دونوں نے ا دوسرے کی طرف دیکھا اور مطمئن نظر آنے لگے۔ ان میں سے ایک عورت سے کچھ کہا اور پھر وہ تینوں کھڑے ہو گئے۔

دوسرے ہی لمحے درازقد سیاہ پوش نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اسے ا طرف کھینچ کر خود بھی دیوار سے چپک گیا۔

جولیا کو یک بیک ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس کا دل اچھل کر حلق آگیا ہو.... اس کا ہاتھ ایکسٹو کے ہاتھ میں تھا اور اس کی دانست میں یہ کی سب سے بڑی خوش قسمتی تھی.... ایک لمحے کے لئے تو اس کا سارا جھنجھنا کر رہ گیا تھا.... الیکٹرک شاک کی سی کیفیت تھی۔ اس سردی میں اسے اپنے جسم کے ایک ایک مسام سے پسینہ پھوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ ا سانسیں تیزی سے چلنے لگی تھیں۔ وہ بدقت تمام اپنی اس کوشش کامیاب ہو رہی تھی کہ سانسوں کی آواز نہ ہونے پائے۔

جولیا سوچ رہی تھی کاش وہ تینوں کبھی یہ دروازہ نہ کھولیں اور ا اسی طرح اس کا ہاتھ پکڑے کھڑا رہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ اس کا یہ خیال بچگانہ.... بلکہ احمقانہ تھا۔

دروازہ کھلا.... پیٹرومیکس کی روشنی راہداری میں پڑی لیکن اس سے پہلے کہ وہ تینوں باہر نکلتے دراز قد سیاہ پوش نے جولیا کا ہاتھ چھوڑ کر چیتے کی طرح زقند لگائی اور ان تینوں کو دھکا دیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"ہینڈز اپ" وہ گرجا۔

بریف کیس اور وینٹی بیگ عورت کے ہاتھوں میں تھا.... وہ دونوں چیزیں اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑیں اور غیر ملکیوں کے ساتھ اس نے بھی ہاتھ اٹھا دئے۔

اب جولیا بھی کمرے میں داخل ہو گئی۔

"ہٹو.... ادھر ہٹو.... دروازے کے پاس سے ہٹ آؤ۔" سیاہ پوش نے ان تینوں کو حکم دیا۔

دونوں غیر ملکیوں کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔ عورت بھی ذرا سی دیر کو خوفزدہ ہو گئی تھی لیکن اب اس نے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ آنکھوں سے غصہ جھانکنے لگا تھا.... غصے کے ساتھ ہی بے بسی کی جھلکیاں بھی موجود تھیں۔

"کیا تم لوگوں نے سنا نہیں۔" سیاہ پوش گرجا۔

وہ تینوں دروازے کے قریب سے ہٹ گئے۔

دروازہ کھلا ہوا تھا.... اچانک تین نقاب پوش اندر گھستے چلے آئے.... یہ خاور.... چوہان.... اور صدیقی تھے۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"اور کوئی نہیں ہے جناب"۔ خاور نے سیاہ پوش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پورا بنگلہ خالی پڑا ہے۔"

"ٹھیک ہے.... اب تم ان دونوں کی تلاشی لو۔ جولیا تم اس عورت کو دیکھو۔"

جولیا چوہان اور صدیقی آگے بڑھے۔

اب ان دونوں غیر ملکیوں کے چہروں سے بھی خوف کے اثرات زائل ہو چکے تھے اور ان کی جگہ فکروتردد نے لے لی تھی۔

"تم لوگ کون ہو۔" عورت غرائی۔ "یہ ڈاکہ تم لوگوں کو بہت مہنگا پڑے گا.... شاید تمہیں معلوم نہیں کہ یہ کس کا بنگلہ ہے۔"

دوسرے ہی لمحے سیاہ پوش کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

دونوں آدمیوں کی تلاشی لی جا چکی تھی.... ایک ایک ریوالور دونوں کے پاس سے برآمد ہوا تھا.... جولیا ابھی اس عورت کی تلاشی لے رہی تھی۔

سیاہ پوش کے قہقہہ لگانے پر وہ عورت غصیلی آواز میں چیخی۔

"شٹ اپ۔ یو ڈرٹی سوائن۔"

لیکن اس کو اپنے غصے کے اظہار کا یہ انداز بہت مہنگا پڑا۔ جولیا کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ کوئی عورت اس کے چیف آفیسر کو گالی دے جائے۔ اس کا داہنا ہاتھ گھوم گیا.... چٹاخ.... کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ عورت لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگی۔

"ارے" سیاہ پوش جلدی سے بولا۔ "جولیا.... یہ کیا شروع کر دیا تم

نے۔"

"اس نے آپ کو گالی دی تھی جناب۔" جولیا غرائی.... وہ کھا جانے والے انداز میں اس عورت کو گھور رہی تھی۔

ادھر اس عورت کی آنکھوں سے بھی غصے کی چنگاریاں نکل رہی تھیں.... اگر اس کا بس چلتا تو وہ بھی جولیا کو ہرگز معاف نہ کرتی۔

"اوہ۔ میں ایسی گالیوں کی پرواہ نہیں کرتا۔" سیاہ پوش بولا۔

"لیکن ہم تو یہ برداشت نہیں کر سکتے جناب۔" چوہان بول پڑا۔ "کم زکم ہمارے سامنے کوئی آپ کو گالی نہیں دے سکتا۔"

"ختم کرو۔" سیاہ پوش نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔ "جولیا اپنا کام مکمل کرو۔"

جولیا پھر اس عورت کی طرف بڑھی۔

"نہیں جناب۔" ایک منٹ بعد جولیا نے اعلان کیا۔ "اس کے پاس کچھ نہیں ہے.... اوہ.... میرا خیال ہے وینٹی بیگ میں ہو گا۔"

وینٹی بیگ اور بریف کیس دروازے کے قریب فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

جولیا شاید وینٹی بیگ اٹھانے کے ارادے سے آگے بڑھی تھی کہ سیاہ پوش ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"نہیں۔ وینٹی بیگ کو وہیں پڑا رہنے دو.... اس پر اس کی انگلیوں کے نشانات ہوں گے۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

جولیا رک گئی۔

سیاہ پوش نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال لیا اور بولا۔

"کیا بج گیا خاور۔"

"گیارہ بج کر پندرہ منٹ جناب۔" خاور نے گھڑی دیکھ کر کہا۔

"ہوں۔" سیاہ پوش نے کہا۔ "ہمیں ابھی کچھ دیر یہاں رکنا ہے۔"

کوئی کچھ نہ بولا.... پھر پانچ منٹ تک کمرے میں ایک بوجھل سی خاموشی چھائی رہی.... جولیا بار بار سیاہ پوش کی طرف دیکھنے لگتی.... اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کس بات کا انتظار ہے۔ مگر اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ سیاہ پوش سے سوال کر بیٹھتی۔

پھر شاید وہ کسی کار کے انجن کی آواز تھی جسے سن کر سیاہ پوش نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ آگیا... چوہان.... صدیقی.... دیکھو.... بیرونی دروازے پر جاؤ.... وہ دستک ضرور دیں گے.... دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ جانا اور جب وہ اندر آجائیں تو انہیں ریوالور کی زد پر لے کر یہاں لے آؤ.... جلدی۔"

چوہان اور صدیقی تیزی سے کمرے سے نکل گئے۔

"ہم لوگوں کے پاس زیادہ روپیہ نہیں ہے۔" ایک غیر ملکی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"پرواہ مت کرو۔" سیاہ پوش نے کہا۔ "ہمیں جس سرمائے کی ضرورت ہے وہ خود ہی تلاش کریں گے۔"

○☆○

خاور چوہان اور صدیقی نے جب سارے بنگلے کو چھانا تھا تو یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ صدر دروازہ کہاں ہے اس لئے چوہان اور صدیقی بڑی آسانی سے وہاں پہنچ گئے۔

دستک ہو رہی تھی۔

چوہان اور صدیقی نے یہاں آتے آتے طے کر لیا تھا کہ انہیں کیا کرنا ہے چنانچہ صدیقی دروازے کے دائیں طرف دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا اور چوہان نے دروازہ کھول دیا۔

تاریکی میں دو سائے دکھائی دیئے جن میں سے ایک سیک عورت کا تھا۔

چوہان ایک طرف ہٹ گیا۔

پہلے وہ عورت آگے بڑھی اور اس کے بعد مرد.... لیکن دروازے پر داخل ہونے کے بعد انہوں نے چوتھا قدم اٹھایا تھا کہ چوہان اور صدیقی کے ریوالور ان کی کمر سے جا لگے۔

"ہینڈز اپ۔" ان دونوں نے بیک وقت سرگوشی کی۔

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

عورت کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور مرد لڑکھڑا گیا.... اس کے منہ سے کسی قسم کی بھی آواز نہیں نکلی تھی۔

"ہینڈز اپ۔" چوہان نے پھر کہا اور ان دونوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

"ٹھیک ہے.... اب چلتے رہو۔" صدیقی نے کہا۔ "سیدھے"۔

چوہان نے ٹارچ جلا کر اس کی روشنی آگے پھینکی اور وہ چلنے لگے۔

"یہ کیا بات ہے۔" مرد نے جو رین کوٹ میں تھا بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں جناب۔" اس کی ساتھی نے جواب دیا۔ "مجھے اس دھاندلی کی توقع نہیں تھی۔"

صدیقی اور چوہان خاموش رہے۔

رین کوٹ والے اور اس کی ساتھی کو اسی کمرے میں لے جایا گیا لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی رین کوٹ والا ٹھٹھک کر رک گیا۔

"ایوا" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ وہ اس عورت کی طرف دیکھ رہا تھا جو پہلے ہی سے کمرے میں موجود تھی۔

رین کوٹ والے نے ایک دم اپنی ساتھی کی طرف دیکھا اور وہ لچک کر اپنی ناک پر انگلی رکھتی ہوئی بولی۔

"اے نوج.... اس طرح کیا گھورتے ہو .... کیا تمہاری اماں بہنیں نہیں ہیں۔"

صدیقی اور چوہان کو ایسا محسوس ہوا جیسے ان کی کھوپڑی گردن سمیت شانوں سے اکھڑ کر فضا میں رقص کرنے لگی ہو۔

وہ آواز تو عمران کی تھی.... عمران جو گہرے اودے رنگ کے اسکرٹ اور اونچی ایڑی کے جوتے کے علاوہ سر پر لیڈیز ہیٹ بھی رکھے ہوئے تھا۔

رین کوٹ والا لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا لگا.... اس کا چہرہ نقاب میں پوشیدہ تھا۔

"آپ.... آپ یہاں کیوں آئے جناب۔" ایوا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ وہ بے حد گھبرائی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔

"تت.... تم نے مجھے.... فون کیا تھا" رین کوٹ والے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی فون نہیں کیا۔"

"اے نوج.... وہ فون تو میں نے کیا تھا۔" عمران پھر لچکا اور اس مرتبہ اس کی اور ایوا کی آواز میں سرمو فرق نہیں تھا۔

"شاباش عمران۔" سیاہ پوش کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔ "تم نے اپنا پارٹ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔"

اب عمران بل کھاتا ہوا رین کوٹ والے کی طرف بڑھا.... وہ مغربی زنانہ لباس میں حد درجہ مضحکہ خیز معلوم ہو رہا تھا.... اس پر چلنے کا یہ انداز قیامت ہی ڈھا گیا.... جولیا' خاور' چوہان اور صدیقی بے تحاشہ ہنس پڑے تھے لیکن شاید دوسرے ہی لمحے ان کو "ایکسٹو" کی موجودگی کا خیال آگیا اور ان

Hameed@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کے قہقہے گلوں میں گھٹ کر رہ گئے۔

دونوں غیر ملکیوں کے چہروں پر مختلف احساسات کے تاثرات گڈمڈ ہو کر رہ گئے تھے.... شاید ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

ابوالملک اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔

عمران نے رین کوٹ والے کے قریب پہنچ کر ویسی ہی زنانی آواز میں کہا۔

"پیارے.... دراصل میں گاڑی کو اندھیرے راستوں پر اسی لئے چلاتی رہی تھی کہ تم میرا رخ زیبا نہ دیکھ سکو۔" عمران نے اپنے گالوں پر ہاتھ پھیرا۔ وہ کسی قسم کے میک اپ میں نہیں تھا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے رین کوٹ والے کے چہرے سے نقاب نوچ لیا۔

پروفیسر گریبر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔

ابوالملک نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا تھا۔

"اس کی تلاشی لو عمران۔" سیاہ پوش نے کہا۔

"اس کے پاس ریوالور نہیں ہے جناب۔" عمران نے کہا پھر اس نے خاور کو آنکھ ماری اور خود ہی شرماتے ہوئے انداز میں سر جھکا لیا۔

خاور نے جلدی سے سیاہ پوش کی طرف دیکھا لیکن وہ نہ تو اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور نہ اس کی نظریں عمران پر تھیں.... وہ کمرے کے ایک گوشے کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔

"تم لوگ کون ہو؟" ایک غیر ملکی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔" سیاہ پوش نے پلٹ کر کہا اور ٹیلیفون کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

عمران لچکتا ہوا جولیا کے قریب گیا اور آہستہ سے بولا۔

"کیا میں اس لباس میں اچھا لگ رہا ہوں۔"

"بہت" جولیا دھیرے سے ہنسی۔

دوسری طرف سیاہ پوش ٹیلیفون پر کسی سے کہہ رہا تھا.... "ہیلو' ملٹری ہیڈکوارٹر.... اٹ از ایکسٹو.... اب آپ لوگ اپنا کام شروع کر دیں.... آسکر سٹریٹ کی ساتویں عمارت بھی آپ کے پروگرام میں شامل ہو چکی ہے.... جی ہاں.... آسکر اسٹریٹ کی ساتویں عمارت۔ میں آپ کو یہیں ملوں گا۔"

اور پھر سیاہ پوش نے ریسیور رکھ دیا۔

"کک.... کیا"۔ پروفیسر گریبر ہکلایا۔ "تم لوگ ملٹری پولیس سے تعلق رکھتے ہو۔"

"یہی سمجھ لو"

دفعتاً" پروفیسر کے چہرے سے ایسا معلوم ہونے لگا جیسے غش کھا کر گر پڑے گا لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔

ابوالملک کنکھیوں سے اپنے وینٹی بیگ کی طرف دیکھ کر رہ گئی جو اب بھی بریف کیس کے ساتھ دروازے پر پڑا ہوا تھا۔

غیر ملکیوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا.... اب تک شاید وہ اپنے آپ کو ڈاکوؤں کے نرغے میں محسوس کرتے رہے تھے اور انہوں نے سوچا ہو گا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کہ ڈاکو انہیں لوٹنے کے بعد یہاں سے جائیں گے لیکن اب صحیح صورت حال ان کے سامنے آئی تو ان کے تصور میں آہنی سلاخیں رقص کرنے لگی ہوں گی۔

عمران کے اس اعلان کے بعد کہ پروفیسر گربیر کے پاس ریوالور نہیں ہے چوہان اور صدیقی نے اپنے ریوالور جیب میں ڈال لئے تھے۔

اچانک دونوں غیر ملکیوں نے دروازے کی طرف چھلانگیں لگائیں۔

عمران کنکھیوں سے انہیں کی طرف دیکھتا رہا تھا اور اس نے ان کے چہروں کی بدلتی ہوئی کیفیت سے ان کے ارادے کا اندازہ لگالیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ان دونوں کی کامیابی کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔

اچانک عمران کے پیر رپٹ گئے اور وہ فرش پر پھسلتا ہوا دونوں غیر ملکیوں اور دروازے کے درمیان حائل ہو گیا.... دونوں غیرملکیوں کی ٹانگیں اس سے الجھیں اور وہ اسی پر ڈھیر ہو گئے۔

"خدا غارت کرے۔" عمران بلبلا اٹھا".... اتنی زور سے گرا جاتا ہے کہیں۔"

"خاور.... چوہان.... سنبھالو ان دونوں کو۔" سیاہ پوش نے للکارا۔

دونوں غیرملکیوں نے عمران کے اوپر سے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے لیٹے ہی لیٹے ان دونوں کی ٹانگیں پکڑ لیں اور گنگنا کر تان لگائی۔

"دیکھو نہ جاؤ اے گلاب جامن.... نن.... نن.... نہیں کیا کہتے ہیں....

جان من...."

چوہان اور خاور ان دونوں پر ٹوٹ پڑے اور عمران اپنے اسکرٹ کو جھاڑتا ہوا سیدھا کھڑا ہو گیا۔

ذرا سی دیر کو ایوا کی طرف سے توجہ ہٹ گئی تھی۔

"ارے۔" دفعتاً" عمران چیخا۔

ایک دم جولیا کی نظریں ایوا کی طرف گئیں جو اپنا وینٹی بیگ اٹھا چکی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس میں سے ریوالور نکال لیتی جولیا اس پر جھپٹ پڑی.... اس نے ہاتھ مار کر ایوا کے ہاتھ سے وینٹی بیگ گرا دیا اور دوسرے ہاتھ سے ایوا کے بال پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔

ایوا چیخ مار کر دوہری ہو گئی تھی.... پھر دوسرے ہی لمحے وہ بھوکی شیرنی کی طرح جولیا سے لپٹ پڑی۔

"اہا.... بھئی واہ۔" عمران بچوں کی طرح خوش ہو کر بولا۔ "یہ مقابلہ رہے گا زوردار۔"

ادھر چوہان اور خاور ان دونوں غیر ملکیوں کو رگڑ رہے تھے۔

"تم بھی آؤ نا پروفیسر گربر۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

لیکن پروفیسر نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی...... اس کی آنکھیں دھندلا سی گئی تھیں اور چہرہ ستا ہوا سا نظر آنے لگا تھا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ برسوں کا بیمار ہو۔

سیاہ پوش چپ چاپ کھڑا یہ جنگ دیکھ رہا تھا۔

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

چوہان اور خاور کی مدد کے لئے صدیقی آگے بڑھا ہی تھا کہ سیاہ پوش ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"نہیں.... دو کے مقابلے پر دو ہی ٹھیک ہیں۔"

صدیقی ٹھٹھک کر رک گیا۔

جولیا اور ایوا کی لڑائی عورتوں کی روایتی لڑائی کا اندازہ لئے ہوئے تھے.... وہ اپنے اپنے ناخنوں سے ایک دوسرے کے چہروں پر نقش ونگار بنا رہی تھی.... بال گھسیٹ رہی تھی اور ایوا کے منہ سے گالیوں کا فوارہ ابل رہا تھا۔

"اللہ توبہ.... توبہ...." عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔

دفعتاً جولیا چیخ پڑی.... ایوا نے اس کا بازو منہ میں بھر لیا تھا۔ دانت گوشت میں اتار دیئے تھے.... اسی لمحے جولیا کا ایک بھرپور ہاتھ اس کے جبڑوں پر لگا اور وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔

"ہیرو.... ہیرو...." عمران نے تالیاں بجائیں۔

ایوا کے منہ سے خون بہہ نکلا.... شاید گال اندر سے پھٹ گیا تھا.... لیکن جولیا نے اسے مہلت نہیں دی.... تابڑ توڑ کئی گھونسے رسید کر دیئے اور ایوا دیوار سے ٹکرا کر گر پڑی۔

"بس اتنا ہی کافی ہے جولیا۔" سیاہ پوش نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ادھر چوہان اور خاور نے دونوں غیر ملکیوں کو بری طرح رگڑ ڈالا تھا اور وہ بے دم ہو چلے تھے.... انہوں نے ہاتھ پیر ڈال دیئے۔ چوہان اور خاور

نے انہیں گریبان سے پکڑ کر اٹھایا اور کرسیوں پر دھکیل دیا۔

پروفیسر دیوار سے لگا اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے خود بھی اس لڑائی میں شریک رہا ہو۔

"ارے پروفیسر.... آؤ نا۔" عمران نے ہانک لگائی۔ "تم تو بالکل ہی بودے ثابت ہو رہے ہو۔"

"پروفیسر تمہاری طرح غنڈے نہیں ہیں۔" ایوا فرش پر پڑے پڑے غرائی۔

"ہاں یہ تو بہت شریف آدمی ہیں۔" عمران نے احمقانہ انداز میں سرہلا کر کہا۔ "ان جیسا تو روئے زمین پر نہ ملے گا۔"

"بے شک نہیں ملے گا۔" ایوا نے جوش کے عالم میں کہا۔ "تم لوگ کتے ہو۔"

"کیا ابھی تمہارا دماغ درست نہیں ہوا؟" جولیا خونخوار انداز میں پھر غرائی۔

ایوا اسے گھورنے لگی مگر کچھ بولی نہیں۔

دفعتاً پروفیسر گریبر نے دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا اور سسک سسک کر رونے لگا.... ساتھ ہی ساتھ وہ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

"میرے وطن.... میرے جرمنی.... میں ہار گیا.... میں تیرا انتقام نہ لے سکا.... میں.... میں کچھ نہ کر سکا.... اور.... اور اب میری بچی کا کیا ہو گا۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

ایوا نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبالیا۔

خاور چوہان اور صدیقی حیرت سے پروفیسر کی طرف دیکھ رہے تھے....

ان کا خیال تو یہ تھا کہ وہ اس مرتبہ کسی بہت بڑے مجرم سے ٹکرائے ہیں.... ایک ایسا مجرم جو سردھڑ کی بازی لگادے گا۔

لیکن پروفیسر تو رو رہا تھا.... عورتوں کی طرح سسک رہا تھا۔

"پروفیسر۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "مجھے تم سے ہمدردی ہے' ہر آدمی کو اپنے وطن سے محبت ہونی ہی چاہئے.... لیکن جب محبت جنون میں بدل جائے تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا.... جنون آدمی کو غلط راہوں پر نکال لے جاتا ہے اور پھر کسی گہرے کھڈ میں گرا دیتا ہے.... تمہیں بھی بالآخر اس کھڈ میں گرنا پڑا.... تم نے بڑی شاندار اسکیم بنائی تھی لیکن ایسی اسکیم پر عمل پیرا ہونے اور اسے انجام تک پہنچانے کے لئے دوسری قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے.... تم جیسے لوگ یہ کام نہیں کر سکتے۔"

جولیا نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا.... یہ احمق عمران بول رہا تھا لیکن اس وقت اس کے چہرے پر فلاسفروں کی سی سنجیدگی تھی۔

اسی وقت ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کئی گاڑیاں بنگلے کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی ہوں۔

"عمران.... نقاب۔" سیاہ پوش بولا۔

دوسرے ہی لمحے عمران اپنے چہرے کو ایک نقاب میں چھپا چکا تھا۔

وزنی جوتوں کی آواز سے عمارت گونجنے لگی۔

اس رات بمبینو ہوٹل اور گرینڈ ٹیلرز پر بھی ملٹری نے ریڈ کیا۔

گرینڈ ٹیلرز کے تمام کارکن اسی عمارت کے اوپر بنے ہوئے فلیٹوں میں مقیم تھے.... ان میں سے ایک ایک کو گرفتار کر لیا گیا۔

ان دونوں مقامات کے علاوہ ملٹری پانچ ممالک کے سفیروں کی قیام گاہوں پر بھی چڑھ دوڑی تھی اور ہر سفیر کی قیام گاہ سے ایک ایک آدمی کو گرفتار کیا گیا تھا۔

انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی اور پروفیسر گریبر کی کوٹھیوں کے فرش بھی ملٹری کے وزنی جوتوں سے تھرتھرائے تھے....

دوسری صبح عمران ٹیلیفون پر بلیک زیرو سے کہہ رہا تھا۔ "ہاں ایوا اور پروفیسر گریبر خود ساختہ جرمن ایجنٹ تھے.... انہوں نے خود ہی یہ سب کچھ کر گزرنے کا پروگرام بنایا تھا.... یہ دونوں اپنے وطن سے جنون کی حد تک محبت کرتے ہیں.... دوسری جنگ عظیم میں جرمنی ٹکڑے ہو گیا تھا۔ آج بھی جرمن قوم کے سینے پر یہ گھاؤ موجود ہے.... ان میں بہتیرے ایسے ہیں جو اندر ہی اندر کھول رہے ہیں.... اگر ان کا بس چلے تو وہ اپنے ملک کا انتقام لینے کے لئے ساری دنیا کو خاک کا ڈھیر بنادیں.... ایوا اور پروفیسر گریبر کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے.... بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ یہ دونوں اس معاملے میں اپنی قوم کے ہر محب سے کچھ آگے ہی ہیں.... واقعات نے اس بات کو ثابت بھی کر دیا.... ایوا جرمنی میں پروفیسر گریبر کی

Hameed@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

شاگرد رہ چکی ہے.... پروفیسر اس کے خیالات واحساسات سے کماحقہ واقفیت رکھتا تھا.... ایوا جب انڈونیشی سفارت خانے کے کمرشل اتاشی مسٹر ملک سے شادی کر کے یہاں آئی تو پروفیسر گربیر سے ملاقات کرنے کے لئے پہنچی.... باتوں باتوں میں جرمنی کی تباہی کا ذکر آیا اور وہ اس بات پر غور کرنے لگے کہ دنیا سے جرمنی کا انتقام کیسے لیا جائے.... چند ملاقاتیں ہوئیں اور پھر انہوں نے ایک لمبا پلاٹ ترتیب دے لیا.... اس کے لئے انہیں ایک غنڈے قسم کے آدمی کی بھی ضرورت تھی.... ایوا نے اس کے لئے بمبینو کے مالک کو پھانسا۔ ظاہر ہے کہ بمبینو کے مالک جیسے لوگ صرف محبت کے قائل نہیں ہوتے لہٰذا ایوا کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ خود کو اس کے سپرد کر دے.... وہ یہ بھی کر گزری اور پھر اس نے بمبینو کے مالک کی مدد سے ایسے بہت سے لوگوں کو پھانسا جو اس کے لئے کام کر سکتے۔ شاہنواز اور ضیغم جیسے لوگ.... ان کے پیچھے پیشہ ور قسم کی لڑکیوں کو لگایا تھا اور پھر ان کی ایسی تصویریں حاصل کی تھیں جن کے ذریعے انہیں بلیک میل کر کے اپنے اشاروں پر ناچنے کے لئے مجبور کیا جا سکے.... اسکیم یہ تھی کہ مختلف ملکوں کے سفارت خانوں کے اہم راز حاصل کر کے دوسرے ملکوں کے ہاتھوں فروخت کئے جائیں.... اس طرح روپیہ بھی حاصل ہوتا لیکن اصل مقصد یہ تھا کہ مختلف ملکوں کے راز ادھر ادھر پہنچا کر انہیں آپس میں لڑا دیا جائے.... چین، انڈونیشیا، فرانس، برطانیہ اور ملائیشیا جیسے ملکوں کی لڑائی کا مطلب تیسری جنگ عظیم کی صورت میں ظاہر ہوتا۔ تیسری جنگ عظیم جو ساری دنیا کی تباہی

کا پیام ہوتی.... پروفیسر گربیر اور ایوا یہی چاہتے تھے کہ جس طرح ان کا ملک تباہ ہوا ہے اسی طرح ساری دنیا تباہ ہو جائے.... مختلف ملکوں کے راز حاصل کرنے کے لئے انہوں نے پانچ ایسے آدمیوں کا انتخاب کیا جو مختلف شہروں کے محکمہ پولیس میں رہ چکے تھے اور جن کو ان کی بدعنوانیوں کی وجہ سے الگ کر دیا گیا تھا.... ان لوگوں کی تلاش ہی میں کافی تگ ودو کی گئی تھی.... یہ ایک لمبی کہانی ہے کہ ان پانچوں کو کس طرح پھانسا گیا۔ مختصراً" یوں سمجھ لو کہ بمبینو کے مالک نے ان پانچوں سے ایک ایسا جرم کروا دیا تھا کہ انہیں پھانسی کی سزا کے علاوہ کوئی سزا نہ ملتی۔ اس کا ثبوت بمبینو کے مالک کے پاس تھا.... ظاہر ہے کہ اب وہ پانچوں وہی کرنے پر مجبور تھے جو ان سے کہا جاتا.... انہیں مختلف ملکوں کے سفیروں کے یہاں ملازمت دلوائی گئی.... ان میں سے ہر ایک کو بہترین قسم کا ایک ایک کیمرہ دیا گیا تھا جس سے وہ سفیر کے کاغذات کی تصاویر لے سکتے۔ پھر گرینڈ ٹیلرز کا قیام عمل میں آیا.... اس کے لئے روپے کا بندوبست پروفیسر گربیر نے کیا تھا.... گرینڈ ٹیلرز میں کام کرنے کے لئے ایسے لوگوں کو پھانسا گیا تھا جو درزی کا کام جانتے تھے.... اب ان کا کام شروع ہو گیا.... وہ پانچوں آدمی موقع ملنے پر اپنے اپنے سفیروں کے اہم کاغذات کی تصویریں اتار لیتے اور پھر وہ تصویریں اور ان کے نیگیٹوز کو کپڑے کے ایک بنڈل میں لپیٹ کر گرینڈ ٹیلرز پہنچا دیتے.... شناخت کے لئے ڈی۔ ایل، کے حروف تہجی وضع کئے گئے تھے.... گرینڈ ٹیلرز میں ان تصویروں اور ان کے نیگیٹو کو کوٹ کے شولڈرز میں لگے ہوئے پیڈ کی روئی

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کی تہہ کے درمیان رکھ دیا جاتا تھا.... وہی سوٹ بعد میں ضیغم یا شاہنواز کو ملتے تھے۔"

عمران نے بلیک زیرو کو بتایا کہ اس کا طریقہ کار کیا تھا پھر بولا۔

"شاہنواز سے جب مجھ کو پتہ چلا کہ ایوا سے ملاقات کے کمرے میں جانے سے پہلے کوٹ اتروا لیا جاتا ہے تو مجھے شبہ ہوا کہ اس کوٹ کے ذریعے ایوا تک کوئی چیز تو نہیں پہنچائی جاتی.... جتنا میں نے اس پر سوچا اتنا ہی مجھے اس کا یقین ہوتا چلا گیا اور پھر جب میں نے ضیغم کو اغوا کیا تو میں سوچ چکا تھا کہ اس کوٹ کو ادھیڑ کر دیکھوں گا۔" عمران نے ضیغم کے اغوا کی کہانی دہرائی پھر کہا۔ "تنویر کو ضیغم کی جگہ بھیج دینے کے بعد میں نے بڑی احتیاط سے کوٹ کو اس طرح ادھیڑ ڈالا تھا کہ کپڑا خراب نہ ہو سکے۔ دونوں شولڈرز میں سے ایک میں تصویر اور دوسرے میں اس کا نیگیٹو موجود تھا.... وہ تصویر فرانسیسی سفارت خانے کی ایک دستاویز کی تھی جس کو کسی کام سے فرانسیسی سفیر اپنے گھر لے گیا ہو گا اور وہیں اس کی تصویر اتاری گئی ہو گی.... بہرحال اس کے بعد میں اپنے جاننے والے درزی کے پاس گیا اور کوٹ کو پھر اسی طرح سلوا دیا.... تصویر اور نیگیٹو بھی اسی میں رکھ دیئے تھے.... میں نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں کو پہلے سے بھڑکا دوں۔ بہرحال پھر میں نے تنویر کو وہاں بھیجا۔ تنویر کا بیان ہے کہ کوٹ اتروانے والی عورت نے اپنا چہرہ نقاب میں چھپا رکھا تھا۔ صرف آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور تنویر کا خیال تھا کہ وہ ایوا ہی کی آنکھیں ہو سکتی تھیں.... ہاں وہ ایوا ہی ہوتی تھی.... وہ ضیغم یا شاہنواز

کے کوٹ خود رکھ لیتی تھی اور ان کی جگہ دوسرے کوٹ ٹانگ دیتی تھی۔ اہا میں تم کو ایک بات بتانا تو بھول ہی گیا.... گرینڈ ٹیلرز والے بالکل ایک سائز کے دو کوٹ بنایا کرتے تھے.... دوسرا کوٹ بذریعہ پارسل ضیغم یا شاہنواز کو بھیجا جاتا تھا لیکن بمبینو کا مالک وہ پارسل ان کو پہنچانے کی بجائے خود ہی رکھ لیا کرتا تھا اور پھر کسی نہ کسی طرح وہ کوٹ ایوا تک پہنچ جاتا تھا۔ وہ اسی کوٹ کو اس کوٹ سے بدل دیتی تھی کو ضیغم یا شاہنواز پہن کر جاتے تھے۔

"لیکن جناب۔" بلیک زیرو نے سوال کیا۔ "وہ تصویریں اسی کوٹ میں کیوں نہیں رکھی جاتی تھیں جو بمبینو کے مالک کو بھیجا جاتا تھا؟"

"بہت خوب بلیک زیرو تم نے اچھا سوال اٹھایا ہے۔" عمران نے کہا۔ "اس کے بارے میں میرا ذاتی اندازہ یہ ہے کہ ایوا کو بمبینو کے مالک پر کلی اعتماد نہیں تھا.... وہ نہیں چاہتی تھی کہ بمبینو کے مالک کو اصل معاملے کی ہوا لگے.... اسے خدشہ رہا ہو گا کہ بمبینو کا مالک اپنے جذبہ تجسس سے مجبور ہو کر اسے کھول نہ ڈالے.... یہ حقیقت ہے کہ بمبینو کا مالک شروع سے آخر سے اندھیرے میں رہا ہے.... اسے نہیں معلوم تھا کہ ایوا کیا کھیل کھیل رہی ہے۔"

"لیکن ایوا کو یہ خدشہ ضیغم اور شاہنواز سے بھی ہونا چاہئے تھا۔"

"نہیں.... وہ دونوں اگر ایسا کرتے تو کوٹ کو سلواتے کیسے.... وہ دونوں بلیک میل ہو رہے تھے اس لئے ان کے دلوں میں ڈر تھا وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے اور ایوا اس بات کو اچھی طرح سمجھتی ہو گی۔"

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

"ہاں.... یہ ممکن ہے جناب اور ہاں.... آپ نے بتایا تھا کہ یہ لوگ پروفیسر گربیر کے سفارشی خط لے کر ایوا کے پاس جایا کرتے تھے۔ کیا اس طرح پروفیسر گربیر نے اپنے لئے خطرہ نہیں پیدا کر لیا تھا۔"

"نہیں بلیک زیرو.... ایک آدھ خامی کے علاوہ یہ بڑی شاندار اسکیم تھی.... وہ پانچوں بھی جو سفیروں کے پاس ملازم ہوئے تھے۔ ایوا یا پروفیسر گربیر کی شخصیت سے واقف نہیں تھے.... انہیں نہیں معلوم تھا کہ انہیں بلیک میل کرنے والا کون ہے.... بمبینو کا مالک بھی کبھی ان کے سامنے نہیں آیا تھا.... دراصل ایوا اور پروفیسر نے یہ سوچا تھا کہ اگر ان پانچوں میں سے کوئی ایک یا وہ پانچوں گرفتار ہو گئے تو وہ وہی بلیک میلنگ کی کہانی سنائیں گے.... پھر ایوا سے پوچھ گچھ ہو گی تو وہ پروفیسر گربیر کے سفارشی خطوط پیش کر دے گی اور کہے گی کہ پروفیسر گربیر اس کے معلم رہ چکے ہیں۔ وہ ان کی بے انتہا عزت کرتی ہے اس لئے ان کے سفارشی خطوط ملنے پر اس نے انہیں ملازم رکھوا دیا تھا.... پھر پروفیسر گربیر سے پوچھ گچھ کی جاتی اور وہ بھی ایک بلیک میلر کی کہانی سنا دیتا.... محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی گواہی اس کی کہانی کو اور مضبوط بنا دیتی۔"

"کیسی گواہی جناب؟"

بلیک زیرو کے اس سوال پر عمران نے وہ تمام واقعات بھی دہرا دیئے جو اسے پروفیسر گربیر کی کوٹھی میں پیش آئے تھے اور پھر یہ بھی بتایا کہ اسے فیاض سے کیا کیا باتیں معلوم ہوتی تھیں.... یہ سب کچھ بتا دینے کے بعد

عمران نے کہا۔

"ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ فیاض کی گواہی پروفیسر کی کہانی کو مضبوط بنا دیتی اور پھر تفتیش کرنے والے اس بلیک میلر کی تلاش میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے جس کا کوئی وجود ہی نہیں تھا اور پروفیسر گربیر ایوا کے ساتھ بغلیں بجاتا رہتا کیا سمجھے۔"

"سمجھ گیا جناب۔" بلیک زیرو نے طویل سانس لے کر کہا۔ "پلاٹ یقیناً" اچھا تھا لیکن اگر تفتیش کرنے والے ایوا سے یہ سوال کر بیٹھتے کہ اس نے ان سفارشی خطوط کے سلسلے میں کبھی پروفیسر گربیر سے کوئی بات کیوں نہیں کی تو وہ کیا جواب دیتی؟"

"تم بہت ذہین ہو بلیک زیرو.... ہاں بس یہی ایک خامی رہ گئی تھی اس پلاٹ میں.... اس پر ان لوگوں نے غور نہیں کیا لیکن یہ بات صرف ایوا کو پھنسواتی.... پروفیسر تو یہ کہہ کر صاف بچ جاتا کہ اگر ایوا نے ایسا نہیں کیا تو وہ کیا کہہ سکتا ہے.... اس کو تو معلوم نہیں تھا کہ وہ بلیک میلر اس کے دستخطوں سے کیا کام لے رہا ہے اس لئے وہ ایوا سے اس کے بارے میں کوئی گفتگو کر ہی نہیں سکتا تھا۔"

"لیکن آپ کو اس کا یقین کیسے ہوا کہ ان ہنگاموں کی پشت پر پروفیسر کا ہاتھ بھی ہے۔"

"پہلے مجھے صرف شبہ ہوا تھا.... شبے کی پہلی وجہ یہ تھی کہ پروفیسر بھی جرمن تھا لیکن یہ وجہ ثانوی حیثیت رکھتی ہے.... دراصل میں نے سوچا

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

کہ اگر کوئی شخص اپنے بلیک میلر کو پکڑوانے کے لئے کوئی قدم اٹھاتا ہے تو تم کے شک و شبے کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی تھی.... میں چپ چاپ وہاں
بہت رازداری کے ساتھ.... کسی سرکاری آدمی کی بجائے کسی ایسے آدمی کی سے چلا آیا اور پھر کل رات ان لوگوں کو پھانسنے کے لئے سارا چکر چلایا
خدمات حاصل کرتا ہے جو پرائیویٹ سراغرساں قسم کا ہو لیکن پروفیسر نے اس گیا۔"

معاملے میں کیپٹن فیاض کی خدمات حاصل کی تھیں.... مانا کہ یہ کام اس کے "یہ تو مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کس عمارت میں جائے گی بس یہ
سیکرٹری جیگر نے کیا تھا لیکن وہ اپنے سیکرٹری کو ایسا کرنے سے روک بھی معلوم تھا کہ وہ سودا کرنے کہیں جائے گی.... اگر اس عمارت کا علم بھی ہوتا تو
سکتا تھا.... اچھا چلو اگر اس نے فیاض کی خدمات حاصل بھی کی تھیں تو یہ میں کل رات تمہارے ساتھ اس کا تعاقب کیوں کرتا۔ اس کا پتہ مجھے ایوا
سب کچھ بہت رازداری کے ساتھ ہونا چاہئے تھا لیکن رازداری ذرا بھی کے اس فون سے ہوا تھا جو اس نے.... ٹھہرو۔ میں تمہیں پورا واقعہ بتاتا
نہیں برتی گئی۔ فیاض کھلے عام اس کی کوٹھی میں آیا جایا کرتا تھا.... پھر میں ہوں۔"

نے اپنے اس شبے کو یقین میں اس طرح بدلا کہ جولیا سے ایوا کو فون کروایا۔ عمران نے اس رات کی کہانی بھی دہرائی جب اس نے انڈونیشی
یہ پرسوں رات پونے بارہ بجے کی بات ہے.... میری ہدایت کے مطابق جولیا سفارت خانے کے کمرشل اتاشی کے گھر میں گھس کر ایک کھڑکی سے نہ
نے فون پر ایوا سے رابطہ قائم کر کے بس قہقہے لگائے تھے اور سلسلہ منقطع صرف یہ کہ ایوا اور تنویر کی گفتگو سنی تھی بلکہ وہ باتیں بھی سنی تھیں جو ایوا
کر دیا تھا.... ظاہر ہے کہ یہ ایوا کے لئے ایک غیر معمولی بات ثابت ہو گی نے ٹیلیفون پر پروفیسر سے کی تھیں۔
اور اگر اس معاملے میں پروفیسر کا ہاتھ ہے تو وہ پروفیسر کو فون ضرور کرے گی اس طرح ہو سکا تھا کل رات کا کام۔" عمران نے کہا۔ "سوا دس بجے
چنانچہ کل رات میں پروفیسر کے گھر میں تھا.... داخلہ ظاہر ہے کہ چوری چھپے کے بعد میں نے ایوا کی آواز میں پروفیسر کو فون کر کے اسے ریکٹسن
ہوا ہو گا۔ میں اس کی خواب گاہ کی کھڑکی سے کان لگائے کھڑا رہا تھا.... کچھ اسٹریٹ پر انکم ٹیکس دفتر کے سامنے بلوالیا تھا.... پھر آسکر اسٹریٹ پر جب تم
شبہ مجھے بمبینو کے مالک پر بھی ہوا تھا اس لئے وہاں میں نے صدیقی کو متعین سب لوگوں کے ساتھ عقبی کھڑکی سے عمارت میں چلے گئے تو میں پھاٹک پر
کر دیا تھا.... بہرحال رات کے بارے بجے کے قریب پروفیسر کے ٹیلیفون کی کھڑی ہوئی ایوا کی کار لے کر ریکٹسن اسٹریٹ کی طرف روانہ ہو گیا
گھنٹی بجی.... پروفیسر نے کال ریسیو کی.... ایوا اس کو اس واقعے کی اطلاع دے تھا....وہاں پروفیسر مجھ کو مل گیا اور میں اسے اپنے ساتھ لے کر آسکر اسٹریٹ
رہی تھی.... میں کھڑکی سے کان لگائے پروفیسر کی باتیں سنتا رہا.... اب کسی کی عمارت میں پہنچ گیا....ملٹری ہیڈ کوارٹر سے میں نے شام ہی کو سب

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

معاملات طے کر لئے تھے اس لئے سب کچھ پروگرام کے تحت ہو گیا۔"

"کیا مجرموں نے اقبال جرم کر لیا ہے؟"

"ہاں۔ ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا.... ایوا کی خواب گاہ سے وہ تمام چیزیں مل گئی ہیں جن کی وجہ سے وہ ان لوگوں کو بلیک میل کر کے کام لے رہی تھی.... سچ پوچھو تو ایوا ہی سب کچھ تھی۔ پروفیسر نے تو خواہ مخواہ اپنی مٹی پلید کی.... مجھے اس کی بچی پر بہت ترس آرہا ہے.... خیر.... تم آج رات اپنے تمام ماتحتوں کو ٹرانسمیٹر پر ان حالات سے آگاہ کر دینا.... وہ سب بہت بے چین ہوں گے.... اس مرتبہ صفدر بہت بور ہوا ہے۔"

"ضیغم اور شاہنواز کا کیا رہے گا۔"

"میں کوشش کر رہا ہوں کہ ان دونوں کو صاف بچا دوں.... وہ دونوں بہت اچھے خاندانوں کے لڑکے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ اخبار والے ان کے خاندانوں کے نام اچھالیں.... میں ان دونوں کو حقیقت بتائے بغیر یہاں سے رخصت کر دوں گا اور انہیں یہ دھمکی بھی دے دوں گا کہ اگر پھر انہوں نے اس شہر میں قدم رکھا تو ان کی تصویریں ان کے والدین تک پہنچا دی جائیں گی۔ یہ میں اس لئے کروں گا کہ وہ دانش منزل دیکھ چکے ہیں.... جب انہیں اغوا کیا گیا تھا تو میرے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ انہیں اس طرح آزاد چھوڑنا...." عمران ایک دم چپ ہو گیا کیونکہ اطلاعی گھنٹی بج رہی تھی۔

"اچھا بس۔" عمران نے جلدی سے کہا۔ "کوئی آیا ہے میرے یہاں شاید فیاض ہو گا...."۔

"بس ایک سوال اور جناب۔" بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔

"پروفیسر کے سیکرٹری اور انڈونیشی کمرشل اتاشی کا کیا رہے گا؟"

"وہ دونوں اس معاملے سے قطعی بے خبر تھے اس لئے ان کے کچھ ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بعض اوقات تم بڑی ذہانت کے سوال کرتے ہو اور بعض اوقات بالکل احمقانہ۔"

عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

آنے والا فیاض ہی تھا.... عمران نے اسے اپنے ڈرائنگ روم میں ریسیو کیا۔

"تم نے کچھ سنا عمران؟" فیاض مضطربانہ انداز میں بولا۔

"ہاں۔" عمران نے مغموم انداز میں سرہلایا۔ "دلیپ کمار نے سائرہ بانو سے شادی کر لی.... اب پتہ نہیں کتنی لڑکیاں یتیم ہو جائیں گی.... یتیم.... یتیم.... یار شاید میں کچھ غلط بول گیا۔ وہ کیا کہتے ہیں ان لڑکیوں کو جن کی شادی نہیں ہوتی۔"

"تمہارا سر کہتے ہیں۔" فیاض ہنس پڑا۔

"ارے نہیں۔" عمران ہنس پڑا۔ "تم مذاق کر رہے ہو۔"

فیاض اسے گھورنے لگا اور پھر بڑبڑایا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا شبہ درست ہی ہے۔"

"کیا شبہ۔" عمران نے پلکیں جھپکائیں۔

"تم ہی نے اس معاملے میں سیکرٹ سروس والوں کی مدد کی ہو گی۔"

Hameedi@pakistanipoint.com

For More Urdu Books Please Visit:
www.pakistanipoint.com

یقیناً" ایسا ہی ہے ورنہ تم اس دن پروفیسر کے گھر پر کیوں نظر آتے۔"

"آخر ہوا کیا سوپر فیاض؟"

"مت بور کرو۔" فیاض نے منہ بنا کر کہا۔ "تمہیں دوستی کا ذرا خیال نہیں ہے.... اگر تم نے اس معاملے میں میری مدد کی ہوتی تو دھوم مچ جاتی۔"

"دھوم اب بھی مچ سکتی ہے پیارے۔ بس تم دوسری شادی ڈالو۔"

"تو تم ہی نے سیکرٹ سروس والوں کی مدد کی ہے نا۔" فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "میرا خیال ہے کہ بن عقرب نے ٹھیک ہی کہا تھا.... تم سیکرٹ سروس سے متعلق ہو چکے ہو۔"

"کیا تم کو گھاس نے کھا لیا ہے سوپر فیاض؟" عمران متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوا بولا۔ "یا تم خود ہی گھاس کھا گئے ہو.... مجھے بتاؤ کہ دونوں میں سے کون سی بات درست ہے؟"

فیاض کچھ نہ بولا.... وہ کسی سوچ میں ڈوب گیا تھا.... عمران کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا اپنی کھوپڑی سہلانے لگا۔

○☆○